شفاء العلیل

یعنی ترجمہ

القول الجمیل

تصنیف

عالمِ ربانی حضرت شاہ ولی اللہ

محدّث دہلوی ؒ

١٣
ضلع نواب شاہ سندھ

سعید ایچ ایم کمپنی ⋆ ادب منزل پاکستان چوک کراچی

حبیب الرحمن ع 3/۵۵ حبیب الرحمن عو

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

شفاء العلیل عکسی

ترجمہ

القول الجمیل

مصنفہ

عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

باہتمام حاجی محمد ذکی عفی عنہ نبیرۂ عالیجناب حاجی محمد سعید صاحب غفرلہٗ

ایچ ایم سعید کمپنی

ادب منزل، پاکستان چوک۔ کراچی ۱

ثاقب ۹۸ء

مطبوعہ

ایجوکیشنل پریس۔ کراچی

تاریخ طبع

مارچ ۱۹۶۸ء

اشاعت دوم

مارچ ۱۹۷۰ء

قیمت ... ۲/۵۰

★

مشرقی پاکستان آفس

قرآن منزل

بابو بازار ــــــ ڈھاکہ

الرحمن
67
153

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
دیباچۂ مترجم	۷	اشراک باخدا۔	۳۸
مقدمہ مصنف	۱۰	تصدیق کاہن وغیرہ	۳۹
		پیغمبروں اور فرشتوں کو بُرا کہنا	۳۹
پہلی فصل		ترک نماز وغیرہ	۴۰
بیعت کے مسنون ہونیکا بیان	۱۲	قتل ناحق	۴۰
		تحقیق و تفصیل کبائر	۴۱
دوسری فصل		تفصیل شعب ایمانیہ	۴۳
بیعت کی سنّیت، غایت، منفعت اور شرائط کا بیان	۱۸	**چوتھی فصل**	
حکمت بیعت	۱۹	مشائخ جیلانیہ (قادریہ) کے اشغال کا بیان	۴۷
اقسامِ بیعت صوفیہ	۲۸	طریقہ ذکر نفی و اثبات	۵۰
حکمت تکرار بیعت	۲۹	بیان ذکر خفی دورہ قادریہ	۵۳
تیسری فصل		طریقہ پاس انفاس	۵۴
مرید کی تربیت اور تعلیم کا بیان	۳۵	طریقہ مراقبہ	۵۵
تفصیل گناہ کبیرہ۔	۳۸	مراقبۂ حضور حق تبارک و تعالیٰ	۵۵

مضمون	صفحہ نمبر
طریق معیت	۵۶
اقسام مراقبۂ قرآنیہ	۵۶
مراقبۂ فنا	۵۷
برائے کشف وقائع آئندہ	۵۹
طریقۂ کشف ارواح	۶۰
برائے حصول امور مشکلہ	۶۱
برائے انشراح خاطر و دفع بلاہا	۶۱
برائے شفائے مریض وغیرہ	۶۱
پانچویں فصل	
مشائخ چشتیہ کے اشغال کا بیان	۶۳
ذکر جلی وخفی	۶۶
پاس انفاس	۶۷
شیخ کے ساتھ ربط قلب	۶۸
مراقبۂ چشتیہ	۶۹
شرائط چلہ نشینی	۷۰
کشف قبور واستفاضہ بدان	۷۲
صلوۃ المعکوس	۷۲
صلوۃ کن فیکون	۷۲
چھٹی فصل	
مشائخ نقشبندیہ کے اشغال کا بیان	۷۵

مضمون	صفحہ نمبر
طریقۂ اثبات مجرد	۷۸
حقیقت مراقبہ بوجہ شمول	۷۹
طریقہ مراقبہ بسیط	۷۹
کلماتِ نقشبندیہ	۸۴
ہوش در دم	۸۵
نظر بر قدم	۸۶
سفر در وطن	۸۷
خلوت در انجمن	۸۸
یاد کرد	۸۹
بازگشت	۹۰
نگاہ داشت	۹۱
یادداشت	۹۱
وقوف زمانی	۹۲
وقوف عددی	۹۲
وقوف قلبی	۹۲
تصرفات نقشبندیہ	۹۳
طریقۂ تاثیر طالب یعنی توجہ دادن	۹۴
حقیقت ہمت	۹۵
سلب مرض	۹۵
طریقۂ توبہ بخشی	۹۶
طریقۂ تصرف قلوب	۹۶
طریقۂ اطلاع نسبت اہل اللہ	۹۷

مضمون	صفحہ نمبر
طریقۂ اشراف خواطر	۹۷
طریقۂ کشف وقائع آئندہ	۹۷
طریقۂ دفع بلا۔	۹۸
اشغال طریقۂ مجدّدیہ	۹۹
ساتویں فصل	
حقیقت نسبت اور اسکی تحصیل کابیان	۱۰۳
فراستِ صادقہ	۱۱۳
آٹھویں فصل	
خاندانِ ولی اللّٰہی کے اعمال مجربہ کابیان	۱۱۶
برائے کشائش ظاہری و باطنی	۱۱۶
برائے درد دندان و درد سر و درد ریاح	۱۱۷
برائے دفع حاجت وردِ غائب وشفائے مریض	۱۱۸
برائے گزیدنِ سگِ دیوانہ	۱۱۸
برائے دفع فاقہ	۱۱۹
بیدار شدن از شب	۱۱۹
عمل حفظ اطفال	۱۲۰
برائے امان از ہر آفت	۱۲۱
برائے خوفِ حاکم	۱۲۲

مضمون	صفحہ نمبر
آیاتِ شفا برائے مریض	۱۲۲
سی و سہ آیت برائے دفع از سحر محافظت از دزدان و درندگان	۱۲۳
برائے حفظ چیچک	۱۲۷
برائے حاجت روائی	۱۲۷
نماز برائے قضائے حاجت	۱۲۸
عمل آسیب زدہ برائے دفع جن از خانہ	۱۳۱
برائے دفع جن از خانہ	۱۳۲
بانجھ پن دُور کرنے کیلئے۔	۱۳۲
برائے زنے کہ فرزندش نہ زید	۱۳۵
ایضاً برائے فرزند زینہ	۱۳۵
اعمال برائے چشم زخم ساحرہ کہ در ہندی ڈائن وٹنھیا گویند۔	۱۳۵
برائے چشم زخم	۱۳۷
ایضاً برائے چشم زخم	۱۳۹
برائے مسحور و مریض مایوس العلاج	۱۳۹
برائے گم شدہ	۱۳۹
برائے شناختن دزد	۱۴۰
برائے بردۂ گریختہ	۱۴۱
برائے انجاح حاجت	۱۴۲
طریقۂ استخارہ	۱۴۲
افسونہائے تپ	۱۴۴

مضمون	صفحہ نمبر
برائے خنازیر	۱۴۴
برائے سرخ بادہ	۱۴۵
برائے ضعف بصر	۱۴۵
برائے صرع	۱۴۵
نویں فصل	
آداب وشرائط عالم ربانی کا بیان	۱۴۷
دسویں فصل	
آدابِ ذکر اور وعظ گوئی کا بیان	۱۶۳
گیارہویں فصل	
سلسلۂ طریقت حضرت مصنّف کا بیان	۱۷۳
سند سلسلۂ قادریہ	۱۷۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

دیباچہ مترجم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَوَّلِیۡنَ وَالۡاٰخِرِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَوۡلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

اَمَّا بَعۡدُ۔ عاجز بندہ گناہوں سے شرمندہ خرم علی عفا اللہ عنہ خدمات اہل دین میں عرض کرتا ہے کہ بعض مخلص حباب نے فرمائش کی کہ کتاب مستطاب **قول الجمیل فی بیان سواء السبیل** تصنیف عالم ربانی مرتاض حقانی عارف باللہ حضرت **شاہ ولی اللہ** محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ اُردو میں کرے تا زمانہ اخیر میں کہ روز بروز جہل کی ترقی ہے اہل دین حقیقت حال سے مطلع ہوں اور اصول طریقت اور شرائط اور احکام بعیت سے آگاہ ہو کر افراط و تفریط سے بچیں نہ مطلقاً بعیت کا انکار کریں نہ ہر نااہل سے بعیت کر لیں ہر چند مترجم بسبب کور باطنی اس کتاب عالی قدر کے ترجمہ کرنے کی کہ ذاکرین حق اور اولیائے طریقت کے اشغال میں ہے لیاقت نہیں رکھتا لیکن بفحوائے اُس حدیث صحیح کے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بخاری اور مسلم میں ثابت ہے کہ ملائکہ ربانی اہل ذکر کو تلاش کرتے ہیں پھر جب ذاکرین کو پاتے ہیں تو ان کو اپنے پروں سے اوّل آسمان[1] تک چھا لیتے ہیں پھر جب حق تعالیٰ فرشتوں کو شاہد کر کے فرماتا ہے کہ میں نے اُن کو

[1] یہ مختصر ہے حدیث دراز کا اس کے آگے یوں ہے کہ جب فرشتے جناب باری تعالیٰ میں جاتے ہیں تو پوچھتا ہے ان سے پروردگار ان کا حالانکہ وہ بہت جانتا ہے ان سے کیا کہتے ہیں بندے میرے ملائکہ عرض کرتے ہیں کہ ساتھ پاکی اور بڑائی کے یاد کرتے ہیں تجھ کو اور تعریف کرتے ہیں تیری یعنی سُبحان اللہ اللہ اکبر الحمد للہ کہتے ہیں اور تمجید کرتے ہیں تیری یعنی لاحول پڑھتے ہیں پس فرماتا ہے اللہ تعالےٰ کہ کیا دیکھا ہے انھوں نے مجھ کو عرض کرتے ہیں فرشتے کہ قسم ہے خدا کی نہیں دیکھا انھوں نے تجھ کو پس فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ مجھ کو کہتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ تجھکو تو ہوویں وہ بہت کرنیوالے عبادت تیری اور بہت بیان کریں بزرگی تیری اور بہت کریں تسبیح تیری پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا مانگتے ہیں مجھ سے کہتے ہیں فرشتے کہ مانگتے ہیں تجھ سے بہشت فرماتا ہے اللہ تعالےٰ کیا دیکھی ہے انھوں نے بہشت عرض کرتے ہیں فرشتے قسم ہے اللہ کی اے رب ہمارے نہیں دیکھی

(باقی صفحہ ۸ پر)

بخشا تو کوئی فرشتہ کہتا ہے کہ ان میں تو فلانا بندہ گنہگار بھی ہے جو ان کی راہ پر نہیں کسی کام کو آیا تھا سو وہاں بیٹھ گیا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اُس کو بھی بخشا وہ ایسے لوگ ہیں جن کے پاس کا بیٹھ جانے والا شقی یعنی بے نصیب نہیں رہتا۔ ترجمہ اس کتاب کا وسیلہ نجات کا سمجھا اور کیوں نہ ہو کہ حدیث مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَھُوَ مِنْھُمْ دستاویز قوی ہے انشاء اللہ تعالیٰ نظم۔

سیہ دل تیرہ کار گو میں ہوں لیکن فدائی ہوں اللہ کے عاشقوں کا
یہ امید رکھتا ہوں لطف ازل سے کہ اس دل میں پرتو پڑے صادقوں کا

اور کیا عجب ہے رحمت بے علت سبب انگیز سے کہ کوئی بندۂ خدا اہل دل اس ترجمے کو دیکھ کر خوش ہو جاوے اور مترجم کے افلاس باطنی پر رحم کرے اور توجہ فرماوے یا بعد موت مترجم کے دعائے مغفرت کرے۔ مصرع۔

وَلِلْاَرْضِ[1] مِنْ کَاسِ الْکِرَامِ نَصِیْبٌ

بالجملہ کتاب مذکور گیارہ فصل پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل اور دوسری فصل اقسام بیعت اور اُس کے احکام اور شرائط میں۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) انھوں نے بہشت فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ بہشت عرض کرتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ اُس کو تو بہت ہوں اُس پر حرص کرنے والے اور بہت طلب کریں اسکو اور بہت کریں اسکی محبت پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں فرشتے کہ پناہ مانگتے ہیں وہ دوزخ سے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کیا دیکھا ہے انھوں نے دوزخ کو کہتے ہیں فرشتے قسم ہے اللہ کی اے رب نہیں دیکھا انھوں نے اسکو۔ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ اُس کو کہتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ اس کو تو بہت ہوں اُس سے بھاگنے والے اور بہت اس سے ڈرنے والے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس گواہ کرتا ہوں میں تم کو تحقیق میں نے بخش دئے گناہ اُن کے پس عرض کرتا ہے ایک اُن فرشتوں میں سے کہ فلانا شخص اُن میں تھا کہ نہیں تھا ذکر کرنے والوں میں سے سوائے اسکے نہیں کہ آیا تھا کسی کام کے لئے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ ھم الجلساء لا یشقی جلیسھم یعنی ایسے بیٹھنے والے ہیں کہ نہیں بد بخت ہوتا ہمنشین ان کا انتہی یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب ذکر اللہ عزوجل میں بخاری سے نقل کی ہے ۱۲۔

---

[1] یعنی زمین کیلئے بزرگوں کے پیالے سے حصہ ہے کہ شربت وغیرہ پینے کے وقت کچھ پیالے میں سے زمین پر ڈال دیتے ہیں نظر کے دفع کیلئے یہ بحسب عرف کے کہا ہے حاصل یہ ہے کہ کیا عجب ہے کہ مجکو بھی انکی برکات میں سے کچھ مل جاوے ۱۲

تیسری فصل سالکین کی تربیت کی ترتیب میں۔
چوتھی فصل مشائخ قادریہؒ کے اشغال میں۔
پانچویں فصل مشائخ چشتیہ کے اشغال میں۔
چھٹی فصل مشائخ نقشبندیہ کے اشغال میں
ساتویں فصل آل کا اشغال یعنی تحصیل نسبت میں۔
آٹھویں فصل عزائم اور اعمال میں۔
نویں فصل عالم ربانی کی شرائط اور چند نصائح میں۔
دسویں فصل وعظ گوئی اور وعظ کی شرائط اور آداب وغیرہ میں۔
گیارہویں فصل سلاسل طریقت کے اسناد میں۔

اب معلوم کرنا چاہئیے کہ ترجمہ اس کتاب میں بامحاورہ مقدم رکھا گو اصل کے تراجم الفاظ میں تقدیم اور تاخیر واقع ہو اس واسطے کہ ترجمہ کرنے سے سہولت فہم مقصود ہے سو ترجمہ تحت اللفظ میں حاصل نہیں اور جو حواشی مصنف قدس سرہٗ اور اُن کے خلف الرشید علاّمہ عصر مسند دہر مولانا شاہ عبدالعزیز کے اس کتاب پر صحیح پائے مزید توضیح اور تکثیر فوائد کے واسطے اُن کا ترجمہ بھی ذیل کے فوائد میں مندرج کر دیا جہاں کہیں مولانا کا لفظ آوے تو مولانا شاہ عبدالعزیز مراد ہوں گے اور اس کا شفاء العلیل ترجمۂ قول الجمیل نام رکھا حق تعالیٰ اس ترجمے کو اپنے مزید کرم سے قبول فرماوے اور مترجم اور صاحب فرمائش اور مصحح اور ناشر اور سائر اہل دین کو اس کتاب کے برکات سے فائدہ مند کرے۔ آمین

خرم علی عفا اللہ عنہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدّمہ مصنف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ قُلُوْبَ بَنِیْ اٰدَمَ مُسْتَعِدَّۃً لِفَیَضَانِ الْاَنْوَارِ مُتَھَیِّئَۃً لِاِیْدَاعِ الْمَعَارِفِ وَالْاَسْرَارِ۔

وَبَعَثَ الْاَنْبِیَآءَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارَ دَاعِیْنَ وَھَادِیْنَ اِلٰی طُرُقِ اِکْتِسَابِھَا بِالطَّاعَاتِ وَالْاَذْکَارِ۔

ثُمَّ جَعَلَ لَھُمْ وَرَثَۃً یَقُوْمُوْنَ بِعِلْمِھِمْ وَرُشْدِھِمْ مِنَ الْعُلَمَآءِ الرَّاسِخِیْنَ الْاَبْرَارِ۔

وَلَا تَزَالُ مِنْھُمْ طَائِفَۃٌ قَائِمِیْنَ عَلَی الْحَقِّ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ مِنَ الْاَشْرَارِ۔

وَجَعَلَھُمْ سُرُجًا یَھْدِی النَّاسُ بِھَا فِیْ ظُلُمَاتِ الطَّبِیْعَۃِ اِلٰی قُرْبِ الْجَبَّارِ۔

فَمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ فَقَدْ رَشَدَ وَلَہُ النَّعِیْمُ

سب تعریف اللہ کو جس نے بنی آدم کے دلوں کو واسطے فیضان انوار کے مستعد بنایا اور تفویض معارف اور اسرار کے واسطے لائق ٹھہرایا۔

اور بھیجا انبیائے برگزیدہ اخیار کو داعی اور ہادی بنا کر کہ معارف اور اسرار الٰہی کی تحصیل کی راہیں بتادیں عبادات اور اذکار سے۔

پھر حق تعالےٰ نے انبیاء کے وارث ٹھہرائے یعنی علمائے مضبوط نیک کار جو اُنکے علم اور ارشاد کو بعد زمانہ انبیاء کے قرناً بعد قرن قائم رکھیں۔

اور ہمیشہ تاقیامت ان میں سے چند لوگ حق پر قائم رہیں گے ان کو ضرر نہ پہنچا سکیں گے جو شریر ان کے معاند اور منکر ہوں گے۔

اور حق تعالےٰ نے وارثین انبیاء کو چراغ ہدایت بنایا جن سے طبیعت اور بشریت کی تاریکیوں میں لوگ راہ پاتے ہیں خدا کے قرب کی طرف۔

سو جس کا دل بیدار ہے اس نے کلام حق کو سنا دھیان کر کے سو وہ راہ پا گیا اور اُس کے

الْمُقِيْمُ وَالْجَنَّاتُ وَالْاَنْهَارُ
وَمَنْ اَعْرَضَ وَتَوَلّٰى
فَقَدْ غَوٰى وَهَوٰى وَلَهُ
الْجَحِيْمُ وَالْحَمِيْمُ وَمَا
لَهُ مِنْ اَنْصَارٍ.
نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ
وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ
مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ
سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ
يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ
وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ
لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ
وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ
بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَبَارَكَ
وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا.

واسطے نعمت دائمی اور جنات اور انہار ہیں۔
اور جس نے اس ہدایت سے روگردانی اور سرکشی کی سو راہ کو بھولا اور نیچے گر پڑا اور اُس کے لئے دوزخ اور پانی گرم ہے اور کوئی اُس کا مددگار نہیں۔
ہم ستائش کرتے ہیں اللہ کی اور اس سے مدد چاہتے ہیں اور اُس سے مغفرت مانگتے ہیں اور اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں اپنے نفسوں کی برائیوں سے اور اپنے اعمال کی بدیوں سے جس کو اللہ نے ہدایت کی اُس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اُس نے بہکایا اُس کا کوئی راہ بتانے والا نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے جو اکیلا ہے اُس کا کوئی ساجھی نہیں اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے پیشوا اور سردار یعنی جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس کے بندے اور رسول ہیں جن کو اللہ نے بھیجا ساتھ حق کے بشیر[۱] اور نذیر کر کے حق تعالٰے اُن پر اپنی رحمت نازل کرے اور اُن کی آل اور اصحاب پر اور برکت دے اور سلام بھیجے سلام بھیجنا۔

اَمَّا بَعْدُ فَيَقُوْلُ الْعَبْدُ الضَّعِيْفُ الْفَقِيْرُ اِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ وَلِيُّ اللّٰهِ بْنِ الشَّيْخِ عَبْدِ الرَّحِيْمِ تَغَمَّدَهُمَا اللّٰهُ بِفَضْلِهِ الْجَسِيْمِ وَجَعَلَ مَآلَهُمَا اِلَى النَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ هٰذِهٖ فُصُوْلٌ مُّشْتَمِلَةٌ عَلٰى اُصُوْلِ الطَّرِيْقَةِ وَمَا يَتَّصِلُ بِهَا مِمَّا اسْتَفَدْنَاهُ

[۱] بشیر خوشخبری دینے والا مومنوں کو ساتھ جنت کے اور نذیر ڈر سنانے والا کافروں کو ساتھ دوزخ کے ۱۲

مِنْ مَشَائِخِنَا النَّقْشَبَنْدِيَّةِ وَالْجِيلَانِيَّةِ وَالْجِشْتِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ وَسَمَّيْتُهَا **بِالْقَوْلِ الْجَمِيْلِ فِيْ بَيَانِ سَوَآءِ السَّبِيْلِ** حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۝

بعد حمد و صلوٰۃ کے کہتا ہے بندہ ضعیف محتاج اللہ کریم کی رحمت کا ولی اللہ بیٹا شیخ عبدالرحیم کا ان دونوں کو ڈھانپ لے اپنے فضل بڑے میں۔ اور ان دونوں کا ٹھکانا نعمت[1] دائمی کی طرف ٹھہرا دے۔ یہ چند فصلیں مشتمل ہیں قواعد طریقت پر یعنی کلیات درویشی پر اور اس پر جو طریقت سے قریب اور مناسب ہے یعنی دعوات اور اعمال پر جس کو ہم نے اپنے نقشبندی اور قادری اور چشتی پیروں سے حاصل کیا ہے راضی ہو اللہ تعالیٰ اُن سے اور ان فصلوں کا **قول الجمیل فی بیان سواء السبیل** میں نے نام رکھا۔ اللہ مجھ کو کافی ہے اور بہتر کارساز ہے اور نہیں بچاؤ گناہ سے اور نہیں طاقت عبادت پر مگر اللہ کی مدد سے جو بلند قدر ہے بڑائی والا۔

---

[1] کہ وہ جنت ہے اور نعمتیں اُس کی ۱۲

پہلی فصل

بیعت کے مسنون ہونے کا بیان

اس فصل میں مسنون ہونا بیعت کا مذکور ہے اگرچہ زمانہ رسالت میں بیعت کتنے ہی اُمور کے واسطے تھی اور اب ایک مقصد میں منحصر[له] ہے اور یہ امر اصل غرض کو مضر نہیں۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ط یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ہ

حق تعالیٰ نے فرمایا مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے سو جو عہد شکنی کرتا ہے تو اپنی ذات کی مضرت پر عہد توڑتا ہے اور جس نے پورا کیا اس کو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا سو عنقریب اُن کو اجر عظیم عنایت کرے گا۔

وَاسْتَفَاضَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا یُبَایِعُوْنَہٗ تَارَۃً عَلَی الْھِجْرَۃِ وَالْجِھَادِ وَتَارَۃً عَلٰی اِقَامَۃِ اَرْکَانِ الْاِسْلَامِ وَتَارَۃً عَلَی الثُّبَاتِ وَالْقَرَارِ فِیْ مَعْرَکَۃِ الْکُفَّارِ وَتَارَۃً عَلٰی

اور احادیث مشہورہ میں منقول ہوا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ لوگ بیعت کرتے تھے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور گاہے اقامت ارکان اسلام یعنی صوم صلوٰۃ حج زکوٰۃ پر اور گاہے ثبات اور قرار پر معرکہ کفار میں چنانچہ بیعت

له اگر تامل کیجئے تو یہ بیعت بھی کتنے امور کیلئے اجمالاً ہوتی ہے اس لئے کہ پیر کے آگے توبہ گناہوں سے کرتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ احکام شرع شریف کے بجالاؤں گا پس یہ بھی مشتمل ہوئی کتنے امور پر۔ یہاں پر جو بحسب رسم کے بیعت کرنے اور ارادہ آڑے رہنے کا گناہوں پر ہے تو وہ البتہ بے فائدہ ہے کہ ایک امر کے لئے بھی نہ ہوئی پس حضرت مصنف کی وہی مراد ہے کہ جو پہلے لکھی گئی ۱۲ ق

اَلتَّمَسُّكُ بِالسُّنَّةِ وَالاجْتِنَابِ عَنِ الْبِدْعَةِ وَالْحِرْصِ عَلَى الطَّاعَاتِ كَمَا صَحَّ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَايَعَ نِسْوَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ عَلٰى اَنْ لَّا يَنُحْنَ۔

الرضوان اور کبھی سنت نبوی کے تمسک پر اور بدعت سے بچنے پر اور عبادات کے حریص اور شائق ہونے پر چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی انصاریوں کی عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر۔

وَرَوٰى اِبْنُ مَاجَةَ اَنَّهٗ بَايَعَ نَاسًا مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ عَلٰى اَنْ لَا يَسْئَلَ النَّاسَ شَيْئًا فَكَانَ اَحَدُهُمْ يَسْقُطُ سَوْطُهٗ فَيَنْزِلُ عَنْ فَرَسِهٖ فَيَاْخُذُهٗ وَلَا يَسْئَلُ اَحَدًا۔

اور ابن ماجہ نے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت لی اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں سو ان میں سے کسی شخص کا یہ حال تھا کہ اُس کا کوڑا گرجاتا تھا تو اپنے گھوڑے سے اُتر کر اس کو اٹھالیتا تھا اور کسی سے کوڑا اٹھا دینے کا بھی سوال نہ کرتا تھا۔

وَمِمَّا لَا شَكَّ فِيْهِ وَلَا شُبْهَةَ اَنَّهٗ اِذَا ثَبَتَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِعْلٌ عَلٰى سَبِيْلِ الْعِبَادَةِ وَالْاِهْتِمَامِ بِشَانِهٖ فَاِنَّهٗ لَا يَنْزِلُ عَنْ كَوْنِهٖ سُنَّةً فِى الدِّيْنِ۔

اور جس میں شک اور شبہ نہیں وہ یہ ہے کہ جب ثابت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فعل بطریق عبادت اور اہتمام کے نہ بر سبیل عادت تو وہ فعل سنت دینی سے کمتر تو نہیں۔

ف اور چونکہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت بکمال اہتمام تھا تو بیعت کے مسنون ہونے میں اب کچھ شک اور شبہ نہیں۔

بَقِیَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَلِيْفَةَ اللّٰهِ فِىْ اَرْضِهٖ وَعَالِمًا بِمَا اَنْزَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْحِكْمَةِ وَمُعَلِّمًا لِّلْكِتَابِ

باقی رہا یہ بیان کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ تھے اس کی زمین میں اور عالم تھے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے اُن پر قرآن اور حکمت کو اتارا اور معلم تھے قرآن اور حدیث کے اور امت کے

وَ السُّنَّۃِ وَمُزَکِّیًا لِلْاُمَّۃِ فَمَا فَعَلَہٗ عَلٰی جِھَۃِ الْخِلَافَۃِ کَانَ سُنَّۃً لِلْخُلَفَاءِ وَمَا فَعَلَہٗ عَلٰی جِھَۃِ کَوْنِہٖ مُعَلِّمًا لِلْکِتَابِ وَالْحِکْمَۃِ وَمُزَکِّیًا لِلْاُمَّۃِ کَانَ سُنَّۃً لِلْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِیْنَ۔

پاک کرنے والے تھے سو جو فعل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنابر خلافت کے کیا وہ خلفاء کے واسطے سنّت ہوگیا اور جو فعل کہ بجہت تعلیم کتاب اور حکمت اور تزکیہ اُمت کے کیا وہ علمائے راسخین کے واسطے سنت ہوا۔

ف علمائے راسخین سے وہ مراد ہیں جو علم ظاہر اور باطن کے جامع ہیں۔

فَلْنَبْحَثْ عَنِ الْبَیْعَۃِ مِنْ اَیِّ قِسْمٍ ھِیَ نَظَنَّ قَوْمٌ اَنَّھَا مَقْصُوْدَۃٌ عَلٰی قَبُوْلِہِ الْخِلَافَۃَ وَاَنَّ الَّذِیْ تَعْتَادُھَا الصُّوْفِیَّۃُ مِنْ مُبَایَعَۃِ الْمُتَصَوِّفِیْنَ لَیْسَ بِشَیْءٍ وَھٰذَا ظَنٌّ فَاسِدٌ لِمَا ذَکَرْنَا مِنْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُبَایِعُ تَارَۃً عَلٰی اِقَامَۃِ اَرْکَانِ الْاِسْلَامِ وَتَارَۃً عَلَی التَّمَسُّکِ بِالسُّنَّۃِ وَھٰذَا صَحِیْحُ الْبُخَارِیِّ شَاھِدًا عَلٰی اَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اشْتَرَطَ عَلٰی جَرِیْرٍ عِنْدَ مُبَایَعَتِہٖ فَقَالَ وَالنُّصْحُ لِکُلِّ مُسْلِمٍ وَاَنَّہٗ بَایَعَ قَوْمًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَاشْتَرَطَ اَنْ لَا یَخَافُوْنَ فِی اللّٰہِ لَوْمَۃَ لَائِمٍ وَیَقُوْلُوْا بِالْحَقِّ

تو ہم کو چاہیئے کہ بیعت کی گفتگو کریں کہ وہ کون قسم میں سے ہے سو بعضے لوگوں نے یہ گمان کیا ہے کہ بیعت منحصر ہے قبول خلافت اور سلطنت پر اور وہ جو صوفیوں کی عادت ہے باہم اہلِ تصوّف سے بیعت لینے کی وہ شرعاً کچھ نہیں اور یہ گمان فاسد ہے بدلیل اُس کے جو ہم مذکور کر چکے کہ مقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم گاہے بیعت لیتے تھے اقامت ارکان اسلام پر اور گاہے تمسک بالسنۃ پر اور صحیح بخاری گواہی دے رہی ہے اس پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر رضی اللہ عنہ پر شرط کی اُن کی بیعت کے وقت سو فرمایا کہ خیر خواہی لازم ہے ہر مسلمان کے واسطے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت لی قوم انصار سے سو یہ شرط کرلی کہ نہ ڈریں امر خدا میں کسی ملامت گر کی ملامت سے اور حق ہی بات بولیں جہاں ہیں

حَیْثُ کَانُوْا فَکَانَ اَحَدُ هُمْ یُجَاهِرُ الْاُمَرَاءَ وَالْمُلُوْكَ بِالرَّدِّ وَالْاِنْکَارِ وَاَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَایَعَ نِسْوَةً مِنَ الْاَنْصَارِ وَاشْتَرَطَ الْاِجْتِنَابَ عَنِ النَّوْحَةِ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ وَکُلُّ ذٰلِكَ مِنَ التَّزْکِیَةِ وَالْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْیِ عَنِ الْمُنْکَرِ۔

سو اُن میں سے بعضے لوگ امراء اور سلاطین پر کھل کر بلا خوف رد انکار کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے بیعت کی اور شرط کرلی کہ نوحہ کرنے سے پرہیز کریں۔ ان کے سوائے بہت امور میں بیعت ثابت ہے اور وہ امور از قسم تزکیہ و امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ہیں۔

ف تو صاف ثابت ہو گیا کہ بیعت فقط قبول خلافت پر منحصر نہیں۔

فَالْحَقُّ اَنَّ الْبَیْعَةَ عَلٰی اَقْسَامٍ مِنْهَا بَیْعَةُ الْخِلَافَةِ وَمِنْهَا بَیْعَةُ التَّمَسُّكِ بِحَبْلِ التَّقْوٰی وَمِنْهَا بَیْعَةُ الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ وَمِنْهَا بَیْعَةُ التَّوَثُّقِ فِی الْجِهَادِ۔

وَکَانَتْ بَیْعَةُ الْاِسْلَامِ مَتْرُوْکَةً فِیْ زَمَنِ الْخُلَفَاءِ اَمَّا فِیْ زَمَنِ الرَّاشِدِیْنَ مِنْهُمْ فَلِاَنَّ دُخُوْلَ النَّاسِ فِی الْاِسْلَامِ فِیْ اَیَّامِهِمْ کَانَ غَالِبًا بِالْقَهْرِ وَالسَّیْفِ لَا بِالتَّالِیْفِ وَاِظْهَارِ الْبُرْهَانِ وَلَا طَوْعًا وَرَغْبَةً وَاَمَّا

تو حق یہ ہے کہ بیعت چند قسم پر ہے بعضی بیعت خلافت کی بعضی بیعت اسلام لانے کی اور بعضی بیعت تقوی کی رسی پکڑنے کی اور بعضی بیعت ہجرت اور جہاد کی اور بعضی بیعت جہاد میں مضبوط رہنے کی۔

اور مسلمان ہونے کی بیعت خلفاء کے زمانہ میں متروک تھی خلفائے راشدین کے وقت میں بیعت اسلام تو اس واسطے متروک تھی کہ داخل ہونا لوگوں کا اسلام میں اُن کے ایام میں اکثر بسبب شوکت اور تلوار کے تھا نہ تالیف قلوب اور اظہار دلیل اسلام پر اور نہ دخول اسلام اپنی خوشی اور رغبت پر تھا اور خلفائے راشدین کے سوا اور خلفاء کے وقت میں چنانچہ خلفائے مروانیہ اور عباسیہ

فِیْ غَیْرِهِمْ فَلِاَنَّهُمْ كَانُوْا فِی الْاَكْثَرِ ظَلَمَةً فَسَقَةً لَا یَهْتَمُّوْنَ بِاِقَامَةِ السُّنَنِ۔

وَكَذٰلِكَ بَیْعَةُ التَّمَسُّكِ بِحَبْلِ التَّقْوٰی كَانَتْ مَتْرُوْكَةً اَمَّا فِیْ زَمَانِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ فَلِكَثْرَةِ الصَّحَابَةِ الَّذِیْنَ اسْتَنَارُوْا بِصُحْبَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتَاَدَّبُوْا فِیْ حَضْرَتِهٖ فَكَانُوْا لَا یَحْتَاجُوْنَ اِلٰی بَیْعَةِ الْخُلَفَاءِ وَاَمَّا فِیْ زَمَنِ غَیْرِهِمْ فَخَوْفًا مِنْ اِفْتِرَاقِ الْكَلِمَةِ وَاَنْ یُّظَنَّ بِهِمْ مُبَایَعَةُ الْخِلَافَةِ فَتَهِیْجَ الْفِتَنُ وَكَانَتِ الصُّوْفِیَّةُ یَوْمَئِذٍ یُقِیْمُوْنَ الْخِرْقَةَ مَقَامَ الْبَیْعَةِ ثُمَّ لَمَّا انْدَرَسَ هٰذَا الرَّسْمُ فِی الْخُلَفَاءِ اِنْتَهَزَ الصُّوْفِیَّةُ الْفُرْصَةَ وَتَمَسَّكُوْا بِسُنَّةِ الْبَیْعَةِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

کے وقت میں اس واسطے بیعت اسلام متروک تھی کہ اُن میں اکثر ظالم اور فاسق تھے اقامت سنن دین میں کوشش بلیغ نہ کرتے تھے۔

اور اسی طرح تقوٰی کی رسّی تھامنے کی بیعت زمانہ خلفاء میں متروک ہوگئی تھی خلفائے راشدین کے زمانے میں تو بسبب کثرت اصحاب کے متروک تھی جو نورانی ہو چکے تھے بسبب صحبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور مُتادّب ہو گئے تھے آپ کے حضور میں تو اُن کو کچھ حاجت نہ تھی خلفاء کے سے بیعت کی تصفیہ باطن کے واسطے اور خلفاء کے سوا اور زمانہ میں بسبب خوف پھوٹ پڑنے کے اور اس خوف سے کہ بیعت کرنے والوں کے ساتھ بیعت خلافت کا گمان کیا جاوے تو فساد اُٹھے بیعت مذکور متروک تھی اور اُس وقت میں اہل تصوّف خرقہ دینے کو قائم مقام بیعت کے کرتے تھے پھر بعد مدّت یہ رسم بیعت کی ملوک اور سلاطین میں معدوم ہوگئی تو حضرات صوفیہ نے فرصت کو غنیمت جانکر سنّت بیعت اختیار کی واللہ اعلم

ف مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہٗ نے فرمایا تو حضرات صوفیہ بعد اندراس رسم بیعت کے جاری کرنے سے مصداق اِس حدیث مرفوع کے ہوئے کہ جو سنّت مردہ کو جلاوے تو اس کو اُس کا اجر ملے گا اور اُن لوگوں کا بھی اُس کو اجر ملے گا جو اُس سنّت پر چلیں

دوسری فصل

بیعت کی سنّیت، غایت، منفعت اور شرائط کا بیان

اس فصل میں سنیت بیعت اور اُس کی غایت اور منفعت اور اُس کی شرائط وغیرہ کا بیان ہے۔

وَلَعَلَّكَ تَقُولُ اَخْبِرْنِي عَنِ الْبَيْعَةِ مَا هِيَ وَاجِبَةٌ اَمْ سُنَّةٌ ثُمَّ مَا الْحِكْمَةُ فِي شَرْعِهَا ثُمَّ مَا شَرْطُ مَنْ يَاْخُذُ الْبَيْعَةَ ثُمَّ مَا شَرْطُ الْمُبَايِعِ ثُمَّ مَا وَفَاءُ الْمُبَايِعِ وَمَا نَكْثُهُ ثُمَّ هَلْ يَجُوزُ تَكْرَارُ الْبَيْعَةِ مِنْ عَالِمٍ وَّاحِدٍ اَوْ عُلَمَاءَ كَثِيرِيْنَ ثُمَّ مَا اللَّفْظُ الْمَاْثُورُ عِنْدَ الْبَيْعَةِ

اور شاید کہ اے مخاطب تو کہے گا کہ مجکو بیعت کا حکم بتائیے کہ کیا ہے واجب ہے یا سنت پھر بیعت کے مشروع ہونے میں حکمت کیاہے پھر بیعت لینے والے کی شرط کیا ہے پھر بیعت کرنے والے کی شرط کیاہے پھر بیعت کرنے والے میں ایفائے بیعت کس کو کہتے۔ اور عہد شکنی کیاہے پھر کیا جائز ہے مکرر کرنا بیعت کا ایک عالم یا علمائے کثیر سے یا جائز نہیں پھر کون الفاظ منقول ہیں سلف سے بیعت کے وقت۔

جواب سوال اوّل فَاَقُولُ اَمَّا الْمَسْئَلَةُ الْاُولٰى فَاعْلَمْ اَنَّ الْبَيْعَةَ سُنَّةٌ وَلَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ لِاَنَّ النَّاسَ بَايَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقَرَّبُوا بِهَا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَمْ يَدُلَّ دَلِيْلٌ عَلٰى تَاثِيمِ

سنو میں کہتا ہوں ساتوں سوالات کے جواب مفصلاً پہلے سوال کے جواب کو تو یوں سمجھ لے کہ بیعت سنت ہے واجب نہیں اس واسطے کہ اصحابؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اُس کے سبب سے حق تعالیٰ کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل شرعی نے تارک بیعت

تَارِكِهَا وَلَمْ يُنْكِرْ اَحَدٌ مِّنَ الْاَئِمَّةِ عَلٰى اَنَّهَا لَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ۔

کے گنہگار ہونے پر دلالت نہ کی اور ائمہ دین نے تارک بیعت پر انکار نہ کیا تو یہ عدم انکار گویا اجماع ہوگیا اس پر کہ وہ واجب نہیں۔

حکمت بیعت اور اگر بیعت تقویٰ کی واجب ہوتی تو بالضرور اُس کے تارک پر انکار وارد ہوتے تو معلوم ہوگیا کہ بیعت سنّت ہے اِس واسطے کہ حقیقت سنّت یہی ہے کہ فعل مسنون بلا دلیل وجوب تقرب الی اللہ کا موجب ہو۔

جواب سوال دوم وَاَمَّا الْمَسْئَلَةُ الثَّانِيَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَجْرٰى سُنَّتَهٗ اَنْ يَّنْضَبِطَ الْاُمُوْرُ الْخَفِيَّةُ الْمُضْمَرَةُ فِي النُّفُوْسِ بِاَفْعَالٍ وَّاَقْوَالٍ ظَاهِرَةٍ وَّيَنْصِبُهَا مَقَامَهَا كَمَا اَنَّ التَّصْدِيْقَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ خَفِيٌّ فَاُقِيْمَ الْاِقْرَارُ مَقَامَهٗ وَكَمَا اَنَّ رِضَى الْمُتَعَاقِدَيْنِ بِبَذْلِ الثَّمَنِ وَالْمَبِيْعِ اَمْرٌ خَفِيٌّ مُضْمَرَةٌ فَاُقِيْمَ الْاِيْجَابُ وَالْقَبُوْلُ مَقَامَهٗ۔

فَكَذٰلِكَ التَّوْبَةُ وَالْعَزِيْمَةُ عَلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِيْ وَالتَّمَسُّكُ

سوال ثانی کا جواب یوں معلوم کر کہ سُنّت اللہ یوں جاری ہے کہ امور خفیہ جو نفوس میں پوشیدہ ہیں اُن کا ضبط افعال اور اقوال ظاہری سے ہو اور اقوال قائم مقام ہوں امور قلبیہ کے چنانچہ تصدیق اللہ اور اُس کے رسول اور قیامت کی امر مخفی ہے تو اقرار ایمان[ل] کا بجائے تصدیق قلبی کے قائم مقام کیا گیا۔ اور چنانچہ رضامندی بائع اور مشتری کی قیمت اور مبیع کے دینے میں امر مخفی پوشیدہ ہے تو ایجاب[ے] اور قبول کو قائم مقام رضائے مخفی کے کردیا۔

سو اسی طرح توبہ اور عزم کرنا ترک معاصی کا اور تقویٰ کی رسّی کو مضبوط پکڑنا

[ل] اور اسی اقرار پر احکام ایمان کے دائر ہوگئے چنانچہ حفظ جان اور مال اور وجوب نصرت مومن ۱۲

[ے] اور اسی ایجاب اور قبول پر احکام بیع کے دائر ہوئے یعنی قیمت اور بیع میں تصرف کرنا اور ہبہ اور وراثت وغیرذالک ۱۲۔

بِحَبْلِ التَّقْوٰی خَفِیٌّ مُّضْمَرٌ فَاُقِیْمَتِ الْبَیْعَۃُ مَقَامَھَا۔

امر مخفی اور پوشیدہ ہے تو بیعت[۵] کو اُس کے قائم مقام کر دیا۔

جواب سوال سوم وَاَمَّا الْمَسْئَلَۃُ الثَّالِثَۃُ فَشَرْطُ مَنْ یَّاخُذُ الْبَیْعَۃَ اُمُوْرٌ اَحَدُھَا عِلْمُ الْکِتَابِ وَ السُّنَّۃِ وَلَآ اُرِیْدُ الْمَرْتَبَۃَ الْقُصْوٰی بَلْ یَکْفِیْ مِنْ عِلْمِ الْکِتَابِ اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ ضَبَطَ تَفْسِیْرَ الْمَدَارِکِ اَوِ الْجَلَالَیْنِ اَوْ غَیْرَھُمَا وَحَقَّقَہٗ عَلٰی عَالِمٍ وَ عَرَفَ مَعَانِیَہٗ وَتَفْسِیْرَ الْغَرِیْبِ وَ اَسْبَابَ النُّزُوْلِ وَالْاِعْرَابَ وَالْقَصَصَ وَمَا یَتَّصِلُ بِذٰلِکَ۔

مسئلہ ثالث کا جواب یہ ہے کہ بیعت لینے والے میں یعنی پیر اور مرشد میں چند امور ہیں جنکا بحیثیت شرط پایا جانا ضروری ہے شرط اول علم قرآن اور حدیث کا اور میری یہ مراد نہیں کہ پلے سرے کا مرتبہ علم کا مشروط ہے بلکہ قرآن میں اتنا علم ہونا کافی ہے کہ تفسیر مدارک یا جلالین کو یا سوا اُن کے مانند تفسیر وسیط یا وجیز واحدی کے محفوظ کر چکا ہو اور کسی عالم سے اُس کو تحقیق کر لیا ہو اور اُس کے معنی اور ترجمہ لغات مشکلہ کو اور شان نزول اور اعراب قرآنی اور قصص اور جو اُس کے قریب ہے اُس کو جان چکا ہو۔

ف۔ یعنی دو مختلف چیزوں میں تطبیق دینا اور معرفت ناسخ اور منسوخ اور احکام مستنبطہ قرآنی کی۔

وَمِنَ السُّنَّۃِ اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ ضَبَطَ وَحَقَّقَ مِثْلَ کِتَابِ الْمَصَابِیْحِ وَعَرَفَ مَعَانِیَہٗ وَشَرْحَ غَرِیْبِہٖ وَ اِعْرَابَ مُشْکِلِہٖ وَتَاْوِیْلَ مُعْضَلِہٖ عَلٰی رَاْیِ الْفُقَھَآءِ

اور حدیث کا علم اتنا کافی ہے کہ ضبط اور تحقیق کر چکا ہو مانند کتاب مصابیح یا مشارق کے اور اُس کے معانی دریافت کر چکا ہو اور اُس کی شرح غریب یعنی لغات مشکلہ کا ترجمہ اور اعراب مشکل اور تاویل معضل کے برابر رائے فقہائے دین کی معلوم کر چکا ہو۔

---

[۵] اور اسی پر احکام دائر ہوئے یعنی وجوب ایفا کے عہد شکنی وغیر ذالک ۱۲۔

ف مُشکل اور مُعضَل میں فرق یہ ہے مشکل اُس دشوار لفظ کو کہتے ہیں جو باعتبار لفظ اور ترکیب نحوی کے صعب ہو اور معضل وہ ہے جس کے معنے مشتبہ ہوں اور ایک معنے کی تعیین نہ ہوسکے یا دوسری حدیث اُس کے معارض اور مخالف ہو فرمایا ابن مصنّف یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی نے کہ اسی طرح میں نے مصنف قدس سرہ سے سُنا مترجم کہتا ہے مصنّف نے لفظ محتمل المعنے اور احادیث متعارضہ میں اتباع مذاہب فقہاء کے اِس واسطے تصریح کی کہ چاروں اماموں کی مخالفت میں ضلالت صریح ہے یعنی اُس نے ترک اجماع کیا۔

وَلَا يُكَلَّفُ بِحِفْظِ الْقُرْاٰنِ وَلَا التَّفَحُّصِ عَنْ حَالِ الْاَسَانِيْدِ اَلَا تَرٰى اَنَّ التَّابِعِيْنَ وَاَتْبَاعَهُمْ كَانُوْا يَاْخُذُوْنَ بِالْمُنْقَطِعِ وَالْمُرْسَلِ اِنَّمَا الْمَقْصُوْدُ حُصُوْلُ الظَّنِّ بِبُلُوْغِ الْخَبَرِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور بیعت لینے والا مکلف نہیں علم قرآن میں اختلافات قرأت کے یاد رکھنے کا اور نہ علم حدیث میں حال اسانید کے تجسس کا کیا تو نہیں جانتا کہ تابعین اور تبع تابعین حدیث منقطع اور مرسل کو لیتے تھے مقصود تو حصول ظن ہے ساتھ پہنچ جانے حدیث کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک۔

سو اتنی بات تو کتب معتمدہ حدیث میں تفحص رواۃ پر منحصر نہیں اگرچہ تحقیق فن حدیث میں بدون علم رجال کے حاصل نہیں۔

ف۔ منقطع وہ حدیث ہے جس کا راوی اول سند میں مذکور نہ ہو اور مرسل وہ ہے جو آخر سند میں راوی مذکور نہ ہو چنانچہ تابعی حدیث کو بدون ذکر صحابی کے مذکور کرے چونکہ تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ مشہود بالخیر تھا اور وسائط سند قلیل ہوتے تھے تو انقطاع سے بھی حصول ظن بلوغ خبر متصور تھا بخلاف غیر تابعین اور تبع تابعین کے کہ اُن کو یہ دولت قریبہ خدا داد کہاں حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ پیری مریدی کے واسطے اتنا علم بھی قرآن اور حدیث کا کافی ہے لیکن عمل بالحدیث اور استنباط

احکام کے واسطے بہت سا کچھ درکار ہے۔

وَلَا بِعِلْمِ الْاُصُوْلِ وَالْکَلَامِ وَجُزْئِیَّاتِ الْفِقْہِ وَالْفَتَاوٰی۔

اور بیعت لینے والا علم اُصول فقہ اور اُصول حدیث اور جزئیات فقہ اور احکام حوادث کے یاد رکھنے کا مکلف نہیں

ف۔ مولانا عبدالعزیز قدس سرہٗ نے حاشیے میں فرمایا کہ جزئیات فقہ سے مقابل کلیات مراد نہیں بلکہ صور مفروضہ مراد ہیں جن کی طرف کمتر حاجت ہوتی ہے۔ مترجم کہتا ہے تو اس تقریر سے معلوم ہوا کہ جزئیات فقہ جو کثیر الوجود اور کثیر الحاجت ہیں اُن کا حفظ مشروط ہے۔

وَاِنَّمَا شَرَطْنَا الْعِلْمَ لِاَنَّ الْغَرَضَ مِنَ الْبَیْعَۃِ اَمْرُہٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھْیُہٗ عَنِ الْمُنْکَرِ وَاِرْشَادُہٗ اِلٰی تَحْصِیْلِ السَّکِیْنَۃِ الْبَاطِنَۃِ وَاِزَالَۃِ الرَّذَآئِلِ وَاکْتِسَابِ الْحَمَائِلِ ثُمَّ امْتِثَالِ الْمُسْتَرْشِدِ بِہٖ فِیْ کُلِّ ذٰلِکَ فَمَنْ لَّمْ یَکُنْ عَالِمًا کَیْفَ یُتَصَوَّرُ مِنْہُ ھٰذَا۔

اور عالم ہونا مرشد کا تو ہم نے فقط اتنے واسطے شرط کیا ہے کہ غرض بیعت سے مرید کو امر کرنا ہے مشرعات کا اور روکنا اُس کو خلاف شرع سے اور اُس کی رہنمائی طرف تسکین باطنی کے اور دُور کرنا بدخوؤں کا اور حاصل کرنا صفات حمیدہ کا پھر مرید کا عمل میں لانا اُس کو جمیع امور مذکورہ میں سو جو شخص عالم اور واقف ان امور سے نہ ہوگا اس سے یہ کیونکر متصور ہوگا

ف۔ مترجم کہتا ہے سبحان اللہ کیا معاملہ بالعکس ہوگیا ہے فقرائے جُہّال کو اس وقت میں یہ خبط سمایا ہے کہ پیری مریدی میں علم کا ہونا کچھ ضرور نہیں بلکہ علم درویشی کو مضر ہے اس واسطے کہ شریعت کچھ اور ہے اور طریقت کچھ اور حالانکہ صوفیانِ قدیم کے کتب اور ملفوظات میں مثل قوت القلوب اور عوارف اور احیاء العلوم اور کیمیائے سعادت اور فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین تصنیف حضرت عبدالقادرؒ جیلانی میں صاف مصرح ہے کہ علمِ شریعت شرط ہے طریقت اور تصوفؔ[۱] کی یہ بھی جہالت کی شامت ہے کہ جن

[۱] کتاب طریقِ محمدی میں لکھا ہے کہ سردار جماعت صوفیۂ کرام اور امام ارباب طریقت (باقی اگلے صفحہ پر)

مرشدوں کا نام صبح وشام مثل قرآن اور درود کے ذکر کیا کرتے ہیں اُن کے کلام سے بھی غافل ہیں کہ وہ کیا فرما گئے ہیں۔

وَقَدِ اتَّفَقَ كَلِمَةُ الْمَشَايِخِ عَلٰى اَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ عَلَى النَّاسِ اِلَّا مَنْ كَتَبَ الْحَدِيْثَ وَقَرَءَ الْقُرْاٰنَ۔

اور متفق ہے مشائخ کا قول اس پر کہ وعظ نہ کرے لوگوں کو مگر وہ شخص جس نے کتابت حدیث کی ہو یعنی روایت کی ہو اُستاد سے اور جس نے قرآن کو پڑھا ہو۔

اَللّٰهُمَّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَجُلٌ صَحِبَ الْعُلَمَآءَ الْاَتْقِيَآءَ دَهْرًا طَوِيْلًا وَّتَاَدَّبَ عَلَيْهِمْ وَكَانَ مُتَفَحِّصًا عَنِ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ وَسُنَّةِ رَسُوْلِهٖ فَعَسٰى اَنْ

کچھ نہیں بنتی بار خدایا مگر یہ کہ ایسا مرد ہو جس نے متقی علماء کی بہت مدت تک صحبت کی ہو اور ان سے ادب سیکھا ہو اور حلال اور حرام کا متفحص ہو اور کثیر الوقوف ہو کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک۔ یعنی قرآن اور حدیث سُن کر ڈر جاتا ہو اور اپنے افعال اور اقوال اور حالات کو کتاب اور سنّت کے موافق

---

۵ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲) کے حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ جس نے نہ یاد کیا قرآن اور نہ لکھی حدیث نہ پیروی کی جاوے اس کی اس امر تصوف میں اس لئے کہ علم ہمارا اور یہ مذہب ہمارا مقید ہے ساتھ کتاب وسنّت کے اور یہ بھی اُ ی کا قول ہے کل طریقۃ ردتہا الشریعۃ فہو زندقۃ یعنی جس طریقت کو رد کرے شریعت پس وہ نپٹ کفر ہے اور فرمایا سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف اسم ہے تین چیزوں کا ایک[1] تو یہ کہ نہ بجھاوے نور معرفت اُس کا نور ورع اُس کے کو اور دوسرے[2] یہ کہ نہ کلام کرے ساتھ علم باطن کے اس طرح کا کہ نقص کرے اُس کو ظاہر کتاب اللہ اور تیسرے[3] یہ کہ نہ باعث ہو اُسکو کرامت اوپر ہتک حرمت محارم اللہ تعالٰے کے انتہٰی اور بہت سے اقوال بزرگان دین مثل ان ہی کے منقول ہیں چنانچہ جامع التفاسیر کے صـ۱۱ پر بتفصیل لکھے گئے ہیں جو چاہے اُس میں دیکھ لے ۱۲ - ق

یَکْفِیَهٗ ذٰلِکَ۔
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

کر لیتا ہو تو اُمید ہے کہ اس قدر معلومات بھی اُس کو کفایت کرے درصورت عدم علم واللہ اعلم۔

شروط دوم مرشد

وَالشَّرْطُ الثَّانِی الْعَدَالَۃُ وَالتَّقْوٰی فَیَجِبُ اَنْ یَّکُوْنَ مُجْتَنِبًا عَنِ الْکَبَائِرِ غَیْرَ مُصِرٍّ عَلَی الصَّغَائِرِ۔

اور بیعت لینے والے کی دوسری شرط عدالت اور تقویٰ ہے تو واجب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اڑنہ جاتا ہو۔

ف۔ مولانا عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیے میں فرمایا کہ تقویٰ مرشد کا اس واسطے مشروط ہوا کہ بیعت مشروع ہوئی ہے واسطے صفائی باطن کے اور انسان مجبول ہے اپنے بنی نوع کی اقتدائے افعال پر اور صفائی باطن میں فقط قول بدون عمل کے کفایت نہیں کرتا سو جو مرشد کہ اعمال خیر سے متصف نہ ہو فقط زبانی تقریروں پر کفایت کرتا ہو وہ شخص حکمت بیعت کا برہم زن ہے۔

شرط سوم

وَالشَّرْطُ الثَّالِثُ اَنْ یَّکُوْنَ زَاهِدًا فِی الدُّنْیَا رَاغِبًا فِی الْاٰخِرَةِ مُوَاظِبًا عَلَی الطَّاعَاتِ الْمُؤَکَّدَةِ وَالْاَذْکَارِ الْمَاثُوْرَةِ الْمَذْکُوْرَةِ فِیْ صِحَاحِ الْاَحَادِیْثِ مُوَاظِبًا عَلٰی تَعَلُّقِ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ سُبْحَانَهٗ وَکَانَ یَادْدَاشْتُ لَهٗ مَلَکَۃً رَاسِخَۃً۔

اور تیسری شرط بیعت لینے کی یہ ہے کہ دُنیا کا تارک ہو اور آخرت کا راغب ہو محافظ ہو طاعات موکدہ اور اذکار منقولہ کا جو صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں مدام تعلق دل کا اللہ پاک سے رکھتا ہو اور یادداشت کی مشق کامل اُس کو حاصل ہو مترجم کہتا ہے یادداشت کی حقیقت آگے مذکور ہوگی۔

شرط چہارم

وَالشَّرْطُ الرَّابِعُ اَنْ یَّکُوْنَ اٰمِرًا بِالْمَعْرُوْفِ نَاهِیًا عَنِ الْمُنْکَرِ مُسْتَبِدًّا بِرَأْیِهٖ

اور چوتھی شرط یہ ہے کہ بیعت لینے والا امر کرتا ہو مشروع کا اور خلاف شرع سے روکتا ہو جو مستقل ہو اپنی رائے پر نہ کہ

إِمَّعَةً لَيْسَ لَهُ رَأْيٌ وَلَا أَمْرٌ ذَا مُرُوَّةٍ وَعَقْلٍ تَامٍّ لِيُعْتَمَدَ عَلَيْهِ فِي كُلِّ مَا يَأْمُرُ بِهِ وَيَنْهَى عَنْهُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى. مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَاءِ فَمَا ظَنُّكَ لِصَاحِبِ الْبَيْعَةِ.

مرد ہر جائی ہر دم خیالی جس کو نہ رائے ہو نہ امر مروت والا اور صاحب عقل کامل کا ہو تا کہ اس پر اعتماد کیا جاوے اُس کے بتائے اور روکے ہوئے فعل پر حق تعالےٰ نے فرمایا کہ گواہی اُن کی مقبول ہے جن گواہوں کو تم پسند کرو سو کیا تیرا گمان ہے صاحب بیعت کے ساتھ یعنی جب شاہدوں میں عدالت شرط ہوئی تو بیعت لینے والے مرشد میں بطریق اولیٰ عدالت اور تقویٰ شرط ہوگا۔

ف۔ مولانا نے فرمایا یہ مراد نہیں کہ امر بالمعروف اور مستقل الرائے وغیرہ ہونا قبول شہادت کی شرط ہے تا کہ اعتراض وارد ہو کہ یہ اُمور شہادت میں شرط نہیں تو چاہیئے کہ صاحب بیعت میں بھی شرط نہ ہو بلکہ حاصل استدلال آیت قرآنی کا یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے قبول شہادت کو اہل اسلام کی رضا اور اختیار پر مفوض کیا اور چونکہ رضا امر مخفی ہے لہٰذا اُس کی تعیین علامات ظاہرہ سے ہوئی مثل اجتناب عن الکبائر وغیرہ تو اخذ بیعت کی بھی تفویض اہل اسلام کے رضا پر ہو کر تعیین اس کی علامات ظاہرہ مذکورہ سے ہوگی تو امور مذکورہ کا مشروط ہونا مرشد میں بطریق اولیٰ ہوگا۔

شرط پنجم وَالشَّرْطُ الْخَامِسُ أَنْ يَكُوْنَ صَحِبَ الْمَشَائِخَ وَتَأَدَّبَ بِهِمْ دَهْرًا طَوِيْلًا وَأَخَذَ مِنْهُمُ النُّوْرَ الْبَاطِنَ وَالسَّكِيْنَةَ وَهٰذَا لِاَنَّ سُنَّةَ اللّٰهِ جَرَتْ بِاَنَّ الرَّجُلَ

اور پانچویں۵ شرط یہ ہے کہ بیعت لینے والا مرشد ان کامل کی صحبت میں رہا ہو اور اُن سے ادب سیکھا ہو۔ زمانہ دراز تک اور اُن سے باطن کا نور اور اطمینان حاصل کیا ہو اور یہ یعنی صحبت کاملین اس واسطے

لَا یُفْلِحُ اِلَّا اِذَا رَاٰی الْمُفْلِحِیْنَ کَمَا اَنَّ الرَّجُلَ لَا یَتَعَلَّمُ اِلَّا بِصُحْبَۃِ الْعُلَمَاءِ وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاسِ غَیْرُ ذٰلِکَ مِنَ الصِّنَاعَاتِ۔

مشروط ہوئی کہ عادت الٰہی یوں جاری ہوئی ہے کہ مراد نہیں ملتی جب تک مراد پانے والوں کو نہ دیکھے جیسے انسان کو علم نہیں حاصل ہوتا مگر علماء کی صحبت سے اور اسی قیاس پر ہیں اور پیشے یعنی جیسے آہنگری بدون صحبت آہنگر یا نجاری بدون صحبت نجار کے نہیں آتی۔)

ف۔ مولانا نے فرمایا کہ جریان سنّت اللہ کا بھید یہ ہے کہ انسان اس نہج پر مخلوق ہوا ہے کہ یہ اپنے کمالات کو حاصل نہیں کر سکتا بدون ابنائے جنس کی مشارکت اور معاونت کے بخلاف اور حیوانات کے کہ اُن کے کمالات پیدائشی ہیں اور کسبی نہایت کمتر ہیں۔ چنانچہ تیرنا حیوانات میں پیدائشی کمال ہے اور انسان کو بدون سیکھے نہیں آتا۔

وَلَا یُشْتَرَطُ فِیْ ذٰلِکَ ظُھُوْرُ الْکَرَامَاتِ وَالْخَوَارِقِ وَلَا تَرْکُ الْاِکْتِسَابِ لِاَنَّ الْاَوَّلَ ثَمَرَۃُ الْمُجَاھَدَاتِ لَا شَرْطُ الْکَمَالِ وَالثَّانِیْ مُخَالِفٌ لِلشَّرْعِ وَلَا تَغْتَرَّ بِمَا فَعَلَہُ الْمَغْلُوْبُوْنَ فِیْ اَحْوَالِھِمْ اِنَّمَا الْمَاْثُوْرُ الْقَنَاعَۃُ بِالْقَلِیْلِ وَالْوَرَعُ مِنَ

اور شرط نہیں اس میں یعنی بیعت لینے میں ظہور کرامات اور خوارق عادات کا اور نہ ترک پیشہ وری کا اس واسطے کہ ظہور کرامات اور خوارق عادات ثمرہ ہے مجاہدات اور ریاضت کشی کا نہ شرط کمال کے اور ترک اکتساب مخالف شرع ہے اور دھوکہ نہ کھاؤ اُس سے جو درویش مغلوب الاحوال کرتے ہیں یعنی جو صاحب حال بسبب غلبہ اپنے حال کے کسب حلال کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں اُن کے فعل کو دلیل نہ پکڑنا ترک کسب پر منقول تو یہی ہے کہ تھوڑے پر قناعت کرنا اور شبہات سے پرہیز کرنا

الشُّبُہَاتِ۔ | یعنی مال مشتبہ اور پیشۂ مکر اور مشتبہ سے بچنا ضرور ہے۔

ف۔ مولانا نے فرمایا اور یہی شرط ارشاد نہیں کہ کمال ترہّب اختیار کرے یعنی عبادات شاقہ کا اپنے اوپر لازم کرنا چنانچہ صوم دہر اور تمام رات جاگنا اور گوشہ گیری نساء سے کرنا اور طعام لذیذ کا نہ کھانا اور جنگل یا پہاڑوں پر رہنا چنانچہ ہمارے وقت کے عوام اس کو شرط کمال کی جانتے ہیں اس واسطے کہ یہ امور تشدد فی الدّین اور تشدید علی النفس میں داخل ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخت نہ پکڑو اپنی جانوں کو تو اللہ تم کو سخت پکڑے گا اور فرمایا کہ رہبانیت اسلام میں جائز نہیں۔

سوال جواب چہارم | وَاَمَّا الْمَسْئَلَۃُ الرَّابِعَۃُ فَاعْلَمْ اَنَّہٗ یَجِبُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمُبَایِعُ بَالِغًا عَاقِلًا رَاغِبًا وَقَدْ جَآءَ فِی الْحَدِیْثِ اَنَّہٗ عُرِضَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَبِیٌّ لِیُبَایِعَہٗ فَمَسَحَ عَلٰی رَاسِہٖ وَدَعَا لَہٗ بِالْبَرَکَۃِ وَلَمْ یُبَایِعْ۔

اور سوال چوتھے کا جواب یوں جان کہ واجب ہے یہ کہ بیعت کرنے والا جوان ہوشیار رغبت والا ہو اور مقرر حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک لڑکا گیا تا کہ آپ سے بیعت کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے سر پہ ہاتھ پھیرا اور اُس کے واسطے برکت کی دعا کی اور بیعت نہ لی۔

شروط مرید | مولانا نے فرمایا بالغ اور عاقل ہونا بیعت کے واسطے اس واسطے مشروط ہے کہ نابالغ اور مجنون خود ایمان کا مکلف نہیں تو تقویٰ اور اجتہاد فی الطاعات کا اُن کے حق میں کیا مذکور ہے۔

وَمِنَ الْمَشَایِخِ مَنْ یُّجَوِّزُ بَیْعَۃَ الصِّغَارِ تَبَرُّکًا وَّتَفَوُّلًا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

اور بعضے مشائخ لڑکوں کی بیعت کو جائز رکھتے ہیں بنا پر برکت اور نیک فالی کے واللہ اعلم۔

ف۔ مولانا نے فرمایا کہ شاید تجویز بدلیل صحیح مسلم کی حدیث کے ہے کہ حضرت زبیرؓ اپنے بیٹے عبد اللہؓ کو بیعت کے واسطے لائے اور وہ سات یا آٹھ برس کے تھے سو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو اپنی طرف متوجہ دیکھ کر مسکرائے پھر اُن سے بیعت لی

جواب سوال پنجم | وَ اَمَّا الْمَسْئَلَةُ الْخَامِسَةُ فَاعْلَمْ اَنَّ الْبَيْعَةَ الْمُتَوَارَثَةَ بَيْنَ الصُّوفِيَّةِ عَلٰى وُجُوْهٍ اَحَدُهَا بَيْعَةُ التَّوْبَةِ مِنَ الْمَعَاصِيْ وَالثَّانِيْ بَيْعَةُ التَّبَرُّكِ فِيْ سِلْسِلَةِ الصَّالِحِيْنَ بِمَنْزِلَةِ سِلْسِلَةِ اَسْنَادِ الْحَدِيْثِ فَاِنَّ فِيْهَا بَرَكَةً وَالثَّالِثُ بَيْعَةُ تَاَكُّدِ الْعَزِيْمَةِ عَلَى التَّجَرُّدِ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَتَرْكِ مَا نَهٰى عَنْهُ ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا وَّتَعْلِيْقِ الْقَلْبِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَهُوَ الْاَصْلُ۔

قسم اوّل و دوم | وَ اَمَّا الْاَوَّلَانِ فَالْوَفَاءُ بِالْبَيْعَةِ فِيْهِمَا تَرْكُ الْكَبَائِرِ وَعَدَمُ الْاِصْرَارِ عَلَى الصَّغَائِرِ وَالتَّمَسُّكُ بِالطَّاعَاتِ الْمَذْكُوْرَةِ مِنَ الْوَاجِبَاتِ وَالسُّنَنِ الرَّوَاتِبِ وَالنَّكْثُ بِالْاِخْلَالِ فِيْ مَا ذَكَرْنَا۔

اقسام بیعت صوفیہ | اور سوال پانچویں کا جواب یوں جان کہ جو بیعت کہ صوفیوں میں متوارث ہے وہ کئی طریق پر ہے پہلا طریقہ بیعت توبہ ہے معاصی سے اور دوسرے طریقہ پر بیعت تبرک ہے یعنی بقصد برکت صالحین کے سلسلہ میں داخل ہونا بمنزلہ سلسلہ اسناد حدیث ہے کہ اس میں البتہ برکت ہے اور تیسرا طریقہ بیعت تاکد عزیمت یعنی عزم مصمم کرنا واسطے خلوص امر الٰہی اور ترک مناہی کے ظاہر اور باطن سے اور تعلیق دل کی اللہ جل شانہٗ سے اور یہی تیسرا طریقہ اصل ہے۔

اور پہلے دونوں قسم کے طریقوں میں بیعت کا پورا کرنا عبارت ہے ترک کبائر سے اور نہ اَڑ جانا صغائر پر اور طاعات مذکورہ کو اختیار کرنا از قسم واجبات اور مؤکدہ سنتوں کی اور عہد شکنی عبارت ہے خلل ڈالنے سے اُس میں جن کو ہم نے مذکور کیا یعنی ارتکاب کبائر اور اصرار علی الصغائر اور طاعات پر مستعد نہ ہونا بیعت شکنی ہے۔

قسم سوم | وَاَمَّا الثَّالِثُ
فَالْوَفَاءُ بِالْبَقَاءِ عَلٰی هٰذِهِ
الْهِجْرَةِ وَالْمُجَاهَدَةِ حَتّٰی
يَكُوْنَ مُتَنَوِّرًا بِنُوْرِ السَّكِيْنَةِ
وَيَصِيْرُ ذٰلِكَ دَيْدَنًا لَّهٗ وَخُلْقًا
وَّجِبِلَّةً فَعِنْدَ ذٰلِكَ قَدْ
يُرَخَّصُ فِيْ مَا اَبَاحَهُ الشَّرْعُ
مِنَ اللَّذَّاتِ وَالْاِشْتِغَالِ
بِبَعْضِ مَا يَحْتَاجُ اِلٰی طُوْلِ
التَّعَهُّدِ كَالتَّدْرِيْسِ وَالْقَضَاءِ
وَغَيْرِهِمَا وَالنَّكْثُ بِالْاِخْلَالِ
فِيْ ذٰلِكَ۔

جواب سوال ششم | وَاَمَّا
الْمَسْئَلَةُ السَّادِسَةُ فَاعْلَمْ
اَنَّ تَكْرَارَ الْبَيْعَةِ مِنْ رَّسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَاثُوْرٌ وَّكَذٰلِكَ عَنِ الصُّوْفِيَّةِ
اَمَّا مِنَ الشَّخْصَيْنِ فَاِنْ كَانَ
بِظُهُوْرِ خَلَلٍ فِيْ مَنْ بَايَعَهٗ
فَلَا بَاْسَ وَكَذٰلِكَ بَعْدَ مَوْتِهٖ
اَوْ غَيْبَتِهِ الْمُنْقَطِعَةِ وَاَمَّا بِلَا
عُذْرٍ فَاِنَّهٗ يُشْبِهُ الْمُتَلَاعِبَ

اور تیسرے طریقے میں پورا کرنا بیعت کا عبارت ہے مدام ثابت رہنے سے اس ہجرت اور مجاہدہ اور ریاضت پر یہاں تک کہ روشن ہو جاوے اطمینان کے نور سے اور یہ اُس کی عادت اور خو اور جبلّت ہو جاوے بلا تکلف تو اس حالت کے نزدیک گاہے اُس کو اجازت دی جاتی ہے اُس میں جس کو شرع نے مباح کیا ہے از قسم لذات کے اور مشغول ہونے کے بعضے اُن کاموں میں جن میں طول مدت کی طرف حاجت ہو جاتی ہے جیسے درس کرنا علوم دینی کا اور قضا اور بیعت شکنی عبارت ہے اُس کی خلل اندازی سے قبل از نورانیت دل کے۔

حکمت تکرار بیعت | اور چھٹے سوال کے جواب میں معلوم کر کہ تکرار بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح حضرات صوفیہ سے لیکن دو پیروں سے بیعت کرنا سو اگر بسبب ظہور خلل کے ہو اُس پیر میں جس سے بیعت کر چکا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اسی طرح اُس کی موت کے بعد یا اُس کی غیبت منقطعہ کے بعد کہ اُس کی توقع ملاقات کی باقی نہیں رہی اور بلا عذر تو دوسرے مرشد سے بیعت کرنا مشابہ ہے

وَيَذْهَبُ بِالْبَرَكَةِ وَيَصْرِفُ قُلُوبَ الشُّيُوخِ عَنْ تَعَهُّدِهِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

جواب سوال ہفتم

وَأَمَّا الْمَسْئَلَةُ السَّابِعَةُ فَاعْلَمْ أَنَّ اللَّفْظَ الْمَأْثُورَ عَنِ السَّلَفِ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ يَخْطُبَ الشَّيْخُ الْخُطْبَةَ الْمَسْنُونَةَ۔

وَهِيَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ[1] وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَ

کھیل کے اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کھوتا ہے اور مرشدوں کے دلوں کو اُس کی تعلیم اور تہذیب سے پھیرتا ہے واللہ اعلم یعنی اُس کو ہرجائی اور ہر دم خیالی سمجھ کر اُس پر التفات نہیں فرماتے۔

اور ساتویں سوال کا جواب معلوم کر کہ لفظ منقول سلف سے بیعت کے وقت یہ ہے کہ مرشد خطبۂ مسنونہ پڑھے۔

اور خطبۂ مسنونہ یہ ہے یعنی الحمد للہ سے آخر تک ترجمہ اِس کا یہ ہے سب تعریف اللہ کو ہم اُس کی حمد کرتے ہیں اور اُس سے مدد مانگتے ہیں اور مغفرت اُس سے چاہتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں اللہ کی اپنے نفوس کی بدیوں سے اور اپنے اعمال کی برائیوں سے جس کو اللہ نے ہدایت کی اُس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو اُس نے بہکایا اُس کو کوئی راہ بتانے والا نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں اُس کی کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور اس کی کہ محمدؐ بندے ہیں اللہ کے اور اُس کے رسول رحمت بھیجے اللہ اُن پر اور اُن کی آل پر اور

[1] حصن حصین میں بعد اِلَّا اللّٰهُ کے وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ بھی ہے ۱۲۔

صَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

ثُمَّ يُلَقِّنُهُ الْاِيْمَانَ الْاِجْمَالِيَّ فَيَقُوْلُ قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَبِمَا جَآءَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَلٰى مُرَادِ اللّٰهِ وَاٰمَنْتُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِمَا جَآءَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلٰى مُرَادِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَبَرَّأْتُ مِنْ جَمِيْعِ الْاَدْيَانِ وَجَمِيْعِ الْعِصْيَانِ وَاَسْلَمْتُ الْاٰنَ وَاَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

ثُمَّ يَقُوْلُ قُلْ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَةِ خُلَفَآئِهٖ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ اِنِ اسْتَطَعْتُ اِلَيْهِ سَبِيْلًا۔

اُن کے اصحاب پر اور برکت کرے اور سلامتی عنایت فرماوے۔

پھر بعد خطبۂ مذکور کے مرشد مرید کو ایمان اجمالی تلقین کرے سو یوں کہے کہ کہہ ایمان لایا میں اللہ پر اور جو اللہ کے نزدیک سے آیا اللہ کی مراد پر اور ایمان لایا میں رسول اللہ پر اور جو رسول اللہ کے نزدیک سے آیا رسول اللہ کی مراد پر صلی اللہ علیہ وسلم اور بیزار ہوا میں سب دینوں سے سوائے اسلام کے اور بیزار ہوا سب گناہوں سے اور میں اب اسلام لایا یعنی اسلام کو تازہ کیا اور کہتا ہوں میں کہ گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اُس کا بندہ ہے اور اس کا رسول۔

پھر مرشد کہے مرید سے کہہ میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کے خلفاء کے واسطے سے پانچ امر پر اس کی گواہی پر کہ کوئی معبود برحق نہیں سوائے اللہ کے اور مقرر محمد رسول ہے اللہ کا اور نماز کے قائم کرنے پر اور زکوٰۃ کے دینے پر اور رمضان کے صوم پر اور بیت اللہ کے حج پر اگر مجھکو استطاعت ہوگی اُس کی راہ کی۔

ف۔ استطاعت سبیل سے مراد زاد اور راحلہ ہے۔

ثُمَّ یَقُوْلُ قُلْ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَۃِ خُلَفَائِہٖ عَلٰی اَنْ لَّآ اُشْرِکَ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّلَآ اَسْرِقَ وَلَآ اَزْنِیْ وَلَآ اَقْتُلَ وَلَآ اٰتِیْ بِبُھْتَانٍ اَفْتَرِیْہِ بَیْنَ یَدَیَّ وَرِجْلَیَّ وَلَآ اَعْصِیَہٗ فِیْ مَعْرُوْفٍ۔

پھر مرشد مرید سے کہے کہ بیعت کی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بواسطہ خلفائے حضرت صلعم کے اس پر کہ شریک نہ کروں گا اللہ کے ساتھ کسی چیز کو اور چوری نہ کروں گا اور زنا نہ کروں گا اور قتل نہ کروں گا اور بہتان کو نہ لاؤں گا اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں پانوں کے درمیان[1] سے اُس کو افترا کرکے اور نافرمانی رسول کریم صلعم کی نہ کروں گا امر مشروع میں۔

ف۔ اس مضمون کی بیعت قرآن مجید میں منصوص ہے۔

ثُمَّ یَتْلُوا الشَّیْخُ ھَاتَیْنِ الْاٰیَتَیْنِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ج فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا

پھر مرشد ان دو آیتوں کو پڑھے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ سے آخر تک یعنی اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو اللہ کی طرف وسیلہ[2] اور جہاد کرو اُس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے نبی وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے اللہ سبحانہ کا دست قدرت اور رحمت اُن کے

[1] یہ کنایہ ہے نفس سے یعنی اپنے جی سے بہتان کسی پر نہ بناؤں گا ۱۲

[2] قولہ الوسیلۃ ما یتوسلون بہ الی ثوابہ والزلفی منہ من فعل الطاعات وترک المعاصی من وسل الی کذا اذا تقرب الیہ وفی الحدیث الوسیلۃ منزلۃ فی الجنۃ ۱۲ بیضاوی الوسیلۃ ما یقربکم الیہ من طاعتہ ۱۲ جلالین

عَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ أَجْرًا عَظِيْمًا ۔

ہاتھوں پر ہے سو جس نے بیعت کو توڑا یہی بات ہے کہ اُس نے اپنی ذات کی مضرت کے واسطے بیعت کو توڑا اور جس نے پورا کیا اُس کو جو اللہ سے عہد کیا سو قریب اُس کو اجر عظیم عنایت کرے گا۔

ف۔ پہلی آیت میں وسیلہ سے مراد بیعت مرشد ہے مولاناؒ نے حاشیے میں فرمایا کہ ہم نے اپنے جد امجد حضرت شاہ عبدالرحیم قدس سرہ کے ایک مرید سے سُنا کہ اُن کے ہمعصر ایک عالم نے اُن سے بیعت کے سنت یا بدعت ہونے میں گفتگو کی جد امجد نے واسطے مشروعیت بیعت کے اس آیت سے استدلال کیا اور فرمایا کہ یہ ممکن نہیں کہ وسیلے سے ایمان مراد لیجیے اس واسطے کہ خطاب اہلِ ایمان سے ہے چنانچہ یَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اس پر دلالت کرتا ہے اور عمل صالح بھی مراد نہیں ہو سکتا کہ وہ تقویٰ میں داخل ہے اس واسطے کہ تقویٰ عبارت ہے امتثال اوامر اور اجتناب نواہی سے اس واسطے کہ قاعدہ عطف کا مغائرت بین المعطوف والمعطوف علیہ کا مقتضی ہے اور اسی طرح جہاد بھی مراد نہیں ہو سکتا بدلیل مذکور یعنی تقویٰ میں داخل ہے پس متعین ہو گیا کہ وسیلے سے مراد ارادت اور بیعت مرشد کی ہے پھر اس کے بعد مجاہدہ اور ریاضت ہے ذکر اور فکر میں تا فلاح حاصل ہو کہ عبارت ہے وصول ذات پاک سے واللہ اعلم۔

ثُمَّ يَدْعُوْ لِنَفْسِهِ وَ لِلتِّلْمِيْذِ وَلِلْحَاضِرِيْنَ فَيَقُوْلُ بَارَكَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَ نَفَعَنَا وَإِيَّاكُمْ ۔

پھر مرشد دعا کرے اپنی ذات کے واسطے اور مرید کے واسطے اور حاضرین کے واسطے سو یوں کہے کہ اللہ تعالیٰ برکت کرے ہمارے اور تمہارے واسطے اور نفع پہونچاوے ہم کو اور تم کو۔

وَلَا بَأْسَ أَنْ يُّلَقِّنَهُ فَيَقُوْلُ قُلْ اخْتَرْتُ الطَّرِيْقَةَ النَّقْشَبَنْدِيَّةَ أَوِ الْقَادِرِيَّةَ أَوِ الْجِشْتِيَّةَ الْمَنْسُوْبَةَ إِلَى الشَّيْخِ الْأَعْظَمِ

اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ مرید کو یوں تلقین کرے سو کہے کہ تو کہہ کہ میں نے اختیار کیا طریقۂ نقشبندیہ جو منسوب ہے طرف شیخ اعظم اور قطب افخم خواجۂ نقشبندؒ کے یا

وَالْقُطْبِ الْاَفْخَمِ خَوَاجَہ نَقْشْبَنْد
اَوِالشَّيْخِ مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ
الْجِيْلَانِيِّ اَوِالشَّيْخِ مُعِيْنِ الدِّيْنِ السَّنْجَرِيِّ
اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا فُتُوْحَهَا وَاحْشُرْنَا فِيْ
زُمْرَةِ اَوْلِيَائِهَا بِرَحْمَتِكَ
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

طریقہ قادریہ اختیار کیا جو منسوب ہے، شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رح کی طرف یا طریقہ چشتیہ اختیار کیا جو منسوب ہے شیخ معین الدین سنجری یعنی سیستانی کی طرف خداوندا ہم کو فتوح اس طریقے کے عنایت کر اور ہم کو اس طریقے کے دوستوں کے گروہ میں محشور کر اپنی رحمت سے یا ارحم الراحمین۔

سَمِعْتُ سَيِّدِي الْوَالِدَ يَقُوْلُ
رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فِيْ مُبَشِّرَةٍ فَبَايَعْتُهُ فَاَخَذَ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَدَيَّ
بَيْنَ يَدَيْهِ فَاَنَا اُصَافِحُ عِنْدَ
الْبَيْعَةِ عَلٰى هٰذِهِ الصِّفَةِ۔

سُنا میں نے اپنے والد بزرگوار سے فرماتے تھے کہ میں نے دیکھا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں سو میں نے آپ سے بیعت کی سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں دست مبارک میں کر لیا سو میں تو اسی طرح جیسے خواب میں دیکھا مصافحہ کرتا ہوں بیعت لینے کے وقت

ف۔ مولانا نے فرمایا کہ بعضے اکابر مرید سے فرماتے ہیں کہ اپنا داہنا ہاتھ پھیلادے پھر بیعت لینے والا اُس پر اپنا ہاتھ رکھتا ہے اسی طرح عمرو بن العاص رض نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

اَمَّا بَيْعَةُ النِّسَاءِ فَبِاَنْ
يَّاْخُذَ الشَّيْخُ طَرَفَ ثَوْبٍ وَّالَّتِيْ
تُبَايِعُ طَرَفَهُ الْاٰخَرَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اور عورتوں کی بیعت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد کپڑے کا ایک کنارہ پکڑے اور بیعت کرنے والی دوسرا کنارہ اُس کا پکڑے واللہ اعلم۔

ف۔ مولانا نے فرمایا کہ بیعت زبانی بھی عورتوں سے جائز ہے بدون پکڑانے کپڑے کے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔

تیسری فصل

مُرید کی تربیت اور تعلیم کا بیان

اس فصل میں مُرید کی تربیت اور تعلیم کا طریقہ مذکور ہے۔

لِتَرْبِيَةِ السَّالِكِيْنَ دَرَجَاتٌ مُتَرَتِّبَةٌ فَأَوَّلُ مَا يَجِبُ أَنْ يُتَغَيَّرَ فِيْهِ الْعَقِيْدَةُ فَإِذَا رَغِبَ امْرُؤٌ فِيْ سُلُوْكِ طَرِيْقِ اللّٰهِ فَمُرْهُ أَوَّلًا بِتَصْحِيْحِ الْعَقَائِدِ عَلٰى مُوَافَقَةِ السَّلَفِ الصَّالِحِ مِنْ إِثْبَاتِ وَاجِبٍ وَّاحِدٍ لَّا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ مُتَّصِفٍ بِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ مِنَ الْحَيٰوةِ وَالْعِلْمِ وَالْقُدْرَةِ وَالْإِرَادَةِ وَغَيْرِهَا مِمَّا وَصَفَ اللّٰهُ بِهٖ نَفْسَهٗ وَثَبَتَ بِهِ النَّقْلُ عَنِ الْمُخْبِرِ الصَّادِقِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَالصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ۔

سالکوں کی تربیت کے واسطے درجات ہیں علی الترتیب سو اول جس کا سنوارنا واجب ہے وہ عقیدہ ہے تو جب کوئی شخص راہ خدا کے چلنے میں راغب ہو تو حکم کر اُس کو اوّل عقائد کے صحیح کرنے کا موافق عقائد سلف صالح کے یعنی ثابت کرنا واجب الوجود کا جو واحد ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے اُس کے موصوف ہے وہ جمیع صفات کمال سے حیات میں اور علم اور قدرت اور ارادے میں اور سوائے ان کے اور صفات میں کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات پاک کو وصف کیا ہے ساتھ اُن کے اور نقل اُس کی ثابت ہوئی مخبر صادق علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے اور صحابہؓ اور تابعینؒ سے۔

مُنَزَّهٍ مِّنْ جَمِيْعِ سِمَاتِ النَّقْصِ وَالزَّوَالِ مِنَ الْجِسْمِيَّةِ

ایسا واحد ہے جو پاک ہے نقصان اور زوال کی سب نشانیوں سے مجسّم ہونے

وَالتَّحَيُّزِ وَالْعَرْضِيَّةِ وَالْجِهَةِ وَالْاَلْوَانِ وَالْاَشْكَالِ ـ

سے اور احتیاج مکانی اور عرض ہونے اور جہت میں ہونے اور الوان اور اشکال سے یعنی جسم اور لوازم جسمیت سے منزہ ہے

وَاَمَّا مَا وَرَدَ مِنَ الْاِسْتِوَاءِ عَلَى الْعَرْشِ وَالضِّحْكِ وَاِثْبَاتِ الْيَدَيْنِ فَنُؤْمِنُ بِهٖ عَلَى الْجُمْلَةِ ثُمَّ نَكِلُ تَفْصِيْلَهٗ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَعْلَمُ اَلْبَتَّةَ اَنَّهٗ لَيْسَ كَمِثْلِ اِتِّصَافِنَا بِالتَّحَيُّزِ وَغَيْرِهٖ بَلْ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ وَنَعْلَمُ اَنَّهٗ شَيْءٌ ثَابِتٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى كَمَا اَثْبَتَ فِيْ مُحْكَمِ كِتَابِهٖ ـ

اور وہ جو وارد ہوا ہے استواء علی العرش اور ضحک اور اثبات یدین کا سو اس پر ہم ایمان رکھتے ہیں مجمل بلا تفصیل پھر اُس کی تفصیل کو خدا کے علم پر تفویض کرتے ہیں یعنی وہی خوب جانتا ہے کہ کیا مراد ہے استواء علی العرش سے اور اتنا تو ہم بالیقین جانتے ہیں کہ اُس کے استوار وغیرہ میں ہمارا اتصاف ؎ بالتحیز وغیرہ نہیں بلکہ خدا کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع اور بصیر ہے اور جانتے ہیں ہم کہ استوار علی العرش ایک چیز ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے چنانچہ اُس نے اپنی کتاب محکم میں اُس کو ثابت کیا ہے۔

ف۔ مترجم کہتا ہے صفات متشابہ میں یعنی استوار وغیرہ میں قدمائے سلف سے یہی منقول ہے کہ اس پر مجمل ایمان لائیے اور تاویل نہ کیجئے اور تفصیل اس کی علم الٰہی پر سپرد کیجئے امام مالکؒ نے فرمایا کہ استواء علی العرش معلوم ہے اور کیفیت اس کی مجہول ہے اور اس میں سوال کرنا بدعت ہے اور یہی راہ اسلم ہے کہ مبادا تاویل میں غیر حق کو حق قرار دینا پڑے۔

؎ یعنی مثلاً ہم ایک تخت یا کوٹھے پر بیٹھیں تو مکانیت اور جگہ کا گھیرنا لازم آتا ہے ویسا اُس کے استوا میں نہیں لازم آتا وہ پاک ہے مکانیت وغیرہ صفات نقصان سے ۱۲ ف

ثُمَّ اِثْبَاتِ نُبُوَّةِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ خُصُوصًا وَّ وُجُوبِ اِتِّبَاعِهٖ فِيْ كُلِّ مَا اَمَرَ وَنَهٰى وَتَصْدِيْقِهٖ فِيْ كُلِّ مَا اَخْبَرَ مِنْ صِفَاتِ اللّٰهِ وَمِنَ الْمَعَادِ الْجِسْمَانِيِّ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَالْحَشْرِ وَالْحِسَابِ وَالرُّؤْيَةِ وَالْقِيَامَةِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِمَّا ثَبَتَ بِهِ النَّقْلُ وَصَحَّتْ بِهِ الرِّوَايَةُ۔

پھر بعد توحید کے اثبات نبوت انبیا علیہم السّلام کی علی العموم و نبوت سیدنا و مولانا محمد علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی علی الخصوص اور ثابت کرنا آنحضرتؐ کی اتباع کا واجب ہونا جس میں کہ آپ نے امر کیا اور نہی کی اور تصدیق آپ کی جمیع اخبار میں یعنی منجملہ صفات ربّانی او معاد جسمانی اور جنّت اور نار اور حشر اور حساب اور رویئت الٰہی اور قیامت اور عذاب قبر اور سوائے ان کے اور امور میں چنانچہ حوض کوثر اور صراط اور میزان جس کی نقل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور روایت اُس کی صحیح ہے۔

ثُمَّ يَتْلُوْهُ النَّظَرُ فِيْ اِجْتِنَابِ الْكَبَائِرِ وَالنَّدَمِ مِنَ الصَّغَائِرِ۔

پھر بعد تصحیح عقائد کے نظر لاحق ہو کبائر کے اجتناب اور صغائر سے شرمندہ ہونے میں۔

وَالْحَقُّ اَنَّ الْكَبِيْرَةَ كُلُّ ذَنْبٍ اُوْعِدَ عَلَيْهِ بِالنَّارِ اَوِ الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ فِي الْقُرْاٰنِ اَوِ السُّنَّةِ الصَّحِيْحَةِ الْمَعْرُوْفَةِ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ اَوْ سُمِّيَ مُرْتَكِبُهٗ كَافِرًا كَقَوْلِهٖ مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ فَرْقُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ

اور حق یہ ہے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے جس پر وعید ہو دوزخ کی یا عذاب شدید کی قرآن یا حدیث صحیح میں جو اہل حدیث کے نزدیک معروف ہو یا اُس کے مرتکب کو کافر کہا ہو جیسا کہ حدیث میں فرمایا کہ جس نے نماز کو عمداً ترک کیا وہ کافر ہے اور دوسری حدیث میں ہے کہ فرق ما بین مسلمین اور ما بین مشرکین کے نماز ہے

المشرکین الصلوۃ فمن ترکھا فقد کفر او شیء لمرتکبہ حد کالزناء والسرقۃ وقطع الطریق وشرب الخمر او کان مساویا او اکثر شرا من ھذہ المذکورات فی حکم بداھۃ العقل۔

سو جس نے اُس کو چھوڑا وہ کافر ہے یا کبیرہ وہ ہے جس کے مرتکب پر شرع میں حد مقرر ہو چنانچہ زنا اور چوری اور راہزنی اور شراب کا پینا یا وہ گناہ برابر یا زیادہ ہو برائی میں کبائر مذکورہ سے صریح عقل کے حکم میں۔

تفصیل گناہ کبیرہ

فمنھا الاشراک باللہ تعالیٰ عبادۃ واستعانۃ فی الرزق والشفاء وغیرھما والی التوبۃ منھما الاشارۃ فی قولہ تعالیٰ ایاک نعبد وایاک نستعین۔

اشراک باخدا

سو منجملہ کبائر اکبر الکبائر اشراک باللہ ہے یعنی خدا کے ساتھ ساجھا لگانا عبادت میں اور استعانت میں یعنی غیر خدا سے مدد مانگنی روزی اور شفا وغیرہما میں اور غیر کی عبادت اور استعانت کی توبہ کی طرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کے اس قول میں ایاک نعبد و ایاک نستعین۔

ف۔ مولاناؒ نے حاشیہ اس کتاب میں فرمایا کہ مدد مانگنی روزی اور شفا میں ہمارے زمانے میں شائع ہے بہ نسبت قبور اور اموات کے مترجم کہتا ہے شرک فی العبادۃ یہ ہے کہ جو امور کہ بطور عبادت کے خدا کے واسطے یا خانۂ خدا کے واسطے مخصوص ہیں اُن کو غیر خدا کے واسطے کرنا جیسا کہ علیؓ مرتضیٰ کا روزہ رکھنا یا کسی کو سجدہ کرنا یا غیر خدا کا نام بطور اسم الٰہی کے ذکر کرنا یا قبور کے گرد طواف کرنا بطور طواف بیت اللہ کے اور یہ جو فرمایا کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین میں اشراک فی العبادۃ اور اشراک فی الاستعانۃ کی توبہ کا اشارہ ہے اُس کی وجہ یہ ہے کہ تقدیم مفعول کی فعل پر مفید ہے تخصیص اور حصر کو یعنی خاص کر تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص کر تجھی سے ہم مدد چاہتے

ہیں پھر جب عبادت اور استعانت حق تعالیٰ کو خاص ہوئی تو سوائے خدا کے اوروں کی عبادت کرنا یا کسی سے مدد مانگنی روزی اور شفا وغیرہ میں ہرگز جائز نہیں وجہ اختصاص عبادت کی تو ظاہر ہے اور وجہ اختصاص استعانت کی یہ ہے کہ مدد کرنا تین صفت پر موقوف ہے ایک علم دوسری قدرت تیسری رحمت اس واسطے کہ جو غیر کی حاجت کو نہ جانے کیونکر اُس کی مدد کرے اور اگر علم ہو قدرت نہ ہو تو کس طرح حاجت روائی کر سکے اور اگر علم اور قدرت دونوں ہوں لیکن اگر رحمت اور شفقت نہ ہو محتاج پر تو کیونکر اعانت کا ظہور ہو حالانکہ صفات ثلاثہ مخصوص بخدای علیم و قدیر و رحیم ہیں لہٰذا استعانت غیر خدا سے جائز نہیں بعضے گور پرست کہتے ہیں کہ اولیاء کو حق تعالیٰ نے علم اور قدرت عطا کی ہے تو اُن سے استعانت کیونکر ممنوع ہوگی تو اُن کا جواب یہ ہے کہ اگر تم سچے ہو تو قرآن یا حدیث یا اجماع امت سے ثابت کرو کہ اولیاء اللہ کو ایسا علم محیط ہے کہ دور اور نزدیک اور غیب اور شہادت اُن کے نزدیک برابر ہے ہر لحظہ سارے عالم کی حاجات سے مطلع ہیں اور مشکل کشائی کی قدرت رکھتے ہیں سو اس کا اثبات ہرگز ممکن نہیں تو اُن کی کج بحثیوں کا کلام بھی لائق التفات کے نہیں حق تعالےٰ اپنے کرم سے فہم صحیح عنایت فرماوے اور کج روی اور کج فہمی سے بچاوے آمین۔

تصدیق کاہن وغیرہ

وَمِنْهَا تَصْدِيقُ الْكَاهِنِ۔	اور منجملہ کبائر تصدیق کرنا ہے کاہن کا۔

ف۔ کاہن عرب میں کچھ لوگ تھے کہ جنوں سے دریافت کرکے اخبار غیبی لوگوں کو بتاتے تھے اور گمراہ کرتے تھے اور کاہن کے مانند ہے منجم اور رمال اور جفار اور شانہ بین کی تصدیق کرنا اس واسطے کہ علم غیب مخصوص بذات حق ہے جو اس کا دعویٰ کرے وہ بدلیل قرآن اور حدیث اور اجماع کے جھوٹا ہے۔

پیغمبروں اور فرشتوں کو بُرا کہنا

وَمِنْهَا سَبُّ الرَّسُوْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَاِنْكَارُهَا وَالْاِسْتِهْزَاءُ	اور منجملہ اکبر الکبائر کے پیغمبرؐ اور قرآن اور فرشتوں کو بد کہنا اور انکار کرنا اور تمسخر کرنا ان حضرات سے اور اسی طرح

بِهَا وَكَذَا اِنْكَارُ ضَرُوْرِيَّاتِ الدِّيْنِ

ضروریات دین کا انکار کرنا۔

ف۔ مولانا نے فرمایا ضروریات دین وہ امور ہیں جو قرآن مجید اور حدیث مشہور اور اجماع متواتر سے ثابت ہوں۔

ترک نماز وغیرہ وَمِنْهَا تَرْكُ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ۔

اور منجملۂ کبائر نماز اور زکوٰۃ اور صوم اور حج کا چھوڑنا ہے۔

قتل ناحق وَمِنْهَا قَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَمِنْهُ قَتْلُ الْاَوْلَادِ وَقَتْلُ الْاِنْسَانِ نَفْسَهٗ۔

اور منجملۂ کبائر ہے جان ناحق قتل کرنا اور قتل ناحق میں اولاد کا قتل کرنا اور انسان کو اپنی جان کا قتل کرنا داخل ہے۔

وَمِنْهَا الزِّنَاءُ وَاللِّوَاطَةُ وَشُرْبُ الْمُسْكِرِ وَالسَّرِقَةُ وَقَطْعُ الطَّرِيْقِ وَالْغَصَبُ وَالْغُلُوْلُ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَةِ وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَطْعُ الرَّحِمِ وَتَطْفِيْفُ الْكَيْلِ وَالْوَزْنِ وَالرِّبَا وَالْفِرَارُ مِنَ الزَّحْفِ وَالْكِذْبُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ وَنِكَاحُ الْمَحَارِمِ وَالْقِيَادَةُ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالسِّعَايَةُ

اور منجملہ کبائر زنا ہے اور اغلام اور نشے والی چیز کا پینا اور چوری اور رہزنی اور غصب اور غنیمت کا مال چرانا اور جھوٹی قسم کھانی اور پاکدامن[1] عورت کو زنا کا عیب لگانا اور یتیم کا مال کھانا اور والدین کی نافرمانی کرنی اُن کی خدمت نہ کرنی اور حق برادری نہ ادا کرنا اور ناپ اور تول میں کمی کرنا پورا نہ دینا اور بیاج کھانا اور جہاد میں کفار کی صف جنگ سے بھاگنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا اور معاملات فیصل کرنے میں رشوت لینا اور محارم سے نکاح کرنا اور مردوں اور عورتوں کے درمیان میں

[1] اور ایسے ہی نیک مرد کو تہمت زنا وغیرہ کی لگانی ۱۲

عِنْدَ السُّلْطَانِ لِيَقْتُلَ اَوْ يَنْهَبَ وَتَرْكُ الْهِجْرَةِ مِنْ دَارِ الْكُفْرِ وَمُوَالَاةُ الْكُفَّارِ وَالْقِمَارُ وَالسِّحْرُ فَكُلُّ ذٰلِكَ مِنَ الْكَبَائِرِ۔

کتنا پن کرنا اور حاکم سے چغل خوری کرنا تاکہ وہ قتل کرے یا لوٹ لے اور دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت نہ کرنا اور کافروں سے دوستی کرنا اُن کے خیر خواہ ہونا اور جوا کھیلنا اور جادو کرنا سو یہ سب کبائر میں داخل ہیں

تحقیق و تفصیل کبائر

مولانا نے فرمایا کہ ابن عباس رضؓ نے کہا کہ کبائر ستر کے قریب ہیں اور سعید بن جبیر رضؓ نے کہا کہ قریب سات سو کے ہیں اور انسب یہ ہے کہ کبائر کو ضبط اور قیاس کرنا چاہیئے مفسدۂ منصوصہ پر تو اگر اقل مفاسد سے کم ہو تو صغیرہ ہے اور نہیں تو کبیرہ یہ خلاصۂ تقریر امام عزیز الدین بن سلامؒ ہے اور شیخ ابو طالبؒ مکی نے فرمایا کہ میں نے کبائر کی احادیث کو جمع کیا تو میں نے سترہ کبائر مصرح پائے چار گناہ دل میں شرک اور گناہ پر جم جانے کی نیت اور رحمت الٰہی سے نا امید ہونا اور قہر خدا سے بے خوف ہونا اور چار گناہ زبان میں جھوٹی گواہی دینا اور پاکدامنوں کو زنا کا عیب لگانا اور جھوٹی قسم کھانا اور جادو کرنا اور تین گناہ پیٹ میں شراب پینا اور یتیم کا مال کھانا اور بیاج لینا اور دو گناہ شرمگاہ میں زنا اور لواطت اور دو گناہ ہاتھ میں ناحق قتل اور چوری اور ایک گناہ پاؤں میں یعنی جہاد میں صف جنگ سے بھاگنا[1] اور ایک گناہ تمام بدن سے یعنی والدین کی نافرمانی حق تعالیٰ اپنے کرم سے ہم کو ان گناہوں سے بچائے اور[2] آمین۔

وَالصَّغِيْرَةُ كُلُّ مَا نَهٰى عَنْهُ الشَّرْعُ اَوْ خَالَفَ مَشْرُوْعًا اَوْ رَفَعَ طَرِيْقَةً مَامُوْرَةً فِي الدِّيْنِ۔

اور گناہ صغیرہ وہ ہے جس سے شرع نے روک دیا یعنی بعد کبائر مذکورہ یا کہ امر مشروع کے مخالف یا رافع ہو دین کے طریقۂ مامور کا۔

لہ[1] جب تک کہ کافر دوگنے ہوں اور جب دوگنوں سے زیادہ ہوں تو بھاگنا جائز ہے ہکذا فی الکتب المدینیۃ ۱۲ - ق۔

ٹہ[2] ترک صلوٰۃ اور ترک زکوٰۃ اور صوم نہ رکھنا اور حج نہ کرنا باوجود فرض ہونے کے اور غیبت کرنی اور حکم خلاف شرع دینا اور رغبت کرنی کافروں سے وغیر ذلک صریح قرآن و حدیث میں وعید اُن پر مذکور ہیں پس یہ تقسیم مہمل ہے واللہ اعلم ۱۲-

ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّظَرُ فِي اَرْكَانِ الْاِسْلَامِ مِنَ الطَّهَارَةِ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالزَّكٰوةِ وَالْحَجِّ فَيُقِيْمُهَا عَلٰى مَا اَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ رِعَايَةِ الْاَبْعَاضِ وَالْاٰدَابِ وَالْهَيْئَاتِ وَالْاَذْكَارِ۔

پھر اجتناب کبائر اور ندامت صغائر کے بعد نظر کرنا چاہیئے ارکان اسلام میں از قسم طہارت اور صلوٰۃ اور صوم اور زکوٰۃ اور حج کے تو ان امور کو بموجب ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کرے رعایت ابعاض اور آداب اور ہئیات اور اذکار سے۔

ف۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ ابعاض سے مراد یہاں وہ امور ہیں جو ارکان وغیرہ کو شامل ہوں از قسم امور متاکدہ سوا ان میں سے بعضے فقہا کے نزدیک بعض امر واجب ہیں اور دوسرے فقیہ کے نزدیک سنّت مُوکدہ۔

ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّظَرُ فِي الْمَعَاشِ مِنَ الْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَاللِّبَاسِ وَالْكَلَامِ وَالصُّحْبَةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ وَفِي الْعَقْدِ الْمُتَرَتِّبِ مِنَ النِّكَاحِ وَالْمَلَكَةِ[1] وَالْاَوْلَادِ وَالْمُعَامَلَاتِ مِنَ الْبَيْعِ وَالْهِبَةِ وَالْاِجَارَةِ فَيُصَحِّحُهَا عَلَى السُّنَّةِ مِنْ غَيْرِ مُدَاهَنَةٍ وَلَا اِعْوِجَاجٍ

پھر ارکان اسلام کی اقامت کے بعد نظر کرنا چاہیئے ضروریات معاش میں منجملہ اکل وشرب اور لباس اور کلام اور صحبت خلق وغیر ذلک اور نظر کرنا چاہیئے امور خانگی میں منجملہ نکاح اور حقوق ممالیک اور حقوق اولاد کے اور نظر کرنا چاہیئے معاملات میں از قسم بیع اور ہبہ اور اجارے کے تو اُن کو صحیح اور ٹھیک کرے بروجہ سنت بدون سستی اور بے کجروی کے۔

ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ النَّظَرُ فِي

پھر بعد ضروریات معاش وغیرہ کے

---

[1] مولاناؒ نے فرمایا عرب بولتے ہیں فلاں حسن الملکہ ہے جب کہ وہ اپنے لونڈی غلاموں سے حسن سلوک کرتا ہو حدیث میں وارد ہے لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَيِّئُ الْمَلَكَةِ یعنی جو ممالیک سے بدسلوکی کرے جنت میں نہ داخل ہوگا ۱۲ منہ

الْاَذْکَارِ الْمَامُوْرَۃِ فِی الْاَوْقَاتِ مِنَ الصَّبَاحِ وَالْمَسَاۤءِ وَوَقْتِ النَّوْمِ وَغَیْرِھَا وَتَھْذِیْبِ الْاَخْلَاقِ مِنَ الرِّیَاۤءِ وَالْعُجُبِ وَالْحَسَدِ وَالْحِقْدِ وَالْمُوَاظَبَۃِ عَلَی التِّلَاوَۃِ وَذِکْرِ الْاٰخِرَۃِ وَالْمُوَاظَبَۃِ عَلٰی مَجَالِسِ الْعِلْمِ وَحَلَقِ الذِّکْرِ وَالْمَسَاجِدِ فَاِذَا تَاَدَّبَ بِھٰذِہٖ الْاٰدَابِ حَانَ اَنْ یَّشْتَغِلَ بِالْاَشْغَالِ الْبَاطِنَۃِ وَیَجْتَھِدَ فِیْ تَعْلِیْقِ الْقَلْبِ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ دَآئِمًا وَالنَّظَرِ اِلَیْہِ بِبَصَرِ الْقَلْبِ وَاِنَّمَا تَرَکْنَا بَیَانَ ھٰذِہِ الْاُمُوْرِ الْمُقَدَّمَۃِ اسْتِکْثَارًا لَّھَا وَاعْتِمَادًا عَلٰی فَھْمِ الطَّالِبِ الصَّادِقِ الْمُتَتَبِّعِ لِلْکِتَابِ وَالسُّنَّۃِ وَالْفِقْہِ وَالْکُتُبِ الْمُتَوَسِّطَۃِ فِی السُّلُوْکِ مِثْلِ رِیَاضِ الصّٰلِحِیْنَ وَالْمُخْتَصَرَۃِ فِی الْعَقِیْدَۃِ کَالْعَقَائِدِ الْعَضُدِیَّۃِ وَمَنْ لَّمْ یَتَیَسَّرْ لَہٗ تَتَبُّعُھَا فَلْیَاْخُذْھَا مِنْ عَالِمٍ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

نظر کرنا چاہیئے اُن اذکار میں جو اوقات مخصوصہ یعنی صبح اور شام اور وقت خواب وغیر ذلک میں مامور ہیں پھر نظر کرنا چاہیئے آراستگی اخلاق میں از قسم ریا اور پندار اور حسد اور کینہ وغیرہا کے اور مواظبت اور دوام کرنا چاہیئے تلاوت قرآن اور آخرت کی یاد پر اور مجالس علم اور ذکر اللہ کے حلقوں پر اور مساجد پر پھر جب کہ سالک ان آداب مذکورہ کے ساتھ متادب ہو گیا تو اب وقت آیا اشغال باطنی کے اشتغال کا اور ہمیشہ اللہ عزوجل کے ساتھ دل لگائے رہنے کی کوشش کرنے کا اور اُسی کو تاکتے رہنے کا دل کی بینائی سے اور ہم نے تو امور مقدمہ کا بیان علی وجہ التفصیل اُن کو بہت جان کر چھوڑ دیا اور طالب صادق کے فہم پر بھروسا کر کے جو طالب کہ قرآن اور حدیث اور فقہ اور کتب متوسط سلوک کا مثل ریاض الصالحین اور کتب مختصرہ عقائد مانند عقیدہ عضدیہ کا واقف اور متجسس ہے اور جس کو تتبع اور علم ان کتابوں کا میسر نہ ہو وہ کسی عالم سے دریافت کر لے واللہ اعلم۔

تفصیل شعب ایمانیہ

مولانا نے فرمایا کہ جن امور کو مؤلف قدس سرہ نے کثیر جان

کر ترک کیا اُن کو ہم مجملاً بیان کرتے ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ستّر اور چند شاخیں ہیں اور مراد یہاں ایمان سے ورع اور تقوےٰ کا مرادف ہے تو سالک کو مراعات ان شعب ایمانیہ کی ضرور ہے چنانچہ اُن کا بیان یوں ہے کہ خدا پر ایمان لانا اور اُس کے صفات پر اور اُس کے غیر کو حادث جاننا اور اُس کے ملائکہ پر اور اُس کی کتابوں پر اور اُس کے رسولوں پر اور تقدیر پر اور پچھلے دن پر ایمان لانا اور حق تعالیٰ سے محبت رکھنی اور غیر حق سے محبت یا بغض اللہ ہی کے واسطے رکھنا بلا دخل انسانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنی اور اُن کی تعظیم کا معتقد رہنا اور درود پڑھنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ہی میں داخل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی پیروی کرنی اور اعمال کو خالص اللہ ہی کے واسطے کرنا اور ترک ریا و نفاق اخلاص ہی میں داخل ہے اور خدا سے خوف رکھنا اور اُس کی رحمت کا اُمیدوار رہنا اور گناہوں سے توبہ کرتے رہنا اور احسانات ربّانی کا شکر ادا کرنا اور عہد کو پورا کرنا۔ اور ترک شہوت اور ہجوم مصائب میں صابر رہنا اور قضائے ربّانی سے راضی رہنا اور تواضع اور فروتنی اختیار کرنا اور توقیر بزرگ کی اور ترحم خرد پر اور گھمنڈ اور پندار کا ترک کرنا اور حسد اور کینہ کا ترک کرنا اور غضب ترک کرنا بھی درحقیقت تواضع میں داخل ہے اور توحید ربّانی کا ناطق رہنا یعنی لا الٰہ الا اللہ پڑھتے رہنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا کمتر رتبہ تلاوت کا دسؔ آیتیں ہیں اور متوسط رتبہ سوؔ آیتیں ہیں اور اس سے زیادہ تلاوت کرنا اعلیٰ رتبے میں داخل ہے اور علم دین حاصل کرنا اور غیر کو علم سکھانا اور دعا کرنا اور ذاکر رہنا اور استغفار ذکر ہی میں داخل ہے اور لغو سے دور رہنا اور حسّی اور حکمی طہارت کرنا اور پرہیز کرنا نجاستوں سے تطہیر ہی میں داخل ہے اور ستر کو چھپا رکھنا اور فرض اور نفل نماز پڑھنی اور اسی طرح فرض زکوٰۃ اور نفل صدقہ ادا کرنا اور لونڈی غلام کو آزاد کرنا اور سخاوت کرنا اور کھانا کھلانا اور ریاضت کرنی سخاوت ہی میں داخل ہے اور فرض اور نفل روزہ رکھنا اور اعتکاف کرنا اور شب قدر کو تلاش کرنا اور حج اور عمرہ

اور طواف بیت اللہ کا کرنا اور فرار بالدین یعنی ایسے ملک اور صحبت کو چھوڑنا جہاں اپنا دین نہ قائم رہ سکے اور اسی میں ہجرت بھی داخل ہے اور نذر اللہ کو پورا کرنا اور قسم کو قائم رکھنا اور قسم وغیرہ کے کفاروں کو ادا کرنا اور نکاح کر کے پارسائی حاصل کرنی اور عیال کے حقوق ادا کرنا اور ماں باپ سے احسان اور سلوک کرنا اور اولاد کو تربیت کرنا اور برادری کا حق ادا کرنا اور لونڈی غلاموں کو مالکوں کی اطاعت کرنی اور مالکوں کو لونڈی غلاموں پر مہربانی اور شفقت کرنا اور انصاف کے ساتھ حکومت پر قائم رہنا اور جماعت مسلمین کا تابع رہنا اور مسلمان حاکموں کی اطاعت[1] کرنی اور خلق میں اصلاح کرتے رہنا اور خوارج اور باغیوں کا قتال تو اصلاح بین النّاس میں داخل ہے اور امر نیک پر مدد کرنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اعانت میں داخل ہے اور حدود کو جاری رکھنا اور جہاد[2] کرنا اور مرابطہ یعنی سرحد دار الاسلام کی محافظت کرنا جہاد ہی میں داخل ہے اور امانت کا ادا کرنا اور خمس کا دینا ادائے امانت میں داخل ہے اور قرض کا لینا بشرط ادا کرنے کے اور پڑوسی کے ساتھ احسان کرنا اور معاملہ اچھا رکھنا یعنی غیر کا حق بخوبی ادا کرنا اور اپنے حق لینے میں سختی نہ کرنا اور حسن معاملہ میں داخل ہے مال کا جمع کرنا حلال سے اور مال کا صرف کرنا اپنے موقع پر اور ترک تبذیر و اسراف یعنی خلاف شرع بیہودہ مال کو برباد نہ کرنا انفاق[3] المال فی حقہ میں داخل ہے اور سلام کا جواب دینا اور چھینکنے والے کو دعائے[4] خیر دینا اور اپنی برائی سے لوگوں

---

[1] بشرطیکہ خلاف شرع وہ حکم نہ ہو۔ کَمَا جَاءَ فِی الْحَدِیْثِ لَاطَاعَۃَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ ۱۲-

[2] بشرط پائے جانے شرائط کے ۱۲

[3] خرچ کردن در حق او ۱۲

[4] یعنی چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو یہ اُس کے جواب میں یرحمک اللہ کہے (باقی صفحہ ۴۶ پر)

کو بچانا ضرر نہ پہونچانا اور لہو ولعب سے پرہیز کرنا اور تکلیف کی چیز کو راہ سے ہٹا دینا مترجم کہتا ہے شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اسی طرح شعبۂ ایمانیہ کی تفصیل نقایۃ[۵] العلوم میں فرمائی ہے۔ واللہ اعلم۔

(بقیہ حاشیہ صـ۴۵ کا) یہ جواب دینا واجب علی الکفایہ ہے اگر محفل میں سے کوئی جواب نہ دے گا تو سب گنہگار ہوں گے اور یہی حکم ہے سلام کے جواب کا ۱۲۔

---

[۵] نام کتاب۔

چوتھی فصل

مشائخ جیلانیہ (قادریہ) کے اشغال کا بیان

فِی اَشْغَالِ الْمَشَائِخِ الْجِیْلَانِیَّۃِ وَھُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِیْقَۃِ الشَّیْخِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَنْھُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

یہ فصل مشائخ جیلانیہ یعنی قادریہ کے اشغال میں ہے قادریہ امام طریقت شیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی کے مرید ہیں خدا راضی رہے اُن سے اور اُن کے سب تابعین سے۔

ف۔ مصنف نے انتباہ میں فرمایا کہ کتاب غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب حضرت محی الدین غوث الاعظمؒ کی تصنیف ہے اور مجالس ستین اُن کا ملفوظ ہے اور اصل طریقۂ قادریہ اُس میں مفصل موجود ہے۔

فَاَوَّلُ مَا یُلَقِّنُوْا لَہٗ الْجَھْرُ[۱]

سو پہلا شغل جس کو مشائخ قادریہ تلقین

---

[۱] ذکر جہر مذہب حنفی میں بدعت ہے مگر اُس جگہ کہ اُس میں ذکر جہر آیا ہے مثل اذان وغیرہ کے اُس میں بدعت نہیں ہے اور ما سوائے اس کے بدعت ہے چنانچہ فتح القدیر میں ہے۔ والاصل فی الاذکار الاخفاء والجھر بھا بدعۃ انتھٰی یعنی اصل اذکار میں چپکے ذکر کرنا ہے اور پکار کر کرنا اذکار کا بدعت ہے جہاں کہیں بدعت کو مطلق چھوڑتے ہیں بدعت سیئہ مراد ہوتی ہے چنانچہ یہ بات بھی فقہ کی کتابوں کی عبارتوں سے معلوم ہوتی ہے اور غایۃ البیان شرح ہدایہ میں ہے۔ لان الجھر بالتکبیر بدعۃ لقولہ تعالٰی ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ انتھٰی یعنی پکارو اپنے رب کو گڑگڑا کر اور پوشیدہ

(باقی حاشیہ صہ ۴۸ پر دیکھیے)

بِذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ الْمُرَادُ بِھٰذَا الْجَھْرِ ھُوَ غَیْرُ الْمُفْرِطِ فَلَا مُنَافَاۃَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ مَا نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیْثُ قَالَ[۱] اَرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ فَاِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَآئِبًا الْحَدِیْثَ

کرتے ہیں ذکر اللہ ہے جہر سے یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا اور مراد اس جہر سے یہ ہے کہ افراط سے نہ ہو تو اس تقریر سے کچھ مخالفت نہ رہی اس کے جواز میں اور اُس میں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اس طرح کہ اعتدال اختیار کرو اور نرمی کرو اپنی جانوں پر کہ تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو الی آخر الحدیث

(بقیہ حاشیہ ص۴۷ کا) انتہیٰ اور کہا کفایہ شرح ہدایہ میں ان الجھر بالتکبیر بدعۃ فی کل وقت الا فی المواضع المستثناۃ یعنی جہر ساتھ تکبیر کے بدعت ہے ہر وقت میں مگر کتنی جگہ چیدہ میں اور تصریح کی ہے قاضی خاں نے اپنے فتاوے میں ساتھ کراہت ذکر جہر کے اور اتباع کیا اُس کا اُس پر صاحب مصفی نے اور فتاویٰ علامہ میں ہے۔ ویمنع الصوفیۃ من رفع الصوت والصفق یعنی منع کیا کرتے ہیں صوفی بلند کرنے آواز سے اور تالی بجانے سے اور برہان شرح مواہب الرحمٰن میں ہے ان رفع الصوت بالذکر بدعۃ یعنی بلاشبہ بلند کرنا آواز کا ساتھ ذکر کے بدعت ہے واسطے مخالفت قول اللہ تعالیٰ کے واذکر ربك فی نفسك تضرعا وخیفۃ ودون الجھر من القول یعنی اور یاد کر اپنے رب کو اپنے جی میں گڑگڑا کر اور ازراہ خوف کے اُس سے اور کم جہر کے قول سے اور جو کچھ کہ بعض احادیث میں ذکر جہر ثابت ہوا ہے بغیر مواضع مقررہ کے پس بنا بر تعلیم کے ہے چنانچہ ملا علی قاری رح نے شرح مشکوٰۃ میں یہ لکھا ہے ۱۲ مایۃ المسائل۔

[۱] قولہ اربعوا ای اعتدلوا یقال ربع القامۃ اذا کان معتدلہا ای ارفقوا بہا بالاجتناب عن الجہر المفرط ۱۲ من مولانا عبد العزیز قدس سرہ۔

ف۔ پوری حدیث یوں ہے بروایت ابوموسیٰ اشعریؓ کہ تم سمیع اور بصیر کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے اور جس کو تم پکارتے ہو وہ تم سے قریب تر ہے اُونٹ کی گردن سے انتہیٰ یہ تمثیل ہے شدت قرب سے والا حق تعالیٰ حبل[1] الورید سے بھی قریب تر ہے شعر:

اتصالے بے تکیف بے قیاس ——— ہست رب الناس را با جان ناس

کذا فی الحاشیۃ العزیزیۃ فتنبّہ

اِسْمُ الذَّاتِ اِمَّا بِضَرْبَۃٍ وَّاحِدَۃٍ وَّصِفَتُہٗ اَنْ یَّقُوْلَ اللّٰہُ بِالشَّدِّ وَ الْمَدِّ وَالْجَھْرِ بِقُوَّۃِ الْقَلْبِ وَالْحَلْقِ جَمِیْعًا ثُمَّ یَلْبِثُ حَتّٰی یَعُوْدَ اِلَیْہِ نَفَسُہٗ ثُمَّ یَفْعَلُ ھٰکَذَا وَھٰکَذَا

سو منجملہ ذکر جہری کے اسم ذات ہے خواہ ایک ضرب سے ہو اور طریقہ یک ضربی کا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سختی اور درازی اور بلندی سے دل اور حلق دونوں کی قوت کے ساتھ کہے پھر ٹھہر جاوے یہاں تک کہ ذاکر کی سانس اپنے ٹھکانے پر آجاوے پھر اسی طرح بار بار ذکر کرے۔

وَاِمَّا بِضَرْبَتَیْنِ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ جِلْسَۃَ الصَّلٰوۃِ وَیَضْرِبَ الْجَلَالَۃَ مَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُمْنٰی وَمَرَّۃً فِی الْقَلْبِ وَیُکَرِّرُ ذٰلِکَ بِلَا فَصْلٍ وَّیَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ الضَّرْبُ لَاسِیَّمَا الْقَلْبِیُّ بِقُوَّۃٍ وَّ شِدَّۃٍ لِیَتَأَثَّرَ الْقَلْبُ وَیَجْتَمِعَ الْخَاطِرُ۔

خواہ ذکر دو ضربی ہو اُس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی نشست پر بیٹھے اور اسم ذات کو ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار دل میں ضرب کرے اور اُس کو بار بار بلا فصل کرے اور مناسب یہ ہے کہ ضرب خصوصاً قلبی قوت اور سختی کے ساتھ ہو تا دل پر اثر ہو اور خاطر یکسو ہو جاوے پریشان خاطری اور وساوس مندفع ہو۔

وَاِمَّا بِثَلٰثِ ضَرْبَاتٍ وَصِفَتُہٗ اَنْ یَّجْلِسَ مُتَرَبِّعًا فَیَضْرِبَ مَرَّۃً

خواہ ذکر سہ ضربی ہو اور اُس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور ایکبار داہنے زانو میں اور

۱؎ یعنی رگِ جان

فِی الرُّکْبَۃِ الْیُمْنٰی وَمَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُسْرٰی وَمَرَّۃً فِی الْقَلْبِ وَ لٰکِنَّ الثَّالِثَ اَشَدُّ وَاَجْهَرُ۔

وَاِمَّا بِاَرْبَعِ ضَرْبَاتٍ وَصِفَتُهٗ اَنْ یَّجْلِسَ مُتَرَبِّعًا وَّیَضْرِبَ مَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُمْنٰی وَمَرَّۃً فِی الرُّکْبَۃِ الْیُسْرٰی وَمَرَّۃً فِی الْقَلْبِ وَمَرَّۃً اَمَامَهٗ وَلٰکِنَّ الرَّابِعَ اَشَدُّ وَاَجْهَرُ۔

طریقۂ ذکر نفی واثبات

وَمِنْهُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ وَهُوَ کَلِمَۃُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَصِفَتُهٗ اَنْ یَّجْلِسَ جِلْسَۃَ الصَّلٰوۃِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَۃِ وَیُغَمِّضَ عَیْنَیْهِ وَیَقُوْلُ لَا کَاَنَّهٗ یُخْرِجُهَا مِنْ سُرَّتِهٖ ثُمَّ یَمُدُّهَا حَتّٰی یَبْلُغَ اِلَی الْمَنْکَبِ الْاَیْمَنِ فَیَقُوْلُ اِلٰہَ کَاَنَّهٗ یُخْرِجُهَا مِنْ اُمِّ الدِّمَاغِ ثُمَّ یَضْرِبَ اِلَّا اللّٰہُ بِالشِّدَّۃِ وَالْقُوَّۃِ وَیُلَاحِظَ نَفْیَ الْمَحْبُوْبِیَّۃِ اَوِ الْمَقْصُوْدِیَّۃِ اَوِ الْوُجُوْدِ مِنْ غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَاِثْبَاتَهَا لَهٗ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی۔

دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں ضرب کرے اور چاہیئے کہ تیسری ضرب سخت تر اور بلند تر ہو۔

خواہ ذکر چہار ضربی ہو اُس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں اور چوتھی بار اپنے سامنے ضرب کرے اور چاہیئے کہ چوتھی ضرب سخت تر اور بلند تر ہو۔

اور منجملہ ذکر جہری کے نفی اور اثبات ہے اور وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا کلمہ ہے اور طریقہ اُس کا یہ ہے کہ بطور نماز و بقبلہ بیٹھے اور اپنی آنکھ بند کرلے اور لَا کہے گویا اپنی ناف سے اُس کو نکالتا ہے پھر اُس کو کھینچے یہاں تک کہ داہنے مونڈھے تک پہونچے پھر اِلٰہَ کہے گویا اُس کو دماغ کی جھلّی سے نکالتا ہے پھر اِلَّا اللّٰہُ کو دل پر شدّت اور قوت سے ضرب کرے اور محبوبیت یا مقصودیت یا وجود کی نفی غیر حق سے ملاحظہ کرے اور اثبات اس کا ذکر مقدس میں دھیان کرے۔

ف۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ یہ ملاحظہ اور تصور باعتبار مراتب ذاکرین کے مختلف ہے یعنی مبتدی نفی محبوبیت کا تصور کرے اور متوسط نفی مقصودیت کا اور منتہی نفی موجود کا۔

وَلَعَلَّكَ تَقُوْلُ مَا الْحِكْمَةُ فِیْ اِشْتِرَاطِ الضَّرَبَاتِ وَ التَّشْدِیْدَاتِ وَمُرَاعَاةِ اَمَاكِنِهَا فَاَقُوْلُ جُبِلَ الْاِنْسَانُ عَلَى التَّوَجُّهِ اِلَى الْجِهَاتِ وَ الْاِصْغَاءِ اِلٰی اِیْقَاعِ النَّغَمَاتِ وَاَنْ تَدُوْرَ فِیْ نَفْسِهِ الْاَحَادِیْثُ وَالْخَطَرَاتُ فَوَضَعُوْا هٰذَا الْوَضْعَ سَدًّا لِلتَّوَجُّهِ اِلٰی غَیْرِ نَفْسِهٖ وَكَبْحًا عَنْ خُطُوْرِ الْخَطَرَاتِ الْخَارِجِیَّةِ لِیَتَدَرَّجَ مِنْهُ اِلٰی قَصْرِ التَّوَجُّهِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰی۔

اور شاید کہ تو کہے اے سالک کہ کیا حکمت ہے ضربات اور تشدیدات کے شرط کرنے میں اور کیا فائدہ ہے اُن کے مکانات کی مراعات میں تو میں جواب میں کہتا ہوں کہ انسان مخلوق ہے جہاتِ مختلفہ کی طرف متوجہ ہونے پر اور آوازوں کی طرف کان لگانے پر اور اس پر مجبول ہے کہ اُس کے دل میں باتیں اور خطرات گھوما کریں تو علمائے طریقت نے یہ طریقہ نکالا اپنے غیر کی طرف متوجہ ہونے کے روک دینے کا اور خطرات بیرونی کے آنے سے باز رکھنے کا تا آہستہ آہستہ اپنی ذات سے بھی توجہ ٹوٹ کر اُس کا دھیان فقط اللہ پاک سے لگ جاوے۔

ف۔ مولاناؒ حاشیے میں فرماتے ہیں اور اسی طرح پیشوایانِ طریقت نے جلسات اور ہیئات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کئے ہیں مناسبات مخفیہ کے سبب سے جن کو مرد صافی الذہن اور علوم حقہ کا عالم دریافت کرتا ہے بعضی صورت میں کسر نفس ہے اور بعضے جلسے میں خشوع اور خضوع ہے اور بعضے میں جمعیت خاطر اور دفع وسواس ہے اور بعضے میں نشاط ہے اسی بھید کی جہت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوٹھے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہونے کو منع فرمایا کہ یہ اہل نار کی شکل ہے اس واسطے کہ ایسی ہیئات میں اکثر کاہلی اور فتور نشاط ہوتا ہے اور وہ منافی ہے سرگرمی

عبادات کا تو اُس کو یاد رکھنا چاہیے یعنی ایسے امور کو مخالف شرع یا داخل بدعات سیئہ نہ سمجھنا[لہ] چاہیئے جیسا کہ بعضے کم فہم سمجھتے ہیں۔

وَيَنْبَغِي أَنْ يَجْتَمِعَ أَهْلُ السُّلُوكِ حَلْقَةً بَعْدَ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ يَذْكُرُونَ اللهَ تَعَالَى عَلَى وَجْهِ الْجَمْعِيَّةِ فَفِي ذَلِكَ فَوَائِدُ لَا تُوجَدُ فِي الْوَحْدَةِ۔

فَإِذَا ظَهَرَ عَلَى الطَّالِبِ أَثَرُ هٰذَا الذِّكْرِ الْجَلِيِّ وَشُوهِدَ فِيهِ نُورُهُ أُمِرَ بِالذِّكْرِ الْخَفِيِّ وَالْمُرَادُ مِنْ هٰذَا الْأَثَرِ انْبِعَاثُ الشَّوْقِ وَاطْمِينَانُ الْقَلْبِ بِاسْمِ اللهِ وَانْتِفَاءُ أَحَادِيثِ النَّفْسِ وَإِيثَارُ اللهِ تَعَالَى عَلَى كُلِّ مَا عَدَاهُ۔

وَمَنْ وَاظَبَ عَلَى ذِكْرِ اسْمِ الذَّاتِ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ أَرْبَعَ آلَافِ مَرَّةٍ مَعَ تَقْدِيمِ الشُّرُوطِ الَّتِي أَسْلَفْنَاهَا وَاسْتَمَرَّ عَلَى ذَلِكَ شَهْرَيْنِ أَوْ نَحْوًا مِنْ

اور لائق ہے کہ اہلِ سلوک مجتمع ہوں حلقہ کر کے بعد نماز فجر اور عصر کے ذکر آلہی کرنے کے واسطے بطریق جمعیت کے کہ اس اجتماع میں فوائد ہیں جو تنہائی میں حاصل نہیں ہوتے۔

پھر جب طالب پر اس ذکر جلی کا اثر ظاہر ہوا اور اُس کا نور اُس میں دکھائی دے تو اُس کو ذکر خفی کا حکم کیا جاوے اور ذکر جلی کے اثر سے انبعاث شوق مراد ہے یعنی شوق کا اُبھرنا اور نام خدا سے دل میں چین آنا اور احادیث نفس یعنی وساوس کا دور ہونا اور حق تعالیٰ کو اُس کے ماسوا پر مقدم رکھنا۔

اور جو شخص مواظبت کرے اسم ذات پر ہر دن میں چار ہزار بار ساتھ تقدیم اُن شرطوں کے جن کو ہم اوّل مذکور کر چکے ہیں اور دو مہینے یا مانند اس کے اس ذکر پر مداومت کرے تو اُس میں یہ اثر البتہ مشاہدہ کریگا

لہ کیونکہ یہ ممد اور آلہ ہے حضور مع اللہ کے حاصل کرنے کا جیسے علم صرف ونحو آلہ اور ممد ہیں پڑھنے عبارتوں کلام اللہ اور حدیث وغیرہما کتب دینیہ کے ۱۲

ذٰلِكَ فَاِنَّهٗ یُشَاهِدُ فِیْهِ الْاَثَرَ لَا مُحَالَةَ سَوَاءٌ كَانَ غَبِیًّا اَوْ ذَكِیًّا۔

بیان ذکر خفی دورہ قادریہ

وَاَمَّا الذِّكْرُ الْخَفِیُّ فَمِنْهُ اِسْمُ الذَّاتِ مَعَ اُمَّهَاتِ الصِّفَاتِ وَصِفَتُهٗ اَنْ یَّغْمِضَ عَیْنَیْهِ وَیَضُمَّ شَفَتَیْهِ وَیَقُوْلُ بِلِسَانِ الْقَلْبِ اَللّٰهُ سَمِیْعٌ اَللّٰهُ بَصِیْرٌ اَللّٰهُ عَلِیْمٌ كَاَنَّهٗ یُخْرِجُهَا مِنْ سُرَّتِهٖ اِلٰی صَدْرِهٖ وَمِنْ صَدْرِهٖ اِلٰی دِمَاغِهٖ وَمِنْ دِمَاغِهٖ اِلَی الْعَرْشِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَللّٰهُ عَلِیْمٌ اَللّٰهُ بَصِیْرٌ اَللّٰهُ سَمِیْعٌ هَابِطًا عَلٰی تِلْكَ الْمَنَازِلِ كَمَا صَعِدَ عَلَیْهَا فَهٰذِهٖ دَوْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ثُمَّ یَفْعَلُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَمِنْ اَهْلِ هٰذَا الشَّاْنِ مَنْ یَّزِیْدُ اَللّٰهُ قَدِیْرٌ۔

خواہ ذاکر کم فہم ہو خواہ تیز فہم۔

اور منجملہ ذکر خفی اسم ذات ہے اور اُن صفات کے ساتھ جو اصول ہیں اور طریقہ اُس کا یہ ہے کہ اپنی دونوں آنکھوں اور دونوں لبوں کو بند کرے اور دل کی زبان سے کہے اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم گویا ان کو اپنی ناف سے نکالتا ہے اپنے سینے تک اور اپنے سینے سے نکالتا ہے اپنے دماغ تک اور دماغ سے نکالتا ہے عرش تک پھر یوں کہے اللہ علیم اللہ بصیر اللہ سمیع اُترتا ہوا ان ہی منزلوں پر جیسا کہ اُن پر چڑھا تھا درجہ بدرجہ تو یہ ایک دورہ ہوا پھر اسی طرح بار بار کیا کرے اور اس طریقے کے بعض لوگ اللہ قدیر کو بھی زیادہ کرتے ہیں۔

ف۔ توضیح اس کی یوں ہے کہ اللہ سمیع دل سے کہے ناف سے سینے تک چڑھے اپنے تصوّر میں پھر اللہ بصیر کہکر سینے سے دماغ تک پہونچے پھر وہاں سے اللہ علیم کہہ کر عرش تک پہونچے پھر یہی الفاظ خیال کرتا ہوا درجہ بدرجہ اُترے یعنی اللہ علیم کہتا ہوا عرش سے دماغ پر ٹھہرے اور اللہ بصیر کہکر دماغ سے سینہ تک ٹھہرے پھر اللہ سمیع کہتے ہوئے ناف تک ٹھہر جاوے اسی طرح ہر بار کرتا رہے اور اگر اللہ قدیر کو زیادہ کرے تو تیسری بار آسمان تک پہونچے اور چوتھی بار عرش تک۔

طریقہ پاس انفاس

وَمِنْہُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ وَصِفَتُہٗ اِمَّا کَذِکْرِنَا فِی الْجَھْرِ وَاِمَّا بِاَنْ یَّکُوْنَ مُتَیَقِّظًا مُطَّلِعًا عَلٰی اَنْفَاسِہٖ فَاِذَا خَرَجَ النَّفَسُ بِطَبِیْعَتِہٖ مِنْ غَیْرِ قَصْدِہٖ وَاِرَادَتِہٖ قَالَ مَعَ خُرُوْجِہٖ لَآ اِلٰہَ بِلِسَانِ الْقَلْبِ وَاِذَا دَخَلَ قَالَ مَعَ دُخُوْلِہٖ اِلَّا اللّٰہُ قَالَ الْاَکَابِرُ وَھٰذَا پَاسُ اَنْفَاسْ وَلَہٗ اَثَرٌ عَظِیْمٌ فِیْ نَفْیِ الْخَوَاطِرِ وَزَوَالِ حَدِیْثِ النَّفْسِ۔

اور منجملہ ذکر خفی نفی اور اثبات ہے اور طریقہ اُس کا یا اُس طرح ہے جو ذکر جلی میں مذکور ہو چکا یا اس طرح پر ہے کہ ذاکر بیدار اور ہوشیار ہو جاوے اپنے دموں پر آگاہ رہے پھر جب دم باہر نکلے خود بخود بدون اپنے ارادے اور قصد کے تو اس کے باہر ہونے کے ساتھ ہی دل کی زبان سے کہے لا آلہ پھر جب سانس اندر کو جاوے خود بخود تو اندر جانے کے ساتھ ہی اِلَّا اللہ کہے طریقت کے بزرگوں نے کہا ہے کہ اس ذکر کا نام پاس انفاس ہے اور اس کا بڑا اثر ہے نفی خطرات اور وسواس کے دور ہو جانے میں۔

چنانچہ کسی عارف نے فرمایا ہے۔ شعر

اگر تو پاس داری پاس انفاس　　بسلطانی رسانندت ازیں پاس
تا بجاروب لآ نروبی راہ　　نرسی در مقام الا اللہ

رباعی

در ذات مقدست کسی را رہ نیست　　وز عینِ جلال ہیچکس آگہ نیست
سرمایۂ رہروان کہ راہش طلبند　　جز گفتن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ نیست

فَاِذَا ظَھَرَ اَثَرُ ذِکْرِ الْخَفِیِّ وَشُوْھِدَ فِی الطَّالِبِ نُوْرُہٗ اُمِرَ بِالْمُرَاقَبَۃِ وَالْمُرَادُ مِنْ ھٰذَا الْاَثَرِ الشَّوْقُ وَغَلَبَۃُ

پھر جب ذکر خفی کا اثر ظاہر ہو اور طالب میں اس کا نور معلوم ہو تو اُس کو مراقبہ کرنے کا امر کیا جاوے اور ذکر خفی کے اثر سے شوق مراد ہے اور غالب ہونا

الحُبِّ وَانْصِرَافُ عِنَانِ عَزِيْمَتِهٖ اِلَى الْفِكْرِ وَاِيْثَارُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِجْتِمَاعُ الْهِمَّةِ عَلٰى طَلَبِهٖ وَوِجْدَانُ الْحَلَاوَةِ فِي السُّكُوْتِ وَالنَّفْرَةُ عَنِ الْكَلَامِ وَالْاِشْتِغَالُ بِاَمْرِ الدُّنْيَا۔

محبت الٰہی کا اور عزیمت کی باگ کا پھیرنا فکر کی جانب اور تقدیم اللہ عز وجل کی اور ہمّت کا جم جانا اُسی کی طلب پر اور حلاوت پانا چپ رہنے میں اور گفتگو اور اشغال امر دنیا دی سے نفرت کا ہونا۔

طریقہ مراقبہ وَاَمَّا الْمُرَاقَبَةُ فَهِيَ عِنْدَهُمْ عَلٰى اَنْوَاعٍ كَثِيْرَةٍ يَجْمَعُهَا اَمْرٌ وَهُوَ اَنْ يَّتَلَفَّظَ بِاٰيَةٍ اَوْ كَلِمَةٍ بِاللِّسَانِ اَوْ يَتَخَيَّلَهَا فِي الْجَنَانِ وَيَفْهَمُ مَعْنَاهَا فَهْمًا جَيِّدًا ثُمَّ يَتَصَوَّرَ كَيْفَ هٰذَا الْمَعْنٰى وَمَا صُوْرَةُ تَحَقُّقِهٖ ثُمَّ يَجْمَعُ الْخَاطِرَ عَلٰى تِلْكَ الصُّوْرَةِ بِحَيْثُ لَا يَخْطُرُ خَطْرَةٌ سِوَاهَا حَتّٰى يَتَحَقَّقَ الْاِسْتِغْرَاقُ فِيْهَا وَنَوْعُ ذُهُوْلٍ عَمَّا سِوَاهَا۔

اور مراقبہ تو بزرگان طریقت کے نزدیک بہت اقسام پر ہے اور جامع ان اقسام کثیرہ کا ایک امر ہے وہ یہ ہے کہ ایک آیت قرآنی یا کوئی کلمہ زبان سے کہے یا اُس کا دل میں خیال کرے اور اُس کے معنی کو خوب طرح بوجھے پھر تصوّر کرے کہ یہ مدعا کیونکر ہے اور اس کی تحقیق اور ثبوت کی کیا صورت ہے پھر اسی صورت پر خاطر کو جمع کرے اس طرح پر کہ سوائے اُس کے کوئی خطرہ نہ آوے یہاں تک کہ اُس میں استغراق متحقق ہو اور ایک طرح کی ربودگی اور غفلت اُس کے ماسوا سے حاصل ہو مترجم کہتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ لفظ کے مفہوم میں اس طرح ڈوب جانا کہ سوائے اُس کے کوئی چیز دھیان میں نہ رہے اُس کو مراقبہ کہتے ہیں۔

مراقبہ حضور حق تبارک و تعالیٰ وَالْاَصْلُ فِيْهَا

اور اصل مراقبہ کی وہ حدیث ہے جو

قَوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِحْسَانُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو عبادت کرے اللہ کی گویا تو اُس کو دیکھ رہا ہے سو اگر تو اُس کو نہ دیکھ سکے تو یہ دھیان کر کہ وہ تجھ کو دیکھتا ہے ۔

فَیَتَلَفَّظُ السَّالِکُ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ اَوْ یَتَخَیَّلُ فِی الْجَنَانِ ثُمَّ یَتَصَوَّرُ حُضُوْرَہٗ تَعَالٰی وَنَظَرَہٗ وَمَعِیَّتَہٗ تَصَوُّرًا جَیِّدًا مُسْتَقِیْمًا مَّعَ تَنْزِیْہِہٖ عَنِ الْجِھَۃِ وَالْمَکَانِ حَتّٰی یَسْتَغْرِقَ فِیْ ھٰذَا التَّصَوُّرِ

تو اپنی زبان سے کہے کہ اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی یا اس کو دل میں خیال کرے بدون تلفظ کے پھر اللہ تعالیٰ کی حضوری اور نظر اور اُس کی معیت یعنی ساتھ ہونے کو خوب مضبوط تصوّر کرے باوجود پاک ہونے اُس ذات مقدس کے جہت اور مکان سے یہاں تک کہ تصوّر کو جماوے کہ اُس میں ڈوب جاوے ۔

طریق معیت اَوْ یَتَصَوَّرُ وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ وَیَتَصَوَّرُ مَعِیَّتَہٗ قَائِمًا وَّقَاعِدًا اَوْ مُضْطَجِعًا فِی الْخَلْوَۃِ وَالْجَلْوَۃِ وَالشُّغْلِ وَالدَّعَۃِ ۔

یا اس آیت کا تصوّر کرے وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ یعنی حق تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں کہ تم ہو اور اُس کے ساتھ ہونے کو دھیان کرے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے تنہائی اور لوگوں کی ملاقات میں اور مشغولی اور بیکاری میں ۔

اقسام مراقبۂ قرآنیہ

اَوْ یَتَلَفَّظُ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ

یا یہ آیت پڑھے کہ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ یعنی جدھر تم متوجہ ہو تو وہاں اللہ کی ذات ہے یا یہ آیت پڑھے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی یعنی انسان

اللّٰہِ اَوْ اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی اَوْ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ اَوْ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ اَوْ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَہْدِیْنِ اَوْ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَ الْبَاطِنُ فَھٰذِہٖ مُرَاقَبَاتٌ مُّفِیْدَۃٌ لِتَعَلُّقِ الْقَلْبِ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔

نہیں جانتا کہ اللہ اُس کو دیکھتا ہے یا اس آیت کو مراقبہ کرے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی ہم قریب تر ہیں انسان کی رگ گردن سے یا اس آیت کا تصوّر کرے وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ یعنی اللہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے یا اس آیت کا دھیان کرے اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَہْدِیْنِ یعنی البتہ میرا رب میرے ساتھ ہے وہ اب مجھ کو ہدایت کریگا یا اس آیت کا مراقبہ کرے ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ یعنی حق تعالیٰ اوّل ہے اُس سے پہلے کوئی چیز نہیں آخر ہے جو بعد فنائے عالم باقی رہے گا ظاہر ہے باعتبار اپنی صفات اور افعال کے باطن ہے باعتبار اپنی ذات کے کہ اُس کی حقیقت کو کوئی نہیں سمجھ سکتا سو یہ مراقبات اللہ عزوجل کے ساتھ دل متعلق ہونے کے واسطے مفید ہیں۔

مراقبہ فنا وَ اَمَّا الْمُفِیْدَۃُ بِقَطْعِ الْعَلَائِقِ وَ التَّجَرُّدِ التَّامِّ وَ السُّکْرِ وَ الْمَحْوِ فَھِیَ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۵ وَصِفَتُہٗ اَنْ

اور وہ مراقبہ جو قطع علائق اور پورے مجرد ہوجانے اور بیہوشی اور فنا کیلئے مفید ہے وہ مراقبہ اس آیت کا ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یعنی جو زمین پر ہے وہ نیست و نابود ہونے والا ہے اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات جو بڑائی

يَتَصَوَّرَ نَفْسَهٗ قَدْ مَاتَ وَصَارَ رَمَادًا تَذْرُوْهُ الرِّيَاحُ وَالسَّمَاءَ قَدِ انْشَقَّتْ وَكُلُّ شَيْءٍ قَدْ بَطَلَ تَرْكِيْبُهٗ وَهَيْئَتُهٗ وَيَتَصَوَّرُ اللّٰهَ بَاقِيًا مَوْجُوْدًا فَيَبْقٰى عَلٰى هٰذَا التَّصَوُّرِ مَلِيًّا فَاِنَّهٗ يُفِيْدُ الْمَحْوَ۔

اور بزرگی والا ہے اور اُس کے مراقبے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کو تصوّر کرے کہ مر گیا اور ایسی راکھ ہو گیا جس کو ہوائیں اڑاتی ہیں اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ہر چیز کی ترکیب اور شکل مٹ گئی اور اللہ کو باقی اور موجود دھیان کرے سو اس تصوّر پر دیر تک قائم رہے تو یہ نیستی اور نابودی کو مفید ہو گا۔

ف۔ ایسے تصورات کی سند وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امیر المومنین علی رضی اللہ مرتضیٰ سے مروی ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قُلِ اللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ وَسَدِّدْنِيْ وَاذْكُرْ بِالْهُدٰى هِدَايَتَكَ الطَّرِيْقَ وَبِالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ یعنی اے علی رضؓ کہہ کہ خداوند مجھکو ہدایت کر اور سیدھا چلا اور ہدایت سے اپنی راہ کے چلنے کو اور راستی سے تیر کی راستی کو دھیان کر تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر المومنین رضؓ سید اولیا کو وہ طریقہ سکھایا جس سے بتدریج محسوسات سے حالات مطلوبہ کو انسان پہونچ جاوے تو اس کو یاد رکھنا چاہیئے کذا فی الحاشیۃ العزیزیۃ۔

وَكَذٰلِكَ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلَاقِيْكُمْ اَوْ اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ۔

اور اسی طریقۂ مذکورہ سے اس آیت کا مراقبہ نیستی کا باعث ہے اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ آخر آیت تک یعنی مقرر جس موت سے کہ تم بھاگتے ہو وہ تم کو ملنے والی ہے جہاں کہیں کہ تم ہو گے موت تم کو پالیوے گی اگرچہ تم اونچے یا مضبوط برجوں میں ہو۔

فَاِذَا ظَهَرَ اَثَرُ الْمُرَاقَبَةِ فِي الطَّالِبِ وَشُوْهِدَ نُوْرُهٗ اُمِرَ

پھر جب اثر مراقبہ کا طالب میں ظاہر ہوا اور اُس کا نور مشاہدہ ہو تو اُس کو توحید

بِالتَّوْحِيْدِ الْاَفْعَالِيِّ۔ | افعالی کا امر کیا جاوے۔

ف۔ توحید افعالی یہ ہے کہ ہر فعل کو جو عالم میں ظاہر ہو خدا کی جانب سے سمجھے نہ زید اور عمرو سے تاکہ غیر حق سے نہ خوف باقی رہے نہ توقع سعدی نے فرمایا **شعر**

درین نوعی از شرک پوشیدہ ہست | کہ زیدم بیازرد و عمروم نجست

وَاعْلَمْ اَنَّ الشَّارِعَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رَغَّبَ وَحَثَّ عَلٰى شَيْئَيْنِ عَلَى الذِّكْرِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ مَا يَتَلَفَّظُ بِهٖ وَعَلَى الْفِكْرِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ الْمُرَاقَبَةُ۔

اور جان رکھ اے مخاطب کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دو چیز پر ترغیب اور آمادگی دلائی ایک ذکر پر اور مراد ذکر سے وہ ہے جو زبان سے بولا جاوے اور دوسرے فکر پر اور مراد اُس سے مراقبہ ہے۔

برائے کشف وقائع آیندہ

قَالَ بَعْضُ الْمَشَائِخِ مِمَّا جَرَّبْنَا لِكَشْفِ الْوَقَائِعِ الْاٰتِيَةِ عَلٰى مَا هِيَ عَلَيْهِ اَنْ يَّعْتَكِفَ الطَّالِبُ فِيْ خَلْوَةٍ وَّيَغْتَسِلَ وَيَلْبَسَ اَحْسَنَ لِبَاسِهٖ وَيَتَطَيَّبَ وَيَجْلِسَ عَلَى السَّجَّادَةِ وَيَضَعَ مُصْحَفًا مَّفْتُوْحًا عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَمُصْحَفًا مَّفْتُوْحًا عَلٰى يَسَارِهٖ وَمُصْحَفًا كَذٰلِكَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَمُصْحَفًا كَذٰلِكَ خَلْفَهٗ ثُمَّ يَدْعُوا اللّٰهَ اَنْ يَّكْشِفَ عَلَيْهِ الْوَاقِعَةَ الْفُلَانَةَ بِجُهْدِ هِمَّتِهٖ ثُمَّ يَشْرَعُ فِيْ اِسْمِ الذَّاتِ مِنْ

بعض مشائخ نے کہا جس کا ہم نے تجربہ کیا ہے وقائع آیندہ کے کشف ہونے پر ٹھیک ٹھیک وہ یہ ہے کہ طالب خلوت میں اعتکاف کرے اور غسل کرے اور اپنا عمدہ لباس پہنے اور خوشبو لگاوے اور مصلّے پر بیٹھے اور کھلا ایک مصحف اپنے داہنے رکھے اور کھلا ایک مصحف اپنے بائیں رکھے اور اسی طرح ایک مصحف اپنے آگے اور اسی طرح ایک مصحف اپنے پیچھے رکھے پھر حق تعالیٰ سے بکوشش تمام یہ دعا کرے کہ فلانے واقعے کو اُس[1] پر ظاہر کردے پھر اسم ذات کے ذکر میں شروع کرے بدون آنکھ بند کرنے کے ایک بار داہنے مصحف پر ضرب لگاوے

[1] یعنی مجھ پر

غَيْرِ غَمْضِ الْعَيْنِ فَيَضْرِبُ مَرَّةً فِي الْمُصْحَفِ الْاَيْمَنِ وَمَرَّةً فِي الْاَيْسَرِ وَمَرَّةً خَلْفَهٗ وَمَرَّةً بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَجِدَ فِي نَفْسِهِ انْشِرَاحًا وَّنُوْرًا اَوْ يُوَاظِبَ عَلٰى ذٰلِكَ سَبْعَةَ اَيَّامٍ وَّنَحْوَهَا مَعَ الْخَلْوَةِ فَاِنَّهٗ يُكْشَفُ عَلَيْهِ اَلْبَتَّةَ قُلْتُ هٰذَا مَا قِيْلَ وَفِيْ قَلْبِيْ مِنْهُ شَيْءٌ لِمَا فِيْهِ مِنْ اِسَاءَةِ الْاَدَبِ بِالْمُصْحَفِ۔

وَالَّذِي اخْتَارَهٗ سَيِّدِي الْوَالِدُ فِي هٰذَا الْبَابِ اَنْ يَّذْكُرَ اللّٰهَ تَعَالٰى بِهٰذِهِ الْاَسْمَاءِ يَا عَلِيْمُ يَا مُبِيْنُ يَا خَبِيْرُ مَعَ مُرَاعَاتِ الشُّرُوْطِ الْمَذْكُوْرَةِ اِمَّا كَمَا وَصَفْنَا فِي الذِّكْرِ بِضَرْبَةٍ وَّاحِدَةٍ اَوْ بِثَلٰثِ ضَرَبَاتٍ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اور ایک بار بائیں پر اور ایک بار پیچھے اور ایک بار آگے ضرب لگاوے یہاں تک کہ اپنے دل میں کشائش اور نور کو پاوے اور سات دن مانند اس کے اس پر مداومت کرے خلوت کے ساتھ تو البتہ اُس پر کشف حال ہوگا میں[1] کہتا ہوں کہ ایسا کچھ کہا ہے کہنے والوں نے اور میرے دل میں اس سے کچھ تردد ہے اس واسطے کہ اس میں بے ادبی ہے[2] مصحف مجید کے ساتھ۔

اور کشف واقعہ آئندہ میں جو طریقہ ہمارے والد مرشد نے پسند کیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے ان اسمائے ثلثہ سے یا علیم یا مبین یا خبیر شروط مذکورہ کی مراعات کے ساتھ یا اُس طرح جیسا ہم نے ذکر یک ضربی میں بیان کیا ہے یا اُس طرح جیسا ذکر سہ ضربی میں واللہ اعلم۔

ف۔ مولانا رح نے فرمایا شروط مذکورہ سے خلوت اور لباس اور غسل اور خوشبو لگانا اور مصلیٰ پر بیٹھنا بدون مصاحف کے رکھنے کے مراد ہے۔

طریقہ کشف ارواح

وَقَالُوْا مِمَّا جَرَّبْنَا لِكَشْفِ الْاَرْوَاحِ بِهٰذِهِ الشُّرُوْطِ الْمَذْكُوْرَةِ اَنْ يَّضْرِبَ

اور مشائخ قادریہ نے کہا ہے کہ جو طریقہ کہ کشف ارواح کے واسطے ہمارا مجرب ہے شروط مذکورہ کے ساتھ وہ یہ ہے کہ داہنے

[1] یعنی حضرت شاہ ولی اللہ رح

[2] یہ فرمایا حضرت مصنف نے اور کیا حاجت ہے اس کی مقصود اصلی تو استخارہ مسنونہ میں بھی حاصل ہے ۱۲ ق

فِي الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ سُبُّوْحٌ وَّ فِي الْاَيْسَرِ قُدُّوْسٌ وَفِي السَّمَاءِ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَفِي الْقَلْبِ وَالرُّوْحِ

برائے حصول امور مشکلہ

وَلِتَحْصِيْلِ الْاُمُوْرِ الْمُهِمَّةِ الصَّعْبَةِ بِهٰذِهِ الشُّرُوْطِ اَنْ يُّصَلِّيَ فِي اللَّيْلِ مَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ يَضْرِبَ فِي الْاَيْمَنِ يَا حَيُّ وَفِي الْاَيْسَرِ يَا وَهَّابُ يَفْعَلُ ذٰلِكَ اَلْفَ مَرَّةٍ۔

برائے انشراح خاطر و دفع بلاہا

وَلِانْشِرَاحِ الْخَاطِرِ وَدَفْعِ الْبَلَاءِ اَنْ يَّضْرِبَ اللّٰهَ فِي الْقَلْبِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كَمَا وَصَفْنَاهُ فِي النَّفْيِ وَالْاِثْبَاتِ وَالْحَيُّ فِي الْجَانِبِ الْاَيْمَنِ وَالْقَيُّوْمُ فِي الْاَيْسَرِ۔

برائے شفائے مریض وغیرہ

وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّدْعُوَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لِشِفَاءِ مَرِيْضٍ اَوْ دَفْعِ جُوْعٍ وَّ تَوْسِيْعِ الرِّزْقِ اَوْ قَهْرِ عَدُوٍّ فَلْيَطْلُبْ الْاِسْمَ الْمُنَاسِبَ بِحَاجَتِهٖ فِي الْاَسْمَآءِ الْحُسْنٰى فَلْيَذْكُرْ بِذٰلِكَ الْاِسْمِ

طرف سُبُّوْحٌ کی ضرب لگا دے اور بائیں طرف قُدُّوْسٌ کی اور آسمان میں رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ کی ضرب لگا دے اور دل میں والرُّوح کی۔

اور امور مہمۃ مشکلہ کے حاصل کرنے کے واسطے اُن ہی شروط مذکورہ کے ساتھ یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی نماز پڑھے جس قدر اُس کے واسطے مقدر ہو پھر داہنی طرف یا حیّ کی ضرب لگا دے اور بائیں طرف یا وہاب کی اسی طرح ہزار بار کرے۔

اور انشراح خاطر اور دور کرنے بلاؤں کا یہ طریقہ ہے کہ اللہ کی ضرب دل میں لگا دے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کی اس طرح ضرب لگا دے جیسا ہم نے نفی اور اثبات میں بیان کیا اور اَلْحَیُّ کی ضرب داہنی طرف اور اَلْقَیُّوْمُ کی ضرب بائیں طرف لگا دے۔

اور جب اللہ عزوجل سے دعا کرنے کا ارادہ کرے بیمار کی شفا کا یا دفع گرسنگی کا یا کشائش رزق کا یا مغلوبی دشمن کا تو چاہیئے کوئی اسم الٰہی موافق اپنی حاجت کے اسمائے حسنیٰ سے طلب کرے سو اُس نام کو دو ضرب یا تین ضرب یا چار

بِضَرْبَتَیْنِ اَوْ ثَلٰثِ ضَرْبَاتٍ اَوْ اَرْبَعٍ فَیَقُوْلَ یَا شَافِیْ اَوْ یَا صَمَدُ اَوْ یَا رَزَّاقُ اَوْ یَا مُذِلُّ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِكَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ۔

ضرب کے ساتھ ذکر کرے تو یوں کہے شفاء بیمار میں یا شافی یا دفع گرسنگی میں یا صمد یا کشائش رزق میں یا رزاق یا دفع دشمن میں یا مذل اور سوا اس کے اور اسمائے الٰہی کو موافق اپنے مطلب کے بطریق مذکور ذکر کرے واللہ اعلم واحکم۔

پانچویں فصل

مشائخ چشتیہ کے اشغال کا بیان

فِیْ اَشْغَالِ الْمَشَائِخِ الْجِشْتِیَّةِ وَهُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِیْقَةِ خَوَاجَہ مُعِیْنُ الدِّیْنِؒ حَسَنِ الْجِشْتِیّ وَچشت قَرْیَةُ شُیُوْخِهٖ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وَعَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

یہ فصل ہے مشائخ چشتیہ کے اشغال میں اور وہ امام طریقہ خواجہ معین الدینؒ حسن چشتی کے مرید ہیں اور چشت خواجہ معین الدینؒ کے پیروں کے گانوں کا نام ہے خدا راضی رہے اُن سے اور اُن کے سب پیروں سے۔

ف۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ معین الدینؒ چشتی اس امت کے عمدہ اولیاء میں ہیں اُن کے ہاتھ پر ہزاروں کفار ہنود مسلمان ہوئے۔ منقول ہے کہ جب خواجہ کا وصال ہوا تو آپ کی پیشانی مبارک پر یہ نقش ظاہر ہوگیا۔ حَبِیْبُ اللّٰهِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰهِ یعنی خدا کا دوست خدا کی محبّت میں مر مٹا۔

وَ قَالُوْا جَاءَ عَلِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِیْ عَلٰی اَقْرَبِ الطُّرُقِ اِلَی اللّٰهِ وَ اَفْضَلِهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَ اَسْهَلِهَا لِعِبَادِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْكَ بِمُلَازَمَةِ الذِّکْرِ فِی الْخَلْوَةِ فَقَالَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی

اور مشائخ چشتیہؒ نے فرمایا کہ امام اولیاء علی مرتضیٰؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے سو کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو راہ بتائیے جو سب راہوں سے زیادہ تر قریب ہو اللہ کی طرف اور وہ راہ افضل ہو خدا کے نزدیک اور اُس کے بندوں پر آسان تر ہو تو آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم کرلے مداومت ذکر کی خلوت میں سو

وَجْهَهٗ كَيْفَ اَذْكُرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَمِّضْ عَيْنَيْكَ وَاسْمَعْ مِنِّىْ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَالنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَعَلِيٌّ يَسْمَعُ ثُمَّ قَالَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَالنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ ثُمَّ لَقَّنَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ الْحَسَنَ الْبَصْرِىَّ وَهٰكَذَا حَتّٰى وَصَلَ اِلَيْنَا وَهٰذَا الْحَدِيْثُ اِنَّمَا وَجَدْنَاهُ عِنْدَ هٰٓؤُلَآءِ الْمَشَائِخِ وَعَلٰى قَوَانِيْنِ اَهْلِ الْحَدِيْثِ فِيْهِ بَحْثٌ طَوِيْلٌ۔

علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کیونکر ذکر کروں یا رسول اللہؐ فرمایا کہ اپنی آنکھوں کو بند کر اور مجھ سے سُن تین بار سو آنحضرتؐ نے تین بار فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور علی مرتضیٰؑ سُنتے تھے پھر علی مرتضیٰؓ نے تین بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور آنحضرتؐ اُس کو سُنتے تھے پھر علی مرتضیٰؓ نے یہ طریقہ حسنؒ بصری کو تعلیم کیا اسی طرح درجہ بدرجہ مرشد بمرشد ہم تک پہونچا مصنفؒ نے فرمایا کہ اس حدیث کو تو ہم نے فقط ان مشائخ چشتیہ کے پاس پایا۔ اور اہلِ حدیث کے قوانین پر تو اس میں طویل بحث ہے۔

ف۔ مولاناؒ نے فرمایا بحث کی یہ وجہ ہے کہ یہ حدیث بطور محدثین نہایت غریب ہے اور یہ شدت منقطع ہے اس واسطے کہ ملاقات حسن بصریؓ کی علی مرتضیٰؑ سے باعتبار تاریخ کے ثابت نہیں اور رکاکت الفاظ اس پر علاوہ مترجم کہتا ہے فی الواقع کتب اسماء الرجال سے اتصال اس روایت کا مشکل[ل] ہے لیکن اولیائے چشت رضی اللہ عنہم کے ساتھ حُسن ظن اس کو مقتضی ہے کہ اس حدیث کو پایۂ اعتبار سے بشبہۂ انقطاع ساقط نہ کیجئے اس واسطے کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک بشرط عدالت رُوات حدیث

ل خواجہ حسن بصریؒ تابعی خلافت فاروقی میں پیدا ہوئے اور شہادت عثمانؓ تک مدینے میں رہے پھر بصرہ آئے۔ حضرت علی مرتضیٰ سے انھیں سماع ولقا بخوبی ثابت ہے۔ دیکھئے رسالہ فخر الحسن مستحسن اور حدیث حسن (مصحح)

مرسل بھی حجت ہے واللہ اعلم۔

فَإِذَا أَرَادَ الشَّيْخُ أَنْ يُلَقِّنَ تِلْمِيذَهُ أَمَرَهُ أَنْ يَصُومَ يَوْمًا فَإِنْ كَانَ يَوْمَ الْخَمِيسِ فَهُوَ أَوْلَى ثُمَّ يَأْمُرُهُ بِالْاِسْتِغْفَارِ عَشَرَ مَرَّاتٍ وَالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَ مَرَّاتٍ ثُمَّ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُولُ فِي مُحْكَمِ كِتَابِهِ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ فَاجْتَهِدْ أَنْ لَّا يَأْتِيَ عَلَيْكَ زَمَانٌ إِلَّا وَأَنْتَ ذَاكِرٌ وَاعْلَمْ أَنَّ قَلْبَكَ مَوْضُوعٌ تَحْتَ ثَدْيِكَ الْأَيْسَرِ بِإِصْبَعَيْنِ عَلٰى صُورَةِ زَهْرِ الصَّنَوْبَرِ وَلَهُ بَابَانِ بَابٌ فَوْقَانِيٌّ وَّبَابٌ تَحْتَانِيٌّ۔

پھر جب مرشد ارادہ کرے اپنے مرید کی تلقین کرنے کا تو اُس کو امر کرے روزہ رکھنے کا سو اگر پنجشنبہ کے دن ہو تو بہتر ہے پھر اُس شخص کو امر کرے دس بار استغفار کرنے کو اور دس بار درود پڑھنے کو پھر مرشد کہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی مضبوط کتاب میں فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِكُمْ یعنی اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے سو تو اس پر کوشش کر کہ کوئی زمانہ بدون ذکر کے تجھ کو نہ گزرے اور معلوم کرائے طالب کہ تیرا دل رکھا ہے تیری بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر بصورت شگوفۂ چلغوزہ[۱] کے اور اُس کے دو دروازے ہیں ایک دروازہ اوپر کا ہے اور دوسرا نیچے کا۔

ف۔ مصنفؒ نے حاشیے میں فرمایا کہ باب فوقانی سے وہ مراد ہے جو جسم سے ملا ہے اور باب تحتانی سے وہ مراد ہے جو روح سے متصل ہے۔

وَأَمَّا الْبَابُ الْفَوْقَانِيُّ فَفَتْحُهُ بِالذِّكْرِ الْجَلِيِّ فَأَمَّا التَّحْتَانِيُّ

دل کے اوپر کے دروازے کی کشائش تو ذکر جلی سے ہوتی ہے اور نیچے کے دروازے

[۱] کتب لغت سے معلوم ہوا کہ چلغوزہ چیڑ کے درخت کو کہتے ہیں اور یہی درخت صنوبر ہے اور بعضوں نے صنوبر درخت سرو ناز بو کو بھی کہا ہے۔ ۱۲

فَفَتْحُهُمَا بِالذِّكْرِ الْخَفِيِّ ۔

ذکر جلی وخفی

فَاِذَا اَرَدْتَ الذِّكْرَ الْجَلِيَّ فَاجْلِسْ مُتَرَبِّعًا وَخُذِ الْعِرْقَ الَّذِيْ يُسَمّٰى كَيْمَاسْ بِاِبْهَامِ قَدَمِكَ الْيُمْنٰى وَالَّتِيْ تَلِيْهَا وَسَمِعْتُ سَيِّدِي الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّهٗ يَقُوْلُ هُوَ عِرْقٌ فِيْ بَطْنِ الرُّكْبَةِ يَهْبِطُ مِنْ جَانِبِ الْفَخْذِ وَاَخْذُهٗ بِهٰذِهِ الْكَيْفِيَّةِ يُفِيْدُ نَفْيَ الْخَوَاطِرِ وَيَجْمَعُ الْهِمَّةَ وَيُسَخِّنُ الْقَلْبَ تَسْخِيْنًا عَجِيْبًا ۔

وَاجْلِسْ جِلْسَةَ الصَّلٰوةِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ بِاجْتِمَاعِ الْعَزِيْمَةِ ثُمَّ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بِالتَّشَدُّدِ وَالْمَدِّ وَاِخْرَاجِ الْقُوَّةِ مِنْ دَاخِلِ الْقَلْبِ وَاَخْرِجْ لَفْظَةَ لَا مِنَ السُّرَّةِ وَامْدُدْهَا اِلَى الْمَنْكِبِ الْاَيْمَنِ وَلَفْظَةَ اِلٰهَ مِنْ اُمِّ الدِّمَاغِ تُشِيْرُ بِذٰلِكَ اَنَّكَ اَخْرَجْتَ حُبَّ مَنْ سِوَى اللّٰهِ

کی کشادگی ذکر خفی سے ہوتی ہے۔

پھر جب تو ذکر جلی کا ارادہ کرے تو چار زانو بیٹھ اور پکڑ اُس رگ کو جس کا کیماس نام ہے اپنے داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کو داب کر اور میں نے اپنے والد مرشد قدس سرہٗ سے سُنا کہتے تھے کہ کیماس وہ رگ ہے زانو کے تلے ران کی جانب سے اُتری ہے اور اُس کا اس طرح سے پکڑنا نفی وساوس اور جمعیت ہمت کو مفید اور دل کو گرم کردیتا ہے عجیب گرمی کے ساتھ۔

اور بطریق مذکور بیٹھ بطور[۵] نشست نماز کے روبقبلہ حضور دل سے ہمت کو مجتمع کرکے پھر کہہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سختی اور کشیدگی کے ساتھ اور قوت کو دل کے اندر سے نکال کر اور لفظ لَآ کا ناف سے نکال اور اُس کو کھینچ داہنے مونڈھے تک اور لفظ اِلٰہَ کا دماغ کی جھلّی سے اشارہ کرے تو اس تصور سے گویا تو نے غیر خدا کی محبت کو اپنے اندر سے

[۵] ظاہرا ابتدائے عبارت عربی پر ہمزہ رہ گیا ہے یعنی اوا جلس ہو تردید کے لئے والا فقط لفظ مستقبل القبلۃ بعد لفظ متربعا کے لکھنا کفایت کرتا تھا اُس مطلب کے لئے کہ جو مترجم نے یہاں زیادہ کیا واللہ اعلم ۱۲ ق

تَعَالیٰ مِنْ بَاطِنِكَ وَاَلْقَيْتَهٗ خَلْفَكَ فَتَنَفَّسْ نَفَسًا اٰخَرَ فَاضْرِبْ اِلَّا اللّٰهُ فِي الْقَلْبِ بِالشِّدَّةِ وَالْقُوَّةِ۔

وَيُلَاحِظُ الْمُبْتَدِيْ نَفْيَ الْمَعْبُوْدِيَّةِ مِنْ غَيْرِ اللّٰهِ تَعَالیٰ وَالْمُتَوَسِّطُ نَفْيَ الْمَقْصُوْدِيَّةِ وَالْمُنْتَهِيْ نَفْيَ الْوُجُوْدِ۔

وَالشَّرْطُ الْاَعْظَمُ فِيْ هٰذَا الذِّكْرِ جَمْعُ الْهِمَّةِ وَفَهْمُ الْمَعْنٰى وَ يَنْبَغِيْ لِصَاحِبِ الذِّكْرِ الْجَلِيِّ اَنْ لَّا يُقَلِّلَ الطَّعَامَ جِدًّا بَلْ يَكْفِيْهِ اَنْ يُّخْلِيَ رُبْعَ الْمِعْدَةِ وَ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّاْكُلَ شَيْئًا مِّنَ الدَّسَمِ لِئَلَّا يَتَشَوَّشَ دِمَاغُهٗ۔

پاس انفاس

وَاِذَا اَرَدْتَ پَاسَ اَنْفَاسٍ فَكُنْ مُسْتَيْقِظًا وَّاقِفًا عَلٰى اَنْفَاسِكَ فَكُلَّمَا خَرَجَ النَّفَسُ فَقُلْ مَعَ خُرُوْجِهٖ لَآ اِلٰهَ كَاَنَّكَ تُخْرِجُ مَحَبَّةَ كُلِّ شَيْءٍ سِوَى اللّٰهِ مِنْ بَاطِنِكَ وَاِذَا دَخَلَ النَّفَسُ فَقُلْ مَعَ دُخُوْلِهٖ اِلَّا اللّٰهُ كَاَنَّكَ تُدْخِلُ وَ تُثْبِتُ

نکالا اور اُس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈالا پھر دوسرا دم لے سو اِلَّا اللّٰہُ کو دل میں سختی اور قوت کے ساتھ ضرب کر۔

اور اس نفی اور اثبات سے مبتدی ملاحظہ کرے نفی معبودیت کا غیر خدا سے اور متوسط نفی مقصودیت کا اور منتہی نفی وجود کا۔

اور شرط اعظم اس ذکر میں ہمت کا جمع کرنا اور معنی کا بوجھنا ہے اور ذکر جلی کرنے والے کو لائق یہ ہے کہ کھانے کو نہایت کم نہ کرے بلکہ اُس کو کافی ہے کہ چوتھائی پیٹ خالی رکھے اور مناسب ہے کہ کچھ چکنائی کھایا کرے تاکہ اُس کا دماغ نہ پریشان ہو خشکی کے سبب سے۔

اور جبکہ تو اے سالک پاس انفاس کا ارادہ کرے تو بیدار اور اپنے دموں پر واقف ہو جا پھر جب دم باہر کو نکلے تو اُس کے نکلنے کے ساتھ لَآ اِلٰہَ کہہ گویا ہر چیز کی محبت تو سوائے خدا کے اپنے باطن سے نکالتا ہے اور جب دم اندر کی طرف آئے تو اُس کے داخل ہونے کے ساتھ اِلَّا اللّٰہُ کہہ گویا تو داخل کرتا ہے اور محبت

مَحَبَّةَ اللّٰهِ فِیْ قَلْبِكَ۔

شیخ کے ساتھ ربطِ قلب

قَالُوْا وَالرُّكْنُ الْاَعْظَمُ رَبْطُ الْقَلْبِ بِالشَّیْخِ عَلٰی وَصْفِ الْمَحَبَّةِ وَ التَّعْظِیْمِ وَمُلَاحَظَةِ صُوْرَتِهٖ قُلْتُ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی مَظَاهِرَ كَثِیْرَةً فَمَا مِنْ عَابِدٍ غَبِیًّا كَانَ اَوْ ذَكِیًّا اِلَّا وَقَدْ ظَهَرَ بِحِذَائِهٖ صَارَ مَعْبُوْدًا لَّهٗ فِیْ مَرْتَبَتِهٖ وَلِهٰذَا السِّرِّ نَزَلَ الشَّرْعُ بِاسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالْاِسْتِوَآءِ عَلَی الْعَرْشِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُكُمْ فَلَا یَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی بَیْنَهٗ وَبَیْنَ قِبْلَتِهٖ وَسَاَلَ جَارِیَةً سَوْدَآءَ فَقَالَ اَیْنَ اللّٰهُ فَاَشَارَتْ اِلَی السَّمَآءِ فَسَاَلَهَا مَنْ اَنَا فَاَشَارَتْ بِاِصْبَعِهَا تَعْنِیْ اللّٰهَ اَرْسَلَكَ فَقَالَ هِیَ مُؤْمِنَةٌ فَلَا عَلَیْكَ اَنْ لَّا تَتَوَجَّهَ اِلَّا اِلَی اللّٰهِ وَلَا تَرْبُطَ قَلْبَكَ اِلَّا بِهٖ وَلَوْ بِالتَّوَجُّهِ اِلٰی

الٰہی کو ثابت کرتا ہے اپنے دل میں۔

مشائخ چشتیہ رح نے فرمایا ہے کہ رکن اعظم دل کا لگانا اور گانٹھنا ہے مرشد کے ساتھ محبّت اور تعظیم کی صفت پر اور اُس کی صورت کا ملاحظہ کرنا میں کہتا ہوں حق تعالیٰ کے مظاہر کثیرہ ہیں سو نہیں کوئی عابد غبی ہو یا ذکی مگر کہ اُس کے مقابل ظاہر ہو کر اُس کا معبود ہو گیا ہے بحسب مرتبہ اُس کے کے اور اسی بھید کے سبب سے رو بقبلہ ہونا اور اِستِوار علی العرش کا شرع میں نازل ہوا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس واسطے کہ اللہ تعالےٰ ہے اُس کے درمیان اور اُس کے قبلہ کے درمیان میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کالی لونڈی سے پوچھا تو فرمایا کہ اللہ کہاں ہے لونڈی نے آسمان کی طرف اشارہ کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پوچھا کہ میں کون ہوں تو اُس نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا مراد اُس کی یہ کہ خدا نے تجھ کو بھیجا ہے پس فرمایا آپ

الْعَرْشِ وَتَصَوُّرِ النُّوْرِ الَّذِیْ وَضَعَهٗ عَلَیْهِ وَهُوَ اَزْهَرُ اللَّوْنِ كَمِثْلِ لَوْنِ الْقَمَرِ اَوْ بِالتَّوَجُّهِ اِلَى الْقِبْلَةِ كَمَا اَشَارَ اِلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَكُوْنُ كَالْمُرَاقَبَةِ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ۔

نے کہ یہ ایک ندا ہے تو اے سالک تجھ پر کچھ مضائقہ نہیں اس میں کہ تو متوجہ نہ ہو مگر اللہ ہی کی طرف اور اپنا دل نہ لگاوے مگر اُسی سے اگرچہ ہو عرش کی طرف متوجہ ہو کر اور اُس نور کا تصوّر کر کے جس کو حق تعالیٰ نے عرش پر رکھا ہے اور وہ نہایت روشن رنگ ہے چاند کے رنگ کے مانند یا قبلے کی طرف متوجہ ہو کر چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی طرف اشارہ کیا ہے تو یہ اس حدیث[1] کا گویا مراقبہ ہوگا واللہ اعلم۔

ف۔ مصنفؒ نے حاشیے میں فرمایا کہ حق تعالیٰ کی عالم مثال میں تجلّی ہے تو ہر شخص اپنی استعداد کے مناسب اُس کو ادراک کرتا ہے مترجم کہتا ہے تجلّی اور عالم مثال کی حقیقت کتبِ صوفیہ میں مفصّل مذکور ہے یہ رسالہ مختصر لائق اُس کی تفصیل کے نہیں۔

مراقبۂ چشتیہ

فَاِذَا تَنَوَّرَ الطَّالِبُ بِنُوْرِ الذِّكْرِ اَمَرَهٗ بِالْمُرَاقَبَةِ وَهِیَ مُشْتَقَّةٌ مِّنَ الرَّقِیْبِ سُمِّیَتْ بِهٰذَا الْاِسْمِ لِاَنَّ الطَّالِبَ یُرَاقِبُ قَلْبَهٗ اَوْ یُرَاقِبُ اللّٰهَ كَمَا اَنَّ اللّٰهَ یُرَاقِبُهٗ فَیَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ اَوْ یَتَخَیَّلُ بِقَلْبِهٖ اَللّٰهُ

پھر جب طالب رنگین ہو جاوے منور کے نور سے تو مرشد اُس کو مراقبہ کرنے کا امر کرے اور مراقبہ رقیب بمعنی محافظ اور نگہبان سے مشتق ہے اس کا نام مراقبہ اس واسطے رکھا گیا کہ سالک بعضی مراقبات میں اپنے دل کی محافظت اور نگہبانی کرتا ہے یا بعضے مراقبات میں اللہ تعالیٰ کا مراقب ہوتا ہے

[1] مراد حدیث سے یہی حدیث ہے جو ابھی اُوپر گذری۔ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلَا یَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ الحدیث ۱۲ ق

حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ شَاہِدِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ اَوْ اَلَا اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُحِیْطٌ اَوْ کَاَنَّہٗ حَاضِرٌ بَیْنَکَ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ تُشَاہِدُہٗ۔

شرائط چلہ نشینی قَالَ الْمَشَائِخُ مَنْ اَرَادَ الدُّخُوْلَ فِی الْاَرْبَعِیْنِیَّۃِ یَلْزِمُہٗ مُرَاعَاتُ اُمُوْرٍ دَوَامُ الصِّیَامِ وَدَوَامُ الْقِیَامِ وَتَقْلِیْلُ الْکَلَامِ وَالطَّعَامِ وَالْمَنَامِ وَالصُّحْبَۃِ مَعَ الْاَنَامِ وَالْمُوَاظَبَۃُ عَلَی الْوُضُوْءِ فِیْ حَالَاتِ الْیَقْظَۃِ وَعِنْدَ الْمَنَامِ وَرَبْطُ الْقَلْبِ مَعَ الشَّیْخِ عَلَی الدَّوَامِ وَتَرْکُ الْغَفْلَۃِ رَاْسًا حَتّٰی تَکُوْنَ عِنْدَہٗ مِنَ الْحَرَامِ فَاِذَا دَخَلَ فِی الْحُجْرَۃِ بِرِجْلِہٖ الْیُمْنٰی تَعَوَّذَ وَسَمّٰی وَقَرَأَ سُوْرَۃَ النَّاسِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّاِذَا دَخَلَ الرِّجْلَ الْیُسْرٰی قَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ وَلِیِّیْ

جیسا اللہ اُس کی حفاظت کرتا ہے تو مراقبہ کرنے کے وقت زبان سے کہے یا اپنے دل سے خیال کرے کہ اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ شاہدی اللہ معی یا اس کا مراقبہ کرے اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ۔ یعنی آگاہ ہو جا کہ اللہ ہر چیز کو گھیرے ہے یا اس کا مراقبہ کرے کہ گویا اللہ حاضر ہے تیرے درمیان اور تیرے قبلے کے درمیان میں اور تو اس کو مشاہدہ کرتا ہے۔

مشائخ چشتیہ نے فرمایا جو چلے میں داخل ہونے کا ارادہ کرے اُس کو چند امور کی رعایت کرنا لازم ہے ہمیشہ روزہ رکھنا اور سدا قیام شب کرنا اور بولنے اور کھانے اور سونے اور صحبت خلق کو کم کر دینا اور ہمیشہ باوضو رہنا جاگنے اور سونے کے حالات میں اور مرشد کے ساتھ ہمیشہ دل کو لگائے رکھنا اور غفلت کو بالکل ترک کرنا یہاں تک کہ اُس کے نزدیک غفلت از قسم حرام کے ہو جائے پھر جب حجرے میں داہنا پانوں داخل کرے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہے اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کو تین بار پڑھے اور جب بایاں پانوں داخل

فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ کُنْ لِیْ کَمَا کُنْتَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَارْزُقْنِیْ مَحَبَّتَکَ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَاشْغَلْنِیْ بِجَمَالِکَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُخْلِصِیْنَ اَللّٰھُمَّ امْحُ نَفْسِیْ بِجَذَبَاتِ ذَاتِکَ یَا اَنِیْسَ مَنْ لَّا اَنِیْسَ لَہٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ۔

فَیَقُوْمُ عَلَی الْمُصَلّٰی وَیَقُوْلُ اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ مَرَّۃً ثُمَّ یَرْکَعُ رَکْعَتَیْنِ فِی الْاُوْلٰی اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ وَفِی الثَّانِیَۃِ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ ثُمَّ یَسْجُدُ سَجْدَۃً طَوِیْلَۃً وَّیَجْتَھِدُ فِی الدُّعَاءِ ثُمَّ یَقُوْلُ یَا فَتَّاحُ خَمْسَ مِائَۃَ مَرَّۃٍ ثُمَّ یَشْتَغِلُ بِالْاَذْکَارِ الَّتِیْ ذَکَرْنَاھَا۔

کرے تو اللّٰھُمَّ سے آخر تک دعا کرے یعنی خداوند تو میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت میں میرا مددگار ہو جا جیسا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار و کارساز تھا اور مجھ کو اپنی محبت دے الٰہی مجھکو اپنی حب نصیب کرا اور اپنے جمال کے ساتھ مشغول کرلے اور مجھکو عباد مخلصین میں کر ڈال الٰہی میرے نفس کو مٹا ڈال اپنی ذات کی کششوں سے اے انیس اُس کے جس کا کوئی انیس نہیں اے رب مجھکو نہ چھوڑ تو تنہا اور تو بہتر وارثین سے ہے۔

پھر مصلے پر کھڑا ہو اور اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ کو اکیس[۲۱] بار پڑھے یعنی میں نے اپنا منہ متوجہ کیا یکسو ہو کر اُس کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں داخل نہیں پھر دو رکعت پڑھے پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی پڑھے اور دوسری رکعت میں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ پھر لنبا سجدہ کرے اور دعا میں خوب کوشش کرے پھر پانچسو بار یا فَتَّاحُ کہے پھر اُن اذکار میں مشغول ہو جن کو ہم ذکر کر چکے یعنی ذکر جلی اور پاس انفاس اور مراقبات۔

کشف قبور واستفاضہ بدان وَقَالُوْا اِذَا دَخَلَ الْمَقْبَرَةَ قَرَأَ سُوْرَةَ اِنَّا فَتَحْنَا فِیْ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ یَجْلِسُ مُسْتَقْبِلًا اِلَی الْمَیِّتِ مُسْتَنِدُ بِرَ الْکَعْبَةِ فَیَقْرَأُ سُوْرَةَ الْمُلْكِ وَیُکَبِّرُ وَیُهَلِّلُ وَیَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ اِحْدٰی عَشَرَ مَرَّةً ثُمَّ یَقْرُبُ مِنَ الْمَیِّتِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ یَا رَبِّ اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ مَرَّةً ثُمَّ یَقُوْلُ یَا رُوْحُ یَضْرِبُهٗ فِی السَّمَآءِ وَیَا رُوْحَ الرُّوْحِ یَضْرِبُهٗ فِی الْقَلْبِ حَتّٰی یَجِدَ اِنْشِرَاحًا وَّنُوْرًا ثُمَّ یَنْتَظِرُ لِمَا یُفِیْضُ مِنْ صَاحِبِ الْقَبْرِ عَلٰی قَلْبِهٖ۔

صلوٰۃ المعکوس وَلِلْچِشْتِیَّةِ صَلٰوةٌ تُسَمّٰی صَلٰوةُ الْمَعْکُوْسِ لَمْ نَجِدْ مِنَ السُّنَّةِ وَلَا اَقْوَالِ الْفُقَهَآءِ مَا نَشُدُّهَا بِهٖ فَلِذٰلِكَ حَذَفْنَاهَا وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ۔

صلوٰۃ کن فیکون وَلَهُمْ صَلٰوةٌ تُسَمّٰی صَلٰوةُ کُنْ فَیَکُوْنُ۔

اور مشائخ چشتیہؒ نے فرمایا کہ جب قبرستان میں داخل ہو تو سورہ اِنَّا فَتَحْنَا دو رکعت میں پڑھے پھر میت کی طرف سامنے ہو کر کعبۂ معظمہ کو پشت دیکر بیٹھے پھر سورہ مُلْك پڑھے اور اللّٰہُ اَکْبَرُ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور گیارہ بار سورہ فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہو جاوے پھر کہے یا ربّ یا ربّ اکیس بار پھر کہے یا روح اور اُس کو آسمان میں ضرب کرے اور یا روح الروح کی دل میں ضرب کرے یہاں تک کہ کشائش اور نور پاوے پھر منتظر رہے اُس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو سکے دل پر۔

اور چشتیوں کے یہاں ایک نماز ہے جس کو صَلٰوةُ الْمَعْکُوْس کہتے ہیں ہم نے سنّت مصطفویہؐ اور اقوال فقہا سے ایسی اصل اُس کی نہیں پائی جس سے ہم اس کی تقویت کریں اسی واسطے ہم نے اُس کو ذکر نہ کیا اور علم اُس کے جواز اور عدم جواز کا خدا کے نزدیک ہے۔

اور چشتیہ کے یہاں ایک نماز ہے جس کو صَلٰوةُ کُنْ فَیَکُوْنُ کہتے ہیں۔

ف۔ صلوٰۃ کُنْ فَیَکُوْنُ اس واسطے کہتے ہیں کہ مطلب برآری میں اُس کی تاثیر نہایت جلد اور قوی ہے۔

قَالُوْا مَنِ اعْتَرَضَتْ لَہٗ حَاجَۃٌ صَعْبَۃٌ فَلْیَرْکَعْ کُلَّ لَیْلَۃٍ مِّنْ لَّیَالِی الْاَرْبَعَاءِ وَالْخَمِیْسِ وَالْجُمُعَۃِ رَکْعَتَیْنِ یَقْرَأُ فِی الْاُوْلٰی الْفَاتِحَۃَ مَرَّۃً وَّالْاِخْلَاصَ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَّفِی الثَّانِیَۃِ الْفَاتِحَۃَ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَّالْاِخْلَاصَ مَرَّۃً وَّیَقُوْلُ مِائَۃَ مَرَّۃٍ ای آسان کنندۂ دشوارہا وای روشن کنندۂ تاریکیہا مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَّیَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَّیُصَلِّیْ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَّیَدْعُو اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ فَاِذَا کَانَتِ الثَّالِثَۃُ فَعَلَ ھٰذَا ثُمَّ حَسَرَ الْعِمَامَۃَ عَنْ رَأْسِہٖ وَجَعَلَ کُمَّہٗ فِیْ عُنُقِہٖ وَبَکٰی وَدَعَا اللّٰہَ اِلٰی حَاجَتِہٖ خَمْسِیْنَ مَرَّۃً فَاِنَّہٗ لَا بُدَّ یُسْتَجَابُ لَہٗ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

مشائخ چشتیہؒ نے صلوٰۃ کُنْ فَیَکُوْنُ کے بیان میں کہا ہے کہ جس کو سخت حاجت پیش آوے تو چاہیئے کہ ہر رات کو لیالی ثلثہ یعنی چہار شنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کی راتوں میں دو رکعتیں ادا کرے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک بار اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ سَو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ سَو بار اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ ایک بار اور سَو بار یوں کہے اے آسان کنندۂ دشوارہا و اے روشن کنندۂ تاریکیہا سَو بار اور استغفار کرے سَو بار اور درود پڑھے سَو بار اور حق تعالیٰ سے دعا کرے بحضورِ قلب پھر جب تیسری رات ہو تو بھی یہی کرے جو مذکور ہوا پھر پگڑی یا ٹوپی کو سر سے اُتارے اور اپنی آستین کو اپنی گردن میں ڈالے اور روئے اور حق تعالیٰ سے دعا کرے پچاس بار تو بالضرور انشاء اللہ تعالیٰ دُعا اُس کی مستجاب ہوگی واللہ اعلم۔

ف۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ بعضے ناواقفوں نے اعتراض کیا ہے آستین گردن میں ڈالنا کیونکر جائز ہوگا حالانکہ ادعیۂ ماثورہ میں یہ ثابت نہیں۔ ہم جواب دیتے ہیں کہ قلب ردا یعنی چادر کا اُلٹنا پلٹنا نماز استسقا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے تا حال عالم کا بدل جاوے تو اسی طرح آستین گردن میں ڈالنا امر مخفی کے اظہار کے واسطے یعنی تضرع کے یا واسطے اشعار گردش حال کے حصول مقصود سے کیونکر جائز نہ ہوگا۔

مکتبہ قاسمیہ و حبیبیہ
یا محمد کتاب نمبر ۱۳۰ یا اللہ
درگاہ اللہ آباد شریف
متصل کنڈیارو
ضلع نواب شاہ سندھ

چھٹی فصل

مشائخ نقشبندیہ کے اشغال کا بیان

فِیْ اَشْغَالِ الْمَشَائِخِ النَّقْشْبَنْدِیَّةِ وَھُمْ اَصْحَابُ اِمَامِ الطَّرِیْقَةِ خَوَاجَہ بَھَاءُ الدِّیْنِ نَقْشْبَنْدِ الْبُخَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَعَنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ۔

قَالُوْا طُرُقُ الْوُصُوْلِ اِلَی اللّٰهِ ثَلٰثٌ اَحَدُھَا الذِّکْرُ فَمِنْهُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ وَھُوَ الْمَاثُوْرُ عَنْ مُتَقَدِّمِیْھِمْ۔

وَصِفَتُهٗ اَنْ یَّنْتَھِزَ فُرْصَةً مِّنَ التَّشْوِیْشَاتِ الْخَارِجِیَّةِ کَالْاِسْتِمَاعِ اِلٰی اَحَادِیْثِ النَّاسِ وَالدَّاخِلِیَّةِ کَالْجُوْعِ الْمُفْرِطِ وَالْغَضَبِ وَالْاَلَمِ وَالشِّبَعِ الْمُفْرِطِ ثُمَّ یَذْکُرُ الْمَوْتَ وَیُحْضِرُہٗ بَیْنَ یَدَیْہِ وَیَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰی مِمَّا صَدَرَ مِنْهُ مِنَ الْمَعَاصِیْ ثُمَّ یَضُمُّ شَفَتَیْہِ وَیُغَمِّضُ عَیْنَیْہِ

یہ فصل ہے مشائخ نقشبندیہ رح کے اشغال میں نقشبندیہ امام طریقت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری رح کے مرید ہیں اللہ راضی ہو اُن سے اور اُن کے سب مریدوں سے۔

نقشبندیہ نے کہا کہ اللہ تک پہونچنے کی تین راہیں ہیں ایک تو ذکر ہے سو منجملہ ذکر کے نفی اور اثبات ہے اور وہی منقول ہے متقدمین نقشبندیہ سے

اور طریقہ نفی و اثبات کے ذکر کا یہ ہے کہ فرصت کو غنیمت جانے تشویشات بیرونی سے چنانچہ لوگوں کی گفتگو سننا اور تشویشات اندرونی سے چنانچہ گرسنگی زائد اور غضب اور درد اور سیری بہت پھر موت کو یاد کرے اور تصوّر میں اُس کو اپنے سامنے کرلے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے اُن گناہوں کی جو اُس سے صادر ہوئے پھر دونوں لبوں اور

وَيَحْبِسَ نَفَسَهٗ فِىْ بَطْنِهٖ وَيَقُوْلَ بِالْقَلْبِ لَا يُخْرِجُهَا مِنْ سُرَّتِهٖ اِلَى الْاَيْمَنِ وَيَمُدَّهَا حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى مَنْكِبِهٖ ثُمَّ يُحَرِّكُ مَنْكِبَهٗ اِلٰى رَاْسِهٖ فَيَقُوْلُ اِلٰهَ ثُمَّ يَضْرِبُ فِىْ قَلْبِهٖ بِالشِّدَّةِ اِلَّا اللّٰهُ۔

دونوں آنکھوں کو بند کرے اور دم کو اپنے پیٹ میں حبس کرے اور دل سے کہے لا اس کو اپنی ناف سے داہنی طرف نکالے اور کھینچے یہاں تک کہ اپنے مونڈھے تک پہونچے پھر مونڈھے کو سر کی طرف جھکاوے اور ہلاوے اور کہے اِلٰہ پھر ضرب لگاوے اپنے دل میں سختی سے اِلَّا اللّٰہُ کی۔

ف۔ مصنّف قدس سرہٗ کے بھائی حضرت شاہ اہل اللہ نے چار باب میں فرمایا کہ مبادی سلوک میں اسم ذات ہے ہر روز بارہ ہزار بار اور نفی اور اثبات ہر ایک ایک ہزار ایک بار مواظبت کرنا آثار عجیب اور غریب کا مثمر ہے۔

قَالُوْا لِحَبْسِ النَّفَسِ خَاصِيَّةٌ عَجِيْبَةٌ فِىْ تَسْخِيْنِ الْبَاطِنِ وَجَمْعِ الْعَزِيْمَةِ وَهَيَجَانِ الْعِشْقِ وَقَطْعِ اَحَادِيْثِ النَّفْسِ وَ يَتَدَرَّجُ فِى الْحَبْسِ لِئَلَّا يَثْقُلَ عَلَيْهِ وَالْمُرَادُ بِالْحَبْسِ غَيْرُ الْمُفْرِطِ فَبَيْنَهٗ وَبَيْنَ مَا يَاْمُرُ بِهِ الْجُوْكِيَّةُ بَوْنٌ بَائِنٌ۔

نقشبندیہ نے فرمایا کہ حبس نفس یعنی دم روکنے کی عجیب خاصیت ہے باطن کے گرم کردینے اور جمعیت عزیمت اور عشق کے اُبھارنے اور وساوس کے قطع کرنے میں اور بتدریج اندک اندک حبس دم کی مشق کرے تا اُس پر گراں نہ ہوجاوے اور خشکی کی بیماری نہ پیدا ہوجاوے اور حبس دم سے حبس غیر مفرط مراد ہے حبس کی نوبت حصر نفس تک نہ پہونچے تو نقشبندیہؒ کے حبس دم میں اور حبس کو جوگی بتاتے ہیں فرق بعید ہے۔

ف۔ مصنّف قدس سرہ نے فرمایا۔ رباعی

حاشا کہ اکابر رہ جوگیہ روند ۔ اثباتِ مقالاتِ ربا بین بکنند

حبس نفس و حصرِ نفس دارد فرق
وَكَذٰلِكَ لِعَدَدِ الْوِتْرِ خَاصِيَّةٌ عَجِيْبَةٌ فَيَقُوْلُ اَوَّلاً هٰذِهِ الْكَلِمَةَ مَرَّةً فِيْ نَفَسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ يَقُوْلُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فِيْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ وَّهٰكَذَا يَتَدَرَّجُ حَتّٰى يَصِلَ اِلٰى اَحَدٍ وَّ عِشْرِيْنَ مَعَ الْمُرَاعَاتِ عَلٰى عَدَدِ الْوِتْرِ۔

حبس نفس است آنچه نشانش بدہند
اور حبس دم کے مانند شمار طاق کی بھی عجیب خاصیت ہے تو اوّل اسی کلمۂ توحید کو ایک بار ایک دم میں کہے پھر تین بار ایک دم میں کہے اسی طرح درجہ بدرجہ چند روز کی مشق میں اکیس بار تک پہونچے طاق عدد کی مراعات کے ساتھ (یعنی اوّل بار ایک بار اور دوسری بار تین بار اور تیسری بار پانچ بار اور چوتھی بار سات بار علی ہذا القیاس)

وَالشَّرْطُ الْاَعْظَمُ مُلَاحَظَةُ نَفْيِ الْمَعْبُوْدِيَّةِ اَوِ الْمَقْصُوْدِيَّةِ اَوِ الْوُجُوْدِ مِنْ غَيْرِ اللهِ تَعَالٰى وَاِثْبَاتُهَا لَهٗ تَعَالٰى عَلٰى وَجْهِ التَّاكِيْدِ وَاجْتِمَاعِ الْخَاطِرِ لَا كَمَا يَدُوْرُ فِي النَّفْسِ مِنَ الْخَطَرَاتِ وَالْاَحَادِيْثِ۔

اور شرط اعظم نفی و اثبات کے ذکر میں ملاحظہ کرنا ہے نفی معبودیت یا نفی مقصودیت یا نفی وجود کا غیر اللہ تعالیٰ سے اور اثبات معبودیت وغیرہ کا حق تعالیٰ کے واسطے بروجہ تاکید اور اجتماع خاطر نہ اُس طرح جیسے دل میں خطرات اور باتوں کے خیالات گھومتے پھرتے ہیں۔

وَمَنْ بَلَغَ اِلٰى اِحْدٰى وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً وَّلَمْ يَنْفَتِحْ لَهٗ بَابٌ مِّنَ الْجَذْبِ وَانْصِرَافِ الْبَاطِنِ اِلَى اللهِ تَعَالٰى وَجَبَ الْاِشْتِغَالُ بِاسْمِهٖ وَالنَّفْرَةُ عَنِ الْاَشْغَالِ الْاُخْرٰى فَلْيَعْرِفْ اَنَّ عَمَلَهٗ لَمْ يُقْبَلْ فَلْيَسْتَانِفْ بِهٰذِهٖ

اور جو شخص کہ اکیس بار تک پہونچا اور اُس کے واسطے جذب یعنی کشش ربانی اور خدا کی طرف گردش باطن کا دروازہ کھلا تو اُس کو اُس کے اسم کی مشغولی واجب ہوئی اور نفرت اشغال دیگر سے لازم آئی تو چاہیئے کہ وہ معلوم کرے کہ اس کا عمل مقبول نہ ہوا تو بشروط مذکورہ اُس کو پھر از سرنو

الشُّرُوطِ مِنَ الثَّلٰثَةِ اِلٰی اِحْدٰی وَعِشْرِیْنَ۔
طریقۂ اثبات مجرد وَمِنْهُ الْاِثْبَاتُ الْمُجَرَّدُ کَانَّہٗ لَمْ یَکُنْ عِنْدَ الْمُتَقَدِّمِیْنَ وَاِنَّمَا اسْتَخْرَجَہٗ خَوَاجَہْ مُحَمَّدْ بَاقِیْ اَوْ مَنْ یَقْرُبُ مِنْهُ الزَّمَانُ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

تین سے شروع کرنا چاہیئے اکیس[۲] بار تک۔
اور منجملہ ذکر کے اثبات مجرد ہے یعنی فقط اللہ کا لفظ ذکر کرے بدون نفی اور اثبات وغیرہ کے اور گویا کہ یہ ذکر متقدمین نقشبندیہ کے نزدیک نہ تھا اُس کو تو خواجہ محمد باقی نے یا اُن کے کسی قریب العصر نے نکالا ہے واللہ اعلم۔

ف۔ مولانا ؒ نے فرمایا کہ اثبات مجرد شریعت میں کہیں ثابت نہیں اس واسطے کہ ذات بحت کا تصور عوام کو ممکن نہیں بلکہ شرع میں اسم ذات بعض صفات یا بعض محامد کے ساتھ یا بعض ادعیہ کے ساتھ وارد ہوا ہے۔

سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ یَقُوْلُ النَّفْیُ وَالْاِثْبَاتُ اَفْیَدُ لِلسُّلُوْكِ فَالْاِثْبَاتُ الْمُجَرَّدُ اَفْیَدُ لِلْجَذْبِ۔
وَصِفَتُہٗ اَنْ یُّخْرِجَ لَفْظَۃَ اللّٰہِ مِنْ سُرَّتِہٖ بِالشَّدِّ التَّامِّ وَیَمُدَّ هَا حَتّٰی یَصِلَ اِلٰی اُمِّ دِمَاغِہٖ مَعَ الْحَبْسِ وَالتَّدْرِیْجِ فِی الزِّیَادَۃِ حَتّٰی اَنَّ مِنْهُمْ مَنْ یَّقُوْلُهَا فِیْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ اَلْفَ مَرَّۃٍ وَّقَدْ رَاَیْتُ امْرَاَۃً مِّنْ مُّخْلِصَاتِ سَیِّدِی الْوَالِدِ تَقُوْلُهَا اَلْفَ مَرَّۃٍ فِیْ

میں نے اپنے والد مرشد سے سُنا فرماتے تھے کہ نفی اور اثبات سلوک کے واسطے مفید تر ہے اور اثبات مجرد جذب اور کشش کے واسطے زیادہ تر مفید ہے۔
اور طریقہ اثبات مجرد کا یہ ہے کہ اللہ کے لفظ کو اپنی ناف سے بشدت تمام نکالے اور اُس کو کھینچے یہاں تک کہ اس کے دماغ کی جھلی تک پہونچے حبس دم کے ساتھ اور اندک اندک زیادہ کرتا جاوے۔ یہاں تک کہ بعضے نقشبندی ایک دم میں اس کو ہزار بار کہتے ہیں اور البتہ میں نے ایک عورت کو جو

نَفَسٍ وَّاحِدٍ وَّاَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ اَیْضًا۔

والد کے مریدوں سے تھی دیکھا کہ اسم ذات کو ایک دم میں ہزار بار کہتی تھی اور اس سے اکثر بھی۔

وَسَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّہٗ یَحْکِیْ عَنْ نَفْسِہٖ اَنَّہٗ کَانَ فِی الْبِدَایَۃِ یَقُوْلُ النَّفْیَ وَالْاِثْبَاتَ فِیْ نَفَسٍ وَّاحِدٍ مِّائَتَیْ مَرَّۃٍ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

اور میں نے اپنے والد مرشد سے سُنا اپنا حال نقل فرماتے تھے کہ ابتدائے سلوک میں نفی اور اثبات کو ایک دم میں دوسو بار کہتے تھے واللہ اعلم

وَثَانِیْھَا الْمُرَاقَبَۃُ۔

اور دوسرا طریقہ وصول الی اللہ کا مراقبہ ہے۔

حقیقت مراقبہ بوجہ شمول مصنف قدس سرہ نے حاشیۂ منہیہ میں فرمایا کہ حقیقت مراقبہ بوجہیکہ شامل جمیع افراد آن باشد آنست کہ توجہ قوت درّاکہ باقبال تمام بسوئے صفات حضرت حق نمودن یا بسوئے حالت انفکاک[۱] روح از جسد تا مثل آن تا آنکہ عقل و وہم وخیال و جمیع حواس تابع آن توجہ گردد و آنچہ محسوس نیست بمنزلۂ محسوس نصب العین گردد۔

طریقہ مراقبہ بسیط وَصِفَتُھَا اَنْ یَّحْبِسَ النَّفَسَ تَحْتَ السُّرَّۃِ حَبْسًا یَّسِیْرًا ثُمَّ یَتَوَجَّہَ بِمَجَامِعِ اِدْرَاکِہٖ اِلَی الْمَعْنَی الْمُجَرَّدِ الْبَسِیْطِ الَّذِیْ یَتَصَوَّرُہٗ کُلُّ اَحَدٍ عِنْدَ اِطْلَاقِ اسْمِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ قَلَّ مَنْ یُّجَرِّدُہٗ عَنِ اللَّفْظِ فَلْیَجْتَھِدْ

اور طریقہ مراقبے کا یہ ہے کہ دم کو بند کرے ناف کے نیچے تھوڑا سا پھر اپنے جمیع حواس مدرکہ سے متوجہ ہو معنی مجرد بسیط کی طرف جس کو ہر شخص اللہ کے نام بولنے کے وقت تصور کرتا ہے ولیکن ایسے لوگ کم ہیں جو اس معنی بسیط کو لفظ سے خالی کر سکیں تو طالب کوشش کرے اس

[۱] انفکاک بمعنی جدا شدن ۱۲

هٰذَا الطَّالِبُ اَنْ يُّجَرِّدَ هٰذَا الْمَعْنٰى عَنِ الْاَلْفَاظِ وَيَتَوَجَّهَ اِلَيْهِ مِنْ غَيْرِ مُزَاحَمَةِ الْخَطَرَاتِ وَالتَّوَجُّهِ اِلَى الْغَيْرِ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ لَّا يُمْكِنُهٗ هٰذَا النَّحْوَ مِنَ الْاِدْرَاكِ فَمِنَ الْمَشَائِخِ مَنْ يَّاْمُرُ مِثْلَ هٰذَا بِالدُّعَاءِ وَصِفَتُهٗ اَنْ لَّا يَزَالَ يَدْعُوا اللّٰهَ بِقَلْبِهٖ يَقُوْلُ يَارَبِّ اَنْتَ مَقْصُوْدِيْ قَدْ تَبَرَّأْتُ اِلَيْكَ عَنْ كُلِّ مَا سِوَاكَ وَنَحْوَ ذٰلِكَ مِنَ الْمُنَاجَاتِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّاْمُرُهٗ بِتَخَيُّلِ الْخَلَاءِ الْمُجَرَّدِ اَوِ النُّوْرِ الْبَسِيْطِ فَيَتَدَرَّجُ الطَّالِبُ مِنْ هٰذَا التَّخَيُّلِ اِلَى التَّوَجُّهِ الْمَذْكُوْرِ۔

معنی بسیط کو الفاظ سے جدا کرے اور اُس کی طرف متوجہ ہو بلا مزاحمت خطرات اور التفات ماسوے اللہ کے اور بعضے لوگوں سے اس قسم کا ادراک نہیں ہو سکتا ہے سو بعضے مشائخ تو ایسے شخص کو اس طرح کی دعا بتاتے ہیں اور طریقہ اُس دعا کا یہ ہے کہ ہمیشہ دل سے کیا کرے یوں کہے اے رب تو ہی میرا مقصود ہے میں بیزار ہو آیا تیری طرف تیرے ماسوائے اور مانند اس کے کوئی اور مناجات کرے اور بعضے مشائخ شخص مذکور کو خلاے مجرد یا نور بسیط کے خیال کرنے کو فرماتے ہیں تو طالب اس تخیل سے توجہ مذکور کی طرف بتدریج پہونچ جاتا ہے۔

مترجم کہتا ہے خلائے مجرد سے یہ مراد ہے کہ سارے عالم کے مکان کو جمیع اجسام سے خالی تصوّر کرے اور نور بسیط سادہ روشنی سے عبارت ہے۔ وَثَالِثُهَا الرَّابِطَةُ بِشَيْخِهٖ اور تیسرا طریقہ وصول الی اللہ کا رابطہ اور اعتقاد کامل بہم پہونچانا ہے اپنے مرشد کے ساتھ۔

ف۔ مولاناؒ نے فرمایا حق یہ ہے کہ سب راہوں سے یہ راہ زیادہ قریب تر ہے گاہے مرید میں قابلیت نہیں ہوتی تو اُس کی مزید محبت سے مرشد اُس میں تصرف کرتا ہے مشائخ طریقت نے فرمایا ہے کہ اللہ کے ساتھ صحبت رکھو سو اگر تم سے نہ

ہوسکے تو اُن کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں عارف باللہ شیخ عبدالرحیم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ مشائخ طریقت کے کلام کے معنی یہ ہیں کہ پہلے تو سامنا کرنا چاہیئے کامل بیداری اور ہوشیاری سے جو ایک پرتو ہے تجلی ذاتی کے اظلال سے تاکہ تعلق کونین سے مخلصی حاصل ہوجاوے سو اگر یہ نہ ہوسکے تو اُن لوگوں سے تعلق بہم پہونچانا چاہیئے جو اس پرتو سے مشرف ہوئے ہیں جو اپنے نفوس اور علائق ماسوا سے نجات پاگئے ہیں اور اس آیت قرآنی میں كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ - یعنی سچّوں کے ساتھ رہو ایک طرح کا اس میں اشارہ ہے رابطہ مرشد کا اگر مرشد کامل شہود ذاتی کا واصل ہو تو اُس کی توجہ سے اندک زمانے میں وہ حاصل ہوتا ہے جو سالہا سال کی محنت میں حاصل نہیں ہوتا اور کیا خوب کہا ہے۔ **شعر** ۔

آنکہ بہ تبریز یافت یک نظر از شمس دین
طعنہ زند بر دہ سخرہ کند بر چلہ

وَشَرْطُهَا اَنْ يَّكُوْنَ الشَّيْخُ قَوِيَّ التَّوَجُّهِ دَائِمَ الْيَادْدَاشْتْ فَاِذَا صَحِبَهٗ خَلَّى نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا مَحَبَّتَهٗ وَيَنْتَظِرُ لِمَا يُفِيْضُ مِنْهُ وَيُغَمِّضُ عَيْنَيْهِ اَوْ يَفْتَحُهُمَا وَيَنْظُرُ عَيْنَيِ الشَّيْخِ فَاِذَا اَفَاضَ شَيْءٌ فَلْيَتَّبِعْهُ بِمَجَامِعِ قَلْبِهٖ وَالْيُحَافِظْ عَلَيْهِ وَاِذَا غَابَ الشَّيْخُ

اور رابطہ مرشد کی شرط یہ ہے کہ مرشد قوی التوجہ ہو یادداشت کی مشق دائمی رکھتا ہو پھر جب ایسے مرشد کی صحبت کرے تو اپنی ذات کو ہر چیز کے تصوّر اور خیال سے خالی کرڈالے سوا اُس کی محبّت کے اور اس کا منتظر رہے جس کا اُس کی طرف سے فیض آوے اور دونوں آنکھیں بند کرلے یا اُن کو کھول دے اور مرشد کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں تکی لگاوے پھر جب کسی چیز کا فیض آوے تو اُس کے پیچھے پڑجاوے اپنے دل کی جمعیت سے اور چاہیئے کہ اُس فیض کی محافظت کرے اور جب مرشد اُس کے پاس نہ ہو تو اُس

عَنْهُ يُخَيِّلُ صُوْرَتَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ بِوَصْفِ الْمَحَبَّةِ وَ التَّعْظِيْمِ فَتُفِيْدُ صُوْرَتُهٗ مَا تُفِيْدُهٗ صُحْبَتُهٗ۔

کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا ہے بطریق محبت اور تعظیم کے تو اُس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اُس کی صحبت فائدہ دیتی تھی۔

ف۔ مولاناؒ نے فرمایا مرشد کی شرط یہ ہے کہ واصل بمقام مشاہدہ ہو اور نورانی بہ تجلیات ذاتیہ ہو جس کے دیکھنے سے ذکر کا فائدہ حاصل ہو بموجب اس حدیث صحیح کے هُمُ الَّذِيْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ۔ یعنی اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دیکھنے سے خدا یاد پڑے اور جن کی صحبت فوائد صحبت کے مفید ہو بموجب اس حدیث کے هُمْ جُلَسَاءُ اللّٰهِ کہ اولیاء اللہ جلیس ہیں خدا کے اور بمقتضائے اس حدیث معتمد کے هُمْ قَوْمٌ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ یعنی اولیاء اللہ ایسی قوم ہے جن کا جلیس اور ہم صحبت بدبخت نہیں ہوتا۔

مترجم کہتا ہے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے بموجب احادیث مذکورہ کے ولی کی علامت بتائی اس قول میں۔

رباعی

با ہر کہ نشستی و نشد جمع دلت	وز تو نرمید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزان میباش	ورنہ نہ کند روح عزیزان بحلت

خلاصہ یہ ہے کہ جس کی صحبت سے دنیا سرد ہو اور ہر طرف سے دل ٹوٹ کر حضرت حق سے متعلق ہو جاوے تو اُس کی صحبت اور محبت اکسیر اعظم ہے اور جب دنیا دل سے نہ منقطع ہوئی تو تضیع اوقات ہے اُس کی صحبت سے تنہائی بہتر ہے۔ پس واجب ہے کہ غلو عوام پر دھوکا نہ کھاوے ہر شیخ سے بیعت نہ کرلے بلکہ طریقت کی بیعت اُس مرشد کامل مکمل سے کرے جس کی ولایت کی علامات ظاہر اور باہر ہوں مولوی روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ شعر

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نشاید داد دست

اعتقاد اور محبت مرشد کی عمدہ چیز ہے لیکن افراط اور تفریط ہر امر میں معیوب ہے ایسی افراط بھی بہتر نہیں جس میں صورت پرستی کی نوبت پہونچے اور شریعت محمدیہ ؐ کی مخالفت ہوجاوے حق تعالیٰ ہر امر میں صراط مستقیم پر قائم رکھے آمین۔

سَمِعْتُ سَيِّدِي الْوَالِدَ يَقُوْلُ يَجِبُ عَلَى السَّالِكِ إِذَا كَانَ عَلٰى هَيْئَةٍ وَّحَصَلَ لَهٗ شَيْئٌ مِّنْ هٰذَا الْمَعْنٰى اَنْ لَّا يُغَيِّرَ تِلْكَ الْهَيْئَةَ فَإِنْ كَانَ قَائِمًا لَمْ يَقْعُدْ وَإِنْ كَانَ قَاعِدًا لَمْ يَقُمْ۔

اور والد مرشد سے میں نے سنا فرماتے تھے سالک پر واجب ہے کہ جب کسی شکل اور ہیئت پر ہو اور اس کو اس بات سے کوئی حال حاصل ہو اس شکل کو نہ بدل ڈالے پس اگر کھڑا ہو تو نہ بیٹھے اور اگر بیٹھا ہو تو کھڑا نہ ہوجاوے۔

وَمِنَ الْمَشَائِخِ مَنْ يَّأْمُرُ بِتَخَيُّلِ الْقَلْبِ مَكْتُوْبًا عَلَيْهِ اِسْمُ اللّٰهِ بِالذَّهَبِ۔

اور بعضے وہ مشائخ ہیں جو سالک کو بتاتے ہیں دل میں اسم اللہ کو سونے سے لکھا ہوا خیال کرنے کا۔

سَمِعْتُ سَيِّدِي الْوَالِدَ يَقُوْلُ اَمَرَنِيْ خُوَاجَهْ هَاشِمُ الْبُخَارِيُّ ؒ بِكِتَابَةِ اِسْمِ الذَّاتِ وَاَنَا ابْنُ عَشَرِ سِنِيْنَ فَاَكْثَرْتُ مِنْهَا وَاَخَذْتُ بِجَامِعِ قَلْبِيْ حَتّٰى اِنِّيْ كُنْتُ مَشْغُوْلًا بِكِتَابَةِ كِتَابٍ فَكَتَبْتُ اسْمَ الذَّاتِ عَلٰى نَحْوٍ مِّنْ اَرْبَعَةِ اَوْرَاقٍ وَّمَا شَعَرْتُ۔

اور والد مرشد سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ مجھ کو خواجہ ہاشم بخاری ؒ نے اسم ذات کے لکھنے کو فرمایا اور میں دس برس کا تھا میں نے اس کے لکھنے کی کثرت کی اور اس کی تحریر میں نے اپنے دل میں جمالی یہاں تک کہ ایک کتاب کے لکھنے میں مشغول تھا تو اسم ذات کو میں بقدر چار ورقوں کے لکھ گیا اور مجھ کو کچھ خبر نہ ہوئی۔

ف۔ مولانا ؒ نے فرمایا کہ میں نے مصنف قدس سرہ سے سنا کہ کتاب مذکور ملا عبدالحکیم سیالکوٹی کا حاشیہ تھا شرح عقائد کے حاشیہ خیالی پر۔

وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ رَأَیْتُ خُوَاجَہ خُرْدُ یَکْتُبُ بِاِبْہَامِہٖ عَلٰی اَصَابِعِہٖ الْاَرْبَعِ شَیْئًا فِیْ مَجْلِسِہٖ وَکَلَامِہٖ وَشَانِہٖ کُلِّہٖ فَسَأَلْتُہٗ فَقَالَ کَتَبْتُ اِسْمَ الذَّاتِ فِیْ بِدَایَۃِ اَمْرِیْ وَصَارَتْ دَیْدَنًا لَا اَسْتَطِیْعُ الْاِنْقِلَاعَ عَنْہَا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

کلمات نقشبندیہ | وَلِلنَّقْشْبَنْدِیَّۃِ

کَلِمَاتٌ عَلَیْہَا بِنَاءُ طَرِیْقَتِہِمْ بَعْضُہَا اِشَارَۃٌ اِلٰی ہٰذِہِ الْاَشْغَالِ وَبَعْضُہَا عَلٰی شُرُوْطِ تَاثِیْرِہَا فَلْنَذْکُرْہَا۔

ہوش دردم نظر برقدم سفر در وطن خلوت درانجمن یاد کرد بازگشت نگہداشت یادداشت فَہٰذِہٖ ہِیَ الْمَأْثُوْرَۃُ عَنْ خُوَاجَہ عَبْدِ الْخَالِقِ الْغَجْدَوَانِیْ وَبَعْدَہَا ثَلٰثَۃٌ مَأْثُوْرَۃٌ عَنِ الْخُوَاجَہ نَقْشْبَنْد وُقُوْفٌ زَمَانِیٌّ وُقُوْفٌ قَلْبِیٌّ وُقُوْفٌ عَدَدِیٌّ

اور والد مرشد سے میں نے سُنا فرماتے تھے کہ میں نے خواجہ خُرد یعنی خواجہ محمد باقی کو دیکھا کہ اپنے انگوٹھے سے اپنی چاروں انگلیوں پر کچھ لکھتے تھے اپنی نشست اور بات کرنے اور سب کاموں میں تو میں نے اُن سے پوچھا تو فرمایا کہ میں نے اسم ذات ابتدائے سلوک میں لکھا تھا اور اب مجھکو ایسی عادت ہوگئی ہے کہ میں اُس کے چھوڑنے پر قادر نہیں ہوں واللہ اعلم۔

اور مشائخ نقشبندیہ کے چند اصطلاحات ہیں جن پر اُن کے طریقے کی بنا ہے۔ بعضی اصطلاحوں میں تو اُن ہی اشغال مذکور کی طرف اشارہ ہے اور بعضی اُن کی تاثیر کی شرطوں پر تو ہم کو اُن کا ذکر کرنا چاہیئے۔

(۱) ہوش دردم (۲) نظر برقدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت درانجمن (۵) یاد کرد (۶) بازگشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت۔ تو یہ آٹھ کلمات خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے منقول ہیں اور اُن کے بعد تین اصطلاحیں خواجہ نقشبند سے مروی ہیں (۱) وقوف زمانی (۲) وقوف قلبی (۳) وقوف عددی۔

ہوش در دم اَمَّا هوش در دم فَمَعْنَاهُ التَّيَقُّظُ فِيْ كُلِّ نَفَسٍ فَلَا يَزَالُ مُتَيَقِّظًا مُتَفَحِّصًا عَنْ نَفْسِهٖ فِيْ كُلِّ نَفَسٍ هَلْ هُوَ غَافِلٌ اَوْ ذَاكِرٌ هٰذَا طَرِيْقُ التَّدْرِيْجِ اِلٰى دَوَامِ الْحُضُوْرِ وَهٰذَا لِلْمُبْتَدِئِ فَاِذَا تَوَسَّطَ فِي السُّلُوْكِ فَلْيَكُنْ مُتَفَحِّصًا عَنْ نَفْسِهٖ فِيْ كُلِّ طَائِفَةٍ مِّنَ الزَّمَانِ مِثْلُ اَنْ يَّتَأَمَّلَ بَعْدَ كُلِّ سَاعَةٍ هَلْ دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِيْهَا غَفْلَةٌ اَوْلَا فَاِنْ دَخَلَتْ غَفْلَةٌ اِسْتَغْفَرَ وَعَزَمَ عَلٰى تَرْكِهَا فِي الْمُسْتَقْبِلِ وَهٰكَذَا حَتّٰى يَصِلَ اِلَى الدَّوَامِ وَيُسَمّٰى هٰذَا الْاَخِيْرُ بِوُقُوْفٍ زَمَانِيٍّ وَاسْتَخْرَجَهٗ خُوَاجَهْ نَقْشْبَنْدْ رح لِمَا رَاٰى اَنَّ التَّوَجُّهَ اِلٰى عِلْمِ الْعِلْمِ فِيْ كُلِّ نَفَسٍ يُشَوِّشُ حَالَ الْمُتَوَسِّطِ فَاِنَّمَا اللَّائِقُ بِهٖ الْاِسْتِغْرَاقُ فِي التَّوَجُّهِ اِلَى اللّٰهِ بِحَيْثُ لَا يُزَاحِمُ عِلْمُ هٰذَا التَّوَجُّهِ۔

تو ہوش در دم کے معنی ہوشیاری اور بیداری ہے ہر دم کے ساتھ تو ہمیشہ بیدار اور متجسس رہے اپنی ذات سے ہر سانس میں کہ وہ غافل ہے یا ذاکر اور یہ طریقہ ہے بتدریج دوام حضور کے حاصل کرنے کا اور اس طرح کی ہوشیاری بتدی کے واسطے مخصوص ہے پھر جب آگے بڑھے اور سلوک کے درمیان میں آوے تو چاہئے کھوج کرتا رہے اپنی ذات کا تھوڑی تھوڑی مدت میں اس طرح کہ تامل کرے ہر ساعت کے بعد کہ اس ساعت میں غفلت آئی یا نہیں سو اگر غفلت آگئی ہو تو استغفار کرے اور آئندہ کو اُس کے چھوڑنے کا ارادہ کرے اسی طرح مدام تفحص کرتا رہے یہاں تک کہ دوام حضور کو پہونچ جاوے اور یہ پچھلے طریق کی ہوشیاری مسمّٰی بوقوف زمانی ہے اس کو خواجہ رح نقشبند نے استخراج کیا اس واسطے کہ انھوں نے معلوم کیا کہ متوجہ ہونا علم العلم کی طرف یعنی دانست کو دریافت کرنا ہر دم میں سالک متوسط کے حال کو پریشان کرتا ہے اُس کے مناسب تو استغراق ہے توجہ الی اللہ میں اس طرح پر کہ اُس کو اپنے متوجہ ہونے کی دانست میں مزاحم حال نہ ہو۔

ف مترجم کہتا ہے ہردم کا محاسبہ عبارت ہے ہوش دردم سے سو یہ مبتدی کے مناسب ہے نہ متوسط کے اور قدرے مدت کا محاسبہ جس کا نام وقوف زمانی ہے لائق بمرتبہ متوسط ہے مولانا نے فرمایا کہ وقوف زمانی کو صوفیہ محاسبہ[1] کہتے ہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو دابا اور مابعد موت کے واسطے عمل کیا اور امیر المومنین عمر فاروق نے خطبے میں فرمایا کہ اپنی جانوں کا محاسبہ کرو قبل اس کے کہ تم سے حساب لیا جاوے اور اُن کو وزن کرو قبل اس کے کہ وزن کئے جاویں اور مستعد ہو جاؤ عرض اکبر کے واسطے یعنی خدا کا سامنا جو قیامت میں ہوگا اُس دن تم سامنے کئے جاؤ گے تمہاری کوئی چیز نہ چھپ سکے گی۔

نظر بر قدم اَمَّا نظر بر قدم فَمَعْنَاهُ اَنَّ السَّالِكَ يَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَنْظُرَ فِيْ حَالِ مَشْيِهٖ اِلَّا اِلٰى قَدَمَيْهِ وَلَا فِيْ حَالِ قُعُوْدِهٖ اِلَّا بَيْنَ يَدَيْهِ فَاِنَّ النَّظَرَ اِلَى النُّقُوْشِ الْمُخْتَلِفَةِ وَالْاَلْوَانِ الْمُعْجِبَةِ يُفْسِدُ عَلَيْهِ حَالَهٗ وَيَمْنَعُهٗ مِمَّا هُوَ بِسَبِيْلِهٖ وَفِيْ حُكْمِهِ الْاِسْتِمَاعُ اِلٰى اَصْوَاتِ النَّاسِ وَاَحَادِيْثِهِمْ سَمِعْتُ سَيِّدِيْ الْوَالِدَ يَقُوْلُ هٰذَا

اور نظر بر قدم سے تو یہ مراد ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ اپنے چلنے پھرنے کے وقت کسی چیز پر نظر نہ ڈالے سوائے اپنے قدم کے اور نہ اپنے بیٹھنے کی حالت میں دیکھے مگر اپنے آگے اس واسطے کہ نقوش مختلفہ کا دیکھنا اور تعجب انگیز رنگوں کا نظر کرنا سالک کی حالت کو بگاڑ دیتا اور اُس سے روکتا ہے جس کی وہ طلب میں ہے اور حکم نظر میں ہے لوگوں کی آوازوں اور اُن کی باتوں کی طرف کان لگانا اپنے والد مرشد سے میں نے سُنا فرماتے تھے

---

[1] اصل سند محاسبے کی یہ آیہ کریمہ ہے سورۂ حشر کی وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ اور یہ حدیث شریف بھی الکیس (دانا ۱۲) من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ وتمنی علی اللہ۔ ۱۲

بِالنِّسْبَةِ اِلَى الْمُبْتَدِئ اَمَّا الْمُنْتَهِىْ فَيَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَّتَاَمَّلَ فِىْ حَالِهٖ عَلٰى قَدَمِ اَىِّ نَبِيٍّ هُوَ اِذْ مِنَ الْاَوْلِيَآءِ مَنْ يَّكُوْنُ عَلٰى قَدَمِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَهُ الْجَامِعِيَّةُ التَّآمَّةُ وَ مِنْهُمْ مَن يَكُوْنُ عَلٰى قَدَمِ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَلٰى هٰذَا الْقِيَاسِ فَاِذَا عَرَفَ مَتْبُوْعَهٗ فَلْتَكُنْ اَحْوَالُهٗ وَوَاقِعَاتُهٗ مُنَاسِبَةً لِوَاقِعَاتِ مَتْبُوْعِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

سفر در وطن | اَمَّا سفر در وطن فَمَعْنَاهُ الْاِنْتِقَالُ مِنَ الصِّفَاتِ الْبَشَرِيَّةِ الْخَسِيْسَةِ اِلَى الصِّفَاتِ الْمَلَكِيَّةِ الْفَاضِلَةِ فَيَجِبُ عَلَى السَّالِكِ اَنْ يَّتَفَحَّصَ عَنْ نَفْسِهٖ هَلْ فِيْهِ بَقِيَّةُ حُبِّ الْخَلْقِ فَاِذَا عَرَفَ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ اِسْتَاْنَفَ التَّوْبَةَ وَعَلِمَ اَنَّ ذٰلِكَ صَنَمُهٗ ثُمَّ يَقُوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَعْنِىْ نَفَيْتُ عَنْ قَلْبِىْ الشَّىْءَ الْفُلَانِىَّ وَاَثْبَتُّ حُبَّ اللّٰهِ

کہ یہ یعنی نظر کو نیچے رکھنا بہ نسبت مبتدی کے ہے اور منتہی پر تو واجب ہے کہ تامل کرے اپنے حال میں کہ وہ کس نبی کے قدم پر ہے اس واسطے کہ بعضے اولیا سیّدالمرسلین محمد علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے قدم پر ہوتے ہیں اور اُن کو پوری جامعیت کمالات کی حاصل ہوتی ہے اور بعض ولی موسیٰ علیہ السّلام کے قدم پر ہوتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس پھر جب منتہی اپنے پیشوا کو پہچان لے تو چاہیے کہ اُس کے حالات اور واقعات اپنے پیشوا کے واقعات کے ساتھ مناسب ہوں واللہ اعلم۔

اور سفر در وطن کا تو مطلب نقل کرنا ہے صفات بشریہ خسیسہ سے صفات ملکیہ فاضلہ کی طرف تو سالک پر واجب ہے کہ اپنے نفس کا متفحص رہے کہ آیا اُس میں کچھ حُب خلق باقی ہے پھر جب اُس کو جان جاوے تو از سر نو توبہ کرے اور جانے کہ یہ میرا بُت ہے اس واسطے کہ جو تجھکو خدا سے باز رکھے وہ فی الواقع تیرا بُت ہے پھر کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ سے ارادہ کرے کہ میں نے فلانی چیز کی محبّت کو نفی کردیا اور اِلَّا اللّٰہ سے قصد کرے کہ اللہ

مَكَانَهٗ وَ ذٰلِكَ لِاَنَّ عُرُوْقَ الْمَحَبَّةِ فِيْ دَاخِلِ الْقَلْبِ كَثِيْرَةٌ خَفِيَّةٌ لَا يُمْكِنُ اَنْ تُسْتَخْرَجَ اِلَّا بِالتَّفَحُّصِ الْبَالِغِ وَيَجِبُ عَلَيْهِ اَنْ يَتَفَحَّصَ هَلْ فِيْ قَلْبِهٖ حَسَدٌ لِاَحَدٍ اَوْ حِقْدٌ اَوِ اعْتِرَاضٌ فَلْيَكْسِرْهُ بِمُدَاوَمَةِ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ۔

کی محبّت میں نے اُس کے مقام پر ثابت کردی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ غیر خدا کی محبّت کی رگیں دل کے اندر بہت چھپی ہوئی ہیں اُن کا نکالنا ممکن نہیں مگر کمال تفحص اور تلاش سے اور سالک پر واجب ہے کہ تلاش کرے کہ آیا اُس کے دل میں کسی کا حسد یا کسی کا کینہ یا اعتراض موجود ہے تو اُس کو توڑا کرے اس کلمے کی مداومت سے۔

ف۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جس نے اللہ کی محبّت کا خالص مزہ چکھا تو اُس نے اُس کو طلب دنیا سے باز رکھا اور سب لوگوں سے اُس کو وحشی کر دیا۔

خلوت در انجمن اَمَّا خلوت در انجمن فَمَعْنَاهُ اَنْ يَشْتَغِلَ بِقَلْبِهٖ بِالْحَقِّ فِي الْاَحْوَالِ كُلِّهَا مِنَ الدَّرْسِ وَالْكَلَامِ وَالْاَكْلِ وَالشُّرْبِ وَالْمَشْيِ فَيَجِبُ اَنْ تَحْصُلَ السَّالِكُ مَلَكَةَ التَّوَجُّهِ اِلَى الْحَقِّ فِيْ وَقْتِ الْاِشْتِغَالِ بِهٰذِهِ الْاَشْغَالِ قَالَ خواجہ نقشبند وَاِلَيْهِ الْاِشَارَةُ فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ بَلِ الْحَقُّ اَنَّ التَّوَسُّمَ بِزِيِّ الْفُقَرَاءِ وَدَوَامَ التَّعَلُّقِ بِاللّٰهِ يَكُوْنُ غَالِبًا مَظَنَّةً لِلرِّيَاءِ

اور خلوت در انجمن کا یہ مطلب ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول رہے اپنے جمیع حالات میں پڑھنے میں اور کلام کرنے اور کھانے اور پینے اور چلنے میں تو سالک کو واجب ہے کہ خدا کی طرف متوجہ رہنے کا ملکہ یعنی قوتِ راسخہ بہم پہونچاوے ان اشغال مذکورہ کی مشغولی کے وقت خواجۂ نقشبندؒ نے فرمایا کہ اسی طرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کے قول میں کہ مرد وہ لوگ ہیں جن کو سوداگری اور خرید و فروخت ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی۔ مترجم کہتا ہے دل بیار و دست بکار گویا اسی آیت کا ترجمہ ہے بلکہ حق یہ ہے کہ بلباس فقر انشان مند ہونا

وَالسُّمْعَةِ فَالْاَوْلٰی اَنْ یَّکُوْنَ الزِّیُّ زِیَّ الْعِلْمِ وَالدِّیَانَتِ وَالْاِجْتِہَادِ اِلَی الطَّاعَاتِ وَیَکُوْنُ الْقَلْبُ مَعَ الْحَقِّ دَآئِمًا قَالَ الْخُوَاجَۃُ عَلِیُّ نِ الرَّامِیْتَنِیُّ بِالْفَارِسِیَّۃِ۔

اور ہمیشہ بذکر متعلق خدا رہنا اس طرح پر کہ لوگوں پر مخفی نہ رہے اس میں اکثر دکھانے اور سُنانے کا مظنہ ہے تو بہتر یہ ہے کہ وضع اور لباس تو علم اور دیانت اور اجتہاد فی الطاعات والوں کا سا ہو اور دل ہمیشہ حق جل شانہ کے ساتھ رہے چنانچہ خواجہ علی رامیتنی رح نے یہی مضمون فارسی کی بیت میں ادا کیا۔

شعر

از دروں شو آشنا ، و از بروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

یعنی اندر سے آشنا رہ اور باہر سے بیگانے کے مانند ایسی پیاری چال کمتر نہیں جہاں میں۔

ف۔ مترجم کہتا ہے مصنّف حقّانی نے حق فرمایا کہ اس زمانے میں دفع ریاکاری کے واسطے اس سے بہتر کوئی وضع نہیں باخدا کے واسطے کہ علماء کی وضع اور لباس اختیار کرے اور باحق رہے اکثر عوام کو اُس کے ساتھ عقیدت نہ ہو گی یہی گمان کریں گے کہ یہ مُلّا ہیں کتاب کے کیڑے ان کو درویشی اور ولایت سے کیا نسبت بخلاف لباس فقرا کے یا مطلق ترک لباس کے۔

حکایت۔ ایک شخص نے خواجہ نقشبند رح سے پوچھا کہ کاروبار کی عین مشغولی میں توجہ الی اللہ رکھنا اور غافل نہ ہونا کیونکر متصوّر ہو اور اس پر کیا دلیل ہے خواجہ علیہ الرحمۃ نے اس آیت سے استدلال کیا۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

یاد کرد وَاَمَّا یاد کرد فَمَعْنَاہُ

اور یاد کرد سے مراد ذکر اللہ ہے یا بنفی

ذِکْرُاللّٰہِ تَعَالٰی اِمَّابِالنَّفْیِ وَالْاِثْبَاتِ اَوْبِالْاِثْبَاتِ الْمُجَرَّدِ کَمَامَرَّ تَفْصِیْلُہٗ۔

واثبات یا باثبات مجرد چنانچہ اس کی تفصیل مذکور ہو چکی۔

ف۔ یادکرد سے مراد یہ ہے کہ ہمیشہ اُس ذکر کو تکرار کرتا رہے جس کو مرشد سے سیکھا ہے یہاں تک کہ حق جلّ شانہ کی حضوری حاصل ہو جاوے خواجۂ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا کہ مقصود ذکر سے یہ ہے کہ دل ہمیشہ حضرت حق کے ساتھ حاضر رہے بوصف محبّت اور تعظیم کے اس واسطے کہ ذکر یعنی یاد دفع غفلت کا نام ہے کذا فی الحاشیۃ العزیزیۃ۔

بازگشت | وَاَمَّا بَازْگَشْت فَمَعْنَاہُ اَنْ یَّرْجِعَ بَعْدَ کُلِّ طَآئِفَۃٍ مِّنَ الذِّکْرِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ اَوْخَمْسَ مَرَّاتٍ اِلَی الْمُنَاجَاۃِ فَیَدْعُوااللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ بِمَجَامِعِ ھِمَّتِہٖ یَارَبِّ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ تَرَکْتُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ لَکَ اَتْمِمْ عَلَیَّ نِعْمَتَکَ وَارْزُقْنِیْ وُصُوْلَکَ التَّآمَّ سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّہٗ یَقُوْلُ ھٰذَا شَرْطٌ عَظِیْمٌ فِی الذِّکْرِ فَلَا یَنْبَغِیْ اَنْ یَّغْفَلَ السَّالِکُ عَنْہُ فَاِنَّا لَمْ نَجِدْ مَا وَجَدْ نَا اِلَّا بِبَرَکَۃِ ھٰذَا۔

اور بازگشت یعنی رجوع کرنا اور پھرنا اُس سے عبارت ہے کہ قدرے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے سو یوں دعا کرے اللہ عز و جل سے بحضور دل کہ اے میرے رب تو ہی میرا مقصود ہے میں نے دنیا اور آخرت کو چھوڑا تیرے ہی واسطے اپنی نعمت کو مجھ پر پورا کر اور پورا وصال اپنا مجھ کو نصیب فرما والد مرشد قدس سرہ سے میں نے سُنا فرماتے تھے کہ یہ شرط عظیم ہے ذکر میں تو لائق نہیں کہ سالک اس سے غافل ہو اس واسطے کہ جو ہم نے پایا اسی کی برکت سے پایا۔

ف۔ مولانا نے فرمایا کہ ذاکر جب کلمۂ طیبہ کو دل سے کہے تو اُس کے بعد اُسی طرح کہے الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور تیری رضا میرا مطلوب ہے یعنی اس ذکر سے تو ہی مقصود ہے اس واسطے کہ یہ کلمہ ہر خاطر نیک اور بد کا نافی ہے تو دم بدم اخلاص تازہ

کرکے ذکر کو خالص کرنا چاہیئے تاکہ باطن ماسوائے حق سے صاف ہوجاوے اور اگر ذاکر ایسا اخلاص نہ پاوے تو دعائے مذکور کو بطریق تقلید مرشد کیا کرے تو مرشد کی برکت سے اُس کو انشاء اللہ تعالیٰ اخلاص حاصل ہوجائے گا اور بازگشت اخلاص حاصل کرنا اس واسطے ذکر میں شرط عظیم ٹھہرا کہ ذاکر کے دل میں وسوسہ آتا ہے سرور خاطر سے تو اس پر مغرور ہوجاتا ہے اور اُسی کو مقصود ذکر قرار دیتا ہے حالانکہ اُس کے حق میں یہ زہر سے زیادہ مضر ہے۔

نگاہداشت وَ اَمَّا نگاھداشت فَهُوَ عِبَارَةٌ عَنْ طَرْدِ الْخَطَرَاتِ اَحَادِيْثَ النَّفْسِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ السَّالِكُ مُنْتَبِهًا فَلَا يَدَعُ خَطَرَةً يَخْطُرُ فِيْ قَلْبِهٖ قَالَ خُوَاجَهْ نَقْشْبَنْدْ يَنْبَغِيْ اَنْ يَصُدَّهَا السَّالِكُ فِيْ اَوَّلِ مَا يَظْهَرُ لِاَنَّهَا اِذَا ظَهَرَتْ مَالَتْ اِلَيْهَا النَّفْسُ وَاَثَّرَتْ نِهَا فَيَعْسُرُ زَوَالُهَا فَهٰذَا طَرِيْقُ تَحْصِيْلِ مَلَكَةِ خُلُوِّ لَوْحِ الذِّهْنِ عَنْ خُطُوْرِ الْخَطَرَاتِ وَاَحَادِيْثِ النَّفْسِ۔

اور نگاہداشت تو عبارت ہے خطرات اور احادیث نفس کے ہانکنے اور دور کرنے سے تو سالک کو لائق ہے کہ بیدار اور ہوشیار رہے سو کسی خیال اور خطرے کو اپنے دل میں نہ چھوڑے کہ خطور کرسکے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سالک کو لائق ہے کہ خطرے کو اُس کے ابتدائے ظہور میں روک دے اس واسطے کہ جب ظاہر ہوچکے گا تو نفس اُس کی طرف مائل ہوجاوے گا اور وہ نفس میں اثر کرے گا پھر اُس کا دور کرنا مشکل ہوگا تو یہ یعنی نگاہداشت طریقہ ہے حاصل کرنے ملکۂ خُلُوّ تختۂ ذہن کا خطرات اور وساوس کے خطور کرنے سے۔

ف۔ مولانا نے فرمایا کہ خطرے کو ساعت دو ساعت بھی دل میں رکھنا نہ چاہیئے بزرگوں کے نزدیک یہ امر مہم ہے اور اولیائے کاملین کو یہ دولت تا زمان دراز حاصل رہتی ہے۔

یادداشت وَ اَمَّا یادداشت فَعِبَارَةٌ

اور یادداشت تو عبارت ہے توجہ صرف

عَنِ التَّوَجُّهِ الصِّرْفِ الْمُجَرَّدِ عَنِ الْاَلْفَاظِ وَالتَّخَيُّلَاتِ اِلٰى حَقِيْقَةِ وَاجِبِ الْوُجُوْدِ وَالْحَقُّ اَنَّهٗ لَا يَسْتَقِيْمُ اِلَّا بَعْدَ الْفَنَاءِ التَّامِّ وَالْبَقَاءِ السَّابِغِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

سے جو خالی ہے الفاظ اور تخیلات سے واجب الوجود کی حقیقت کی طرف اور حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا باستقامت حاصل نہیں ہوتا مگر فنائے تام اور بقائے کامل کے بعد واللہ اعلم۔

خلاصہ یہ کہ یادداشت ذات مقدس کے دھیان کا نام ہے جو بلا ذریعے الفاظ اور تخیلات کے ہو یہ دولت منتہیان ولایت کو البتہ حاصل ہوتی ہے۔ جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ بِرَحْمَتِهِ الْوَسِيْعَةِ اٰمِيْنَ۔

وقوف زمانی وَاَمَّا وُقُوْفٌ زَمَانِيٌّ فَقَدْ ذَكَرْنَا تَفْسِيْرَهٗ۔

اور وقوف زمانی کی تفسیر کو تو ہم نے ہوش در دم کی تفسیر میں بیان کیا (یعنی بعد ہر ساعت کے تامل کرنا کہ غفلت آئی یا نہیں درصورت غفلت استغفار کرنا۔ اور آیندہ کو اُس کے ترک پر ہمت باندھنا)

وقوف عددی وَاَمَّا وُقُوْفٌ عَدَدِيٌّ فَهُوَ الْمُحَافَظَةُ عَلٰى عَدَدِ الْوِتْرِ وَقَدْ مَرَّ بَيَانُهٗ۔

اور وقوف عددی تو عدد طاق کی محافظت کرنے کا نام ہے اور اُس کا بیان ہو چکا (یعنی ذکر کو طاق ذکر کرنا نہ جفت)

وقوف قلبی وَاَمَّا وُقُوْفٌ قَلْبِيٌّ فَمَعْنَاهُ التَّوَجُّهُ اِلَى الْقَلْبِ الَّذِيْ هُوَ مُوْدَعٌ اِلَى الْجَانِبِ الْاَيْسَرِ تَحْتَ الثَّدْيِ وَالْحِكْمَةُ فِيْ هٰذَا التَّوَجُّهِ كَالْحِكْمَةِ فِيْ مُرَاعَاتِ الضَّرَبَاتِ عِنْدَ الْجِيْلَانِيَّةِ۔

اور وقوف قلبی عبارت ہے اُس توجہ قلب کی طرف جو بائیں طرف چھاتی کے نیچے موضوع ہے اور حکمت اس توجہ کی ویسی ہے جیسے ضربات کی رعایت میں حکمت ہے مشائخ قادریہ کے نزدیک (یعنی تا اپنے غیر کے سوا توجہ نہ باقی رہے اور خطرات بیرونی کا دل میں دخل نہ ہونا بتدریج تا خداہی میں توجہ منحصر ہو جاوے)

ف۔ مولانا نے فرمایا توجہ دلی اس طرح پر ہو کہ اُس پر واقف رہے اثنائے ذکر میں اور دل کو ذکر حق سے مشغول کرلے اور اُس کو ذکر اور اس کے مفہوم سے مہمل اور بیکار نہ چھوڑے خواجۂ نقشبندیہ نے حبس نفس اور رعایت عدد کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا اور وقوف قلبی تو اُن کے نزدیک اثنائے ذکر میں لازم ہے چنانچہ رابطۂ مرشد اور مراقبات لازم ہیں بلکہ مقصود ذکر سے دفع غفلت ہے اور یہ حاصل نہیں ہوتا بدون وقوف قلبی کے اور کیا خوب کسی نے کہا ہے۔ شعر

عَلٰی بَیْضِ قَلْبِكَ کُنْ کَاَنَّكَ طَآئِرٌ

فَمِنْ ذٰلِكَ الْاَحْوَالُ فِیْكَ تَوَلَّدُ

ای متولد ۱۲

یعنی اپنے دل کے انڈے پر پرندے کی طرح ہو جا اس واسطے کہ اس لزوم سے تجھ میں حالات عجیبہ پیدا ہوں گے۔

تصرفات نقشبندیہ

وَلِلنَّقْشَبَنْدِیَّةِ تَصَرُّفَاتٌ عَجِیْبَةٌ مِّنْ جَمْعِ الْهِمَّةِ عَلٰی مُرَادٍ فَیَکُوْنُ عَلٰی وَفْقِ الْهِمَّةِ وَالتَّاثِیْرِ فِی الطَّالِبِ وَدَفْعِ الْمَرَضِ عَنِ الْمَرِیْضِ وَاِفَاضَةِ التَّوْبَةِ عَلَی الْعَاصِیْ وَالتَّصَرُّفِ فِیْ قُلُوْبِ النَّاسِ حَتّٰی یُحِبُّوْا وَیُعَظِّمُوْا وَفِیْ مَدَارِکِهِمْ حَتّٰی تَتَمَثَّلَ فِیْهَا وَاقِعَاتٌ عَظِیْمَةٌ وَالْاِطِّلَاعِ عَلٰی نِسْبَةِ اَهْلِ اللّٰهِ مِنَ الْاَحْیَاءِ وَاَهْلِ الْقُبُوْرِ وَالْاِشْرَافِ عَلٰی خَوَاطِرِ النَّاسِ وَمَا یَخْتَلِجُ فِی الصُّدُوْرِ وَکَشْفِ الْوَقَائِعِ

اور نقشبندیوں کے عجائب تصرفات ہیں ہمت باندھنا کسی مراد پر پس ہوتی ہے وہ مراد ہمت کے موافق اور طالب میں تاثیر کرنا اور بیماری کو مریض سے دفع کرنا اور عاصی پر توبہ کا افاضہ کرنا اور لوگوں کے دلوں میں تصرف کرنا تاکہ وہ محبوب اور معظم ہو جاویں یا اُن کے خیالات میں تصرف کرنا تا اُن میں واقعات عظیمہ متمثل ہوں اور آگاہ ہو جانا اہل اللہ کی نسبت پر زندہ ہوں یا اہل قبور اور لوگوں کے خطرات قلبی پر اور جو اُن کے سینوں میں خلجان کر رہا ہے اُس پر مطلع ہونا اور وقائع آئندہ کا مکشوف ہونا اور بلائے نازل کو دفع کر دینا اور

الْمُسْتَقْبِلَةِ وَدَفْعِ الْبَلِيَّةِ النَّازِلَةِ وَغَيْرِهَا وَنَحْنُ نُنَبِّهُكَ عَلٰى نَمُوْذَجٍ مِّنْهَا۔

طریقہ تاثیر طالب یعنی توجہ دادن

اَمَّا هٰذِهِ التَّصَرُّفَاتُ عِنْدَ كُبَرَائِهِمْ اَصْحَابِ الْفَنَآءِ فِي اللّٰهِ وَالْبَقَآءِ بِهٖ فَلَهَا شَانٌ عَظِيْمٌ وَ اَمَّا عِنْدَ سَآئِرِهِمْ فَالتَّاثِيْرُ فِي الطَّالِبِ اَنْ يَّتَوَجَّهَ الشَّيْخُ اِلٰى نَفْسِهِ النَّاطِقَةِ وَيُصَادِمَهَا بِالْهِمَّةِ التَّامَّةِ الْقَوِيَّةِ ثُمَّ يَسْتَغْرِقَ فِيْ نِسْبَتِهٖ بِالْجَمْعِيَّةِ وَهٰذَا بَعْدَ اَنْ تَكُوْنَ نَفْسُ الشَّيْخِ حَامِلَةً لِّنِسْبَةٍ مِّنْ نِّسَبِ الْقَوْمِ وَكَانَتْ مَلَكَةً رَّاسِخَةً فِيْهَا فَتَنْتَقِلُ نِسْبَتُهٗ اِلَى الطَّالِبِ عَلٰى حَسْبِ اِسْتِعْدَادِهٖ وَمِنْهُمْ مَنْ يَّشُوْبُ بِهٰذَا التَّوَجُّهِ الذِّكْرَ وَالضَّرْبَ عَلٰى قَلْبِ الطَّالِبِ وَاِذَا غَابَ الطَّالِبُ فَاِنَّهُمْ يَتَخَيَّلُوْنَ صُوْرَتَهٗ وَيَتَوَجَّهُوْنَ اِلَيْهَا۔

سوائے اُن کے اور بھی تصرفات ہیں اور ہم تجھکو اے کتاب کے دیکھنے والے اُن میں سے بعض تصرفات پر آگاہ کرتے ہیں بطریق نمونے کے۔

اور اس قسم کے تصرفات کاملین نقشبندیوں کے نزدیک جو فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے لوگ ہیں۔ تو اُن کی اور ہی شان عظیم ہے اور اکابر کے سوا باقی متوسطین کے نزدیک طالب میں تاثیر کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مرشد طالب کے نفس ناطقہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنی پوری قوی ہمت سے ٹکرائے پھر ڈوب جائے اپنی نسبت میں جمعیت خاطر سے اور یہ تصرف اُس کے بعد ہوگا کہ نفس مرشد کسی نسبت کا حامل ہو ان بزرگوں کی نسبتوں میں سے اور اس نسبت کا اس کو ملکۂ راسخہ ہو کہ ہر دم اُس کے قابو میں ہو پھر مرشد کی نسبت طالب کی طرف منتقل ہوگی۔ اُس کی لیاقت اور استعداد کے موافق اور بعضے نقشبندی اس توجہ کے ساتھ ذکر کو اور طالب کے دل پر ضرب لگانے کو بھی ملادیتے ہیں اور جب کہ طالب غائب ہو تو اُس کی صورت کو خیال کرتے ہیں اور اُس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی غائب کو توجہ دیتے ہیں اسکی صورت کو خیال کرکے۔

حقیقت ہمت وَاَمَّا الْھِمَّۃُ فَعِبَارَۃٌ عَنْ اِجْتِمَاعِ الْخَاطِرِ وَ تَاَکُّدِ الْعَزِیْمَۃِ بِصُوْرَۃِ التَّمَنِّیْ وَالطَّلَبِ بِحَیْثُ لَایَخْطُرُ فِی الْقَلْبِ خَاطِرٌ سِوٰی ھٰذَا الْمُرَادِ کَطَلَبِ الْمَآءِ لِلْعَطْشَانِ وَاَخْبَرَنِیْ مَنْ اَثِقُ بِہٖ اَنَّ مِنَ الشُّیُوْخِ مَنْ یَّشْتَغِلُ بِالنَّفْیِ وَالْاِثْبَاتِ وَیَعْنِیْ بِہٖ لَا رَآدَّ بِھٰذِہِ الْاٰفَۃِ اَوْلَا رَازِقَ اَوْمَایُنَاسِبُ ھٰذَا اِلَّا اللّٰہُ فَاِنَّہُ الْفَاعِلُ بِھٰذَا الْفِعْلِ۔

اور ہمّت تو عبارت ہے اجتماع خاطر اور قصد کے مضبوط ہوجانے سے بصورت آرزو اور طلب کے اس طرح پر کہ دل میں کوئی خطرہ نہ سماوے سوا اس مراد کے جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اور مجھ کو خبر دی اُس نے جس پر مجھ کو اعتماد ہے کہ بعضے شیوخ نفی اور اثبات میں مشغول ہوتے ہیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے یہ ارادہ کرتے ہیں کہ کوئی اس آفت کا ٹالنے والا نہیں اور کوئی روزی دینے والا نہیں یا اُسکے مناسب جو مدعا ہو سوائے اللہ کے۔

ف۔ مولاناؒ نے فرمایا مخبر موثوق سے مراد آخون محمد دلیل ہیں اور بعضے مشائخ سے مجددی مشائخ مراد ہیں۔

سلب مرض وَاَمَّا دَفْعُ الْمَرَضِ فَعِبَارَۃٌ عَنْ اَنْ یَّتَخَیَّلَ نَفْسَہُ الْمَرِیْضَ وَاَنَّ بِہٖ ھٰذَا الْمَرَضَ وَیَجْمَعَ الْھِمَّۃَ بِحَیْثُ لَایَخْطُرُ فِیْ قَلْبِہٖ خَطْرَۃٌ دُوْنَ ھٰذَا فَاِنَّ الْمَرَضَ یَنْتَقِلُ اِلَیْہِ وَھٰذَا مِنْ عَجَآئِبِ صُنْعِ اللّٰہِ فِیْ خَلْقِہٖ۔

اور بیماری کا دور کرنا اس سے عبارت ہے کہ مرد صاحب نسبت اپنی ذات کو بیمار خیال کرے اور یہ جانے کہ یہ بیماری مجھ میں ہے اور اُس پر ہمّت کو جمع کرے اس طرح پر کہ اُس کے دل میں کوئی خطرہ نہ آوے سوائے اس تصوّر کے تو مریض کی بیماری اُس شخص کی طرف منتقل ہوجاوے گی اور یہ امر عجائبات قدرت اور صنعت ایزدی سے ہے اُس کے خلق میں۔

ف۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ سلب مرض کے دو طریقے ہیں ایک یہ ہے کہ جب کوئی

شخص بیمار ہو جاوے یا کوئی گناہ میں مبتلا ہو تو صاحب نسبت وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور خدا کی طرف متوجہ بخشوع دل ہو اور زبان سے یہی کہے۔ یَامَنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ یَکْشِفُ السُّوْءَ اور اس مناجات اور تضرع کے درمیان میں کہے کہ شخص مذکور کی بیماری یا ابتلائے معصیت زائل ہو جاوے اور دوسرا طریقہ وہ ہے جو مصنف قدس سرہ نے ارشاد کیا۔

طریقۂ توبہ بخشی وَاَمَّا اِفَاضَةُ التَّوْبَةِ فَصُوْرَتُهٗ اَنْ یَّتَخَیَّلَ نَفْسَهٗ ذٰلِكَ الْعَاصِیَ بَعْدَ اَنْ اَثَّرَ فِیْهِ نَوْعَ تَاثِیْرٍ كَاَنَّ نَفْسَهٗ اَفَاضَتْ اِلٰی نَفْسِهٖ وَ وَقَعَ بَیْنَ النَّفْسَیْنِ اِتِّصَالٌ مَّا ثُمَّ یَسْتَانِفُ فَیَنْدَمُ وَ یَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فَاِنَّ ذٰلِكَ الْعَاصِیَ یَتُوْبُ عَنْ قَرِیْبٍ۔

اور افاضۂ توبہ کی صورت یہ ہے کہ صاحب نسبت اپنی ذات کو وہ عاصی خیال کرے بعد اس کے کہ کچھ اُس میں تاثیر کرے اس طرح پر کہ گویا اُس کی ذات اس کی ذات سے مل گئی اور دونوں ذاتوں میں اتصال ہو گیا پھر از سر نو شروع کرے سو اُس معصیت سے نادم اور شرمندہ ہو اور حق تعالیٰ سے استغفار کرے تو وہ عاصی جلد توبہ کرے گا۔

طریقۂ تصرف قلوب وَالتَّصَرُّفُ فِیْ قُلُوْبِ النَّاسِ حَتّٰی یُحِبُّوْا اَوْ فِیْ مَدَارِكِهِمْ حَتّٰی یَتَمَثَّلَ فِیْهَا الْوَاقِعَاتُ صُوْرَتُهٗ اَنْ یُّصَادِمَ نَفْسَ الطَّالِبِ بِقُوَّةِ الْهِمَّةِ وَ یَجْعَلَهَا مُتَّصِلَةً بِنَفْسِهٖ ثُمَّ یَتَخَیَّلَ صُوْرَةَ الْمَحَبَّةِ اَوِ الْوَاقِعَةِ وَ یَتَوَجَّهَ اِلَیْهَا بِجَامِعِ قَلْبِهٖ فَاِنَّ الْمُتَوَجَّهَ اِلَیْهِ

اور تصرف کرنا لوگوں کے دل میں تا اُن میں محبت آجاوے یا اُن کے محل ادراک میں تصرف کرنا تا اُن میں واقعات متمثل ہو جاویں اس کا طریقہ یہ ہے کہ بقوت ہمت طالب کے نفس سے بھڑ جاوے اور اُس کو اپنے نفس سے متصل کرلے پھر محبت یا واقعے کی صورت کو خیال کرے اور اُن کی طرف متوجہ ہو اپنے دل کی جمعیت سے تو اُس میں اثر ہوگا جس کی طرف ہوا اور اُس

يَتَأَثَّرُ وَيَظْهَرُ فِيهِ الْحُبُّ وَتَتَمَثَّلُ لَهُ الْوَاقِعَةُ۔

طریقہ اطلاع نسبت اہل اللہ

وَاَمَّا الْاِطِّلَاعُ عَلٰى نِسْبَةِ اَهْلِ اللّٰهِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ يَّجْلِسَ بَيْنَ يَدَيْهِ اِنْ كَانَ حَيًّا اَوْ عِنْدَ قَبْرِهٖ اِنْ كَانَ مَيِّتًا وَيُفَرِّغَ نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ نِسْبَةٍ وَّيُفْضِيَ بِرُوْحِهٖ اِلٰى رُوْحِ هٰذَا الشَّخْصِ زَمَانًا حَتّٰى يَتَّصِلَ بِهَا وَيَخْتَلِطَ ثُمَّ يَرْجِعَ اِلٰى نَفْسِهٖ فَكُلُّ مَا وَجَدَ مِنَ الْكَيْفِيَّةِ فَهُوَ نِسْبَةُ هٰذَا الشَّخْصِ لَا مُحَالَةَ۔

طریقہ اشراف خواطر

وَاَمَّا الْاِشْرَافُ عَلَى الْخَوَاطِرِ فَطَرِيْقُهٗ اَنْ يُّفَرِّغَ نَفْسَهٗ عَنْ كُلِّ حَدِيْثٍ وَّخَاطِرٍ وَّيُفْضِيَ بِنَفْسِهٖ اِلٰى نَفْسِ هٰذَا الشَّخْصِ فَاِنِ اخْتَلَجَ فِيْ نَفْسِهٖ حَدِيْثٌ مِّنْ قَبِيْلِ الْاِنْعِكَاسِ فَهُوَ خَاطِرُهٗ۔

طریقہ کشف وقائع آئندہ

وَاَمَّا كَشْفُ الْوَقَائِعِ الْمُسْتَقْبِلَةِ فَطَرِيْقُهٗ

میں محبت ظاہر ہو جاوے گی اور واقعہ اُس کے ذہن میں صورت پکڑ جاوے گا۔

اور اہل اللہ کی نسبت سے مطلع ہونے کا یہ طریقہ ہے کہ اُس کے سامنے بیٹھے اگر وہ زندہ ہو یا اُس کی قبر کے پاس بیٹھے اگر وہ مردہ ہو اور اپنی ذات کو ہر نسبت سے خالی کر ڈالے اور اپنی روح کو اُس کی روح تک پہونچاوے چند ساعت یہاں تک کہ اُس کی روح سے متصل ہو اور مل جائے پھر اپنی ذات کی طرف رجوع کرے پھر جو کیفیت کہ اپنے نفس میں پاوے تو البتہ وہی اُس شخص کی نسبت ہے۔

اور اشراف خواطر یعنی دل کی باتوں کے دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اپنی ذات کو ہر بات اور ہر خطرے سے خالی کرے اور اپنے نفس کو اُس شخص کے نفس تک پہونچاوے پھر اگر اُس کے دل میں کچھ کھٹکے اور کوئی بات معلوم ہو بطریق پرتو پڑنے کے تو وہی بات اُس کے دل کی ہے۔

اور وقائع آئندہ کے کشف کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل کو خالی کرے ہر چیز سے

اَنْ یُّفَرِّغَ نَفْسَہٗ عَنْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا انْتِظَارَ مَعْرِفَۃِ ھٰذِہِ الْوَاقِعَۃِ فَاِذَا انْقَطَعَ عَنْہُ کُلُّ حَدِیْثٍ وَکَانَ الْاِنْتِظَارُ کَطَلَبِ الْمَاءِ لِلْعَطْشَانِ جَعَلَ یَرْبُوْا بِنَفْسِہٖ زَمَانًا م بَعْدَ زَمَانٍ اِلَی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی اَوِ السَّافِلِ بِقَدْرِ اِسْتِعْدَادِہٖ وَیَتَجَرَّدُ اِلَیْھِمْ فَاِنَّہٗ عَنْ قَرِیْبٍ یَنْکَشِفُ عَلَیْہِ الْاَمْرُ بِھَتْفِ ھَاتِفٍ اَوْ رُؤْیَۃِ وَاقِعَۃٍ فِی الْیَقْظَۃِ اَوْ رُؤْیَا فِی الْمَنَامِ۔

سوائے اُس واقعے کے دریافت کے انتظار کے پھر جب اُس کے دل سے ہر خطرہ منقطع ہو جاوے اور انتظار اُس مرتبہ پر ہو جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اپنی روح کو ساعت بساعت ملاءِ اعلیٰ یا اسفل کی طرف بلند کرنا شروع کرے بقدر اپنی استعداد کے اور اُن ہی کی طرف یکسو ہو جاوے تو جلد اُس پر حال کُھل جاوے گا خواہ ہاتف کی آواز سے یا جاگتے میں اس واقعے کو دیکھ کر یا خواب میں۔

ف۔ ملاءِ اعلیٰ ملائکہ کرّوبین کو کہتے ہیں جو مقربین بارگاہ صمدیت ہیں اور محل اسرار قضا و قدر ہیں اور ملاءِ سافل وہ فرشتے ہیں جو مراتب میں اُن سے نیچے ہیں۔

طریقۂ دفع بلا

وَاَمَّا دَفْعُ الْبَلِیَّۃِ النَّازِلَۃِ فَطَرِیْقُہٗ اَنْ یَّتَخَیَّلَ تِلْکَ الْبَلِیَّۃَ بِصُوْرَتِھَا الْمِثَالِیَّۃِ وَیَتَخَیَّلَ مُصَادَمَتَھَا وَدَفْعَھَا بِقُوَّۃٍ ثُمَّ یَجْمَعَ ھِمَّتَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ وَیَرْبُوْا بِنَفْسِہٖ زَمَانًا م بَعْدَ زَمَانٍ اِلٰی حَیِّزِ الْمَلَاِ الْاَعْلٰی اَوِ السَّافِلِ وَیَتَجَرَّدَ اِلَیْھِمْ فَاِنَّھَا عَنْ قَرِیْبٍ تَنْدَفِعُ وَاللہُ اَعْلَمُ

اور بلائے نازلہ کے دفع کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس بلا کو اُس کی صورت مثالی کے ساتھ خیال کرے اور اُس کی مصادمت اور دفع کرنے کو بقوت تمام خیال کرے پھر اپنی ہمت کو اُس پر مجتمع کرے اور اپنی روح کو ساعت بساعت ملاءِ اعلیٰ یا ملاءِ سافل کے مکان کی طرف بلند کرے اور ان ہی کی طرف یکسو ہو جاوے تو عنقریب وہ دفع ہو جاوے گی واللہ اعلم۔

وَشَرْطُ هٰذِهِ التَّصَرُّفَاتِ وَمَا يَجْرِي مَجْرَاهَا اتِّصَالُ نَفْسِ الْمُؤَثِّرِ بِنَفْسِ الْمُؤَثَّرِ فِيْهِ وَالْإِلْمَامُ بِهَا وَالْإِفْضَاءُ إِلَيْهَا وَأَصْحَابُ التَّجْرِيْدِ مِنْ غَوَاشِي الْبَدَنِ يَعْرِفُوْنَ هٰذَا الْاِتِّصَالَ وَيَقْدِرُوْنَ عَلٰى تَحْصِيْلِهٖ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ وَهٰذَا الَّذِيْ ذَكَرْنَاهُ مِنَ الْأَشْغَالِ هُوَ الَّذِيْ كَانَ يَخْتَارُ سَيِّدِي الْوَالِدُ قُدِّسَ سِرُّهٗ۔

اور ایسے تصرفات کی شرط اور جو اُن کے قائم مقام ہیں متصل کرنا ہے اثر دینے والے کے نفس کو اس کے نفس سے جس میں تاثیر کرنا منظور ہے اور ملا دینا اُس کے ساتھ اور اُس تک پہونچا دینا اور جو لوگ کہ بدن کے حجابوں سے پاک ہو گئے ہیں وہ اس اتصال کو پہچانتے ہیں اور اُس کے واصل کرنے پر قادر ہیں واللہ اعلم اور یہ جو اشغال ہم نے مذکور کئے وہ ہیں جن کو ہمارے والد مرشد پسند کرتے تھے ۔

اشغال طریقۂ مجددیہ

وَلِلشَّيْخِ أَحْمَدَ السَّرْهِنْدِيِّ أَشْغَالٌ أُخْرٰى فَلْنَذْكُرْهَا بِالْإِجْمَالِ اِعْلَمْ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ فِي الْإِنْسَانِ سِتَّ لَطَائِفَ هِيَ حَقَائِقُ مُفْرَدَةٌ[1] بِحِيَالِهَا كَمَا هُوَ ظَاهِرُ كَلَامِ الشَّيْخِ وَأَتْبَاعِهٖ أَوْ جِهَاتٌ وَاعْتِبَارَاتٌ لِلنَّفْسِ النَّاطِقَةِ فَهِيَ تُسَمّٰى بِاعْتِبَارٍ قَلْبًا وَبِاعْتِبَارٍ اٰخَرَ رُوْحًا إِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ وَهُوَ الَّذِي اخْتَارَهٗ سَيِّدِي الْوَالِدُ

اور شیخ احمد مجدد الفؒ ثانی کے طریقے میں اور اشغال ہیں تو چاہیئے کہ ہم اُن کو مجمل ذکر کریں معلوم کر کہ حق تعالےٰ نے انسان میں چھ لطیفے پیدا کئے ہیں جن کے حقائق جُدا جُدا ہیں بذات خود چنانچہ یہی ظاہر ہوتا ہے شیخ موصوف کے اور اُن کے تابعینؒ کے کلام سے یا لطائف ستہ جہات اور اعتبارات ہیں نفس ناطقہ کے تو وہی نفس ناطقہ ایک اعتبار سے مسمّٰی بقلب ہے اور دوسرے اعتبار سے اُس کا روح نام ہے وعلیٰ ہذا القیاس

[1] منفردة

وَصَوَّرَ فِي صُوَرِهَا فَرَسَمَ دَائِرَةً وَقَالَ هِيَ الْقَلْبُ ثُمَّ دَائِرَةً أُخْرىٰ فِي هٰذِهِ الدَّائِرَةِ وَقَالَ هِيَ الرُّوحُ إِلىٰ أَنْ رَسَمَ الدَّائِرَةَ السَّادِسَةَ وَقَالَ هِيَ أَنَا وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ بَعْضُهَا فِي الْبَعْضِ وَيَسْتَدِلُّ عَلىٰ ذٰلِكَ بِالْحَدِيثِ الدَّائِرِ عَلَى أَلْسِنَةِ الصُّوفِيَّةِ إِنَّ فِي جَسَدِ ابْنِ آدَمَ قَلْبًا وَفِي الْقَلْبِ رُوحًا إِلىٰ آخِرِهٖ وَلَمْ أَحْفَظْ لَفْظَهُ

باقی لطائف اور یہی قول ہمارے والد مرشد رح کا مختار ہے اور مجھ کو ان لطائف کی صورت بتادی تو اوّل ایک دائرہ یعنی کنڈل بنایا اور کہا کہ یہ دل ہے پھر اُس دائرے کے اندر دوسرا دائرہ بنایا اور کہا کہ یہ رُوح ہے یہاں تک کہ چھٹا دائرہ لکھا اور کہا کہ یہ میں ہوں یعنی حقیقت انسانی جس کو آدمی عربی میں أنا سے تعبیر کرتا ہے۔ اور فارسی میں مَن اور ہندی میں مَیں بولتا ہے اور میں نے والد سے سُنا فرماتے تھے کہ بعض لطائف بعض کے اندر ہیں اور اس مدعا پر اُس حدیث سے استدلال کرتے تھے جو صوفیوں کی زبان پر دائر اور مشہور ہے کہ مقرر ابن آدم کے جسم میں دل ہے اور دل میں روح ہے تا آخر لطائف ستّہ اور مجھکو اس حدیث کے الفاظ محفوظ نہیں۔

ف۔ مولانا رح نے فرمایا کہ حدیث مذکور کی اہل حدیث کے نزدیک کچھ اصل ثابت نہیں۔

وَبِالْجُمْلَةِ فَغَرَضُ الشَّيْخِ أَحْمَدَ السَّرْهِنْدِيِّ أَنَّ كُلَّ لَطِيفَةٍ مِّنْ تِلْكَ اللَّطَائِفِ لَهُ ارْتِبَاطٌ بِعُضْوٍ مِّنَ الْجَسَدِ

اور خلاصہ یہ کہ شیخ احمد سرہندی رح کی غرض یہ ہے کہ ان لطائف میں سے ہر لطیفے کو تعلق اور ارتباط ہے بدن کے بعض اعضا سے تو قلب کا تعلق بائیں چھاتی

فَالْقَلْبُ تَحْتَ الثَّدْيِ الْاَيْسَرِ
بِاُصْبَعَيْنِ وَالرُّوْحُ تَحْتَ
الثَّدْيِ الْاَيْمَنِ بِحِذَاءِ
الْقَلْبِ وَالسِّرُّ فَوْقَ الثَّدْيِ
الْاَيْمَنِ مَائِلًا اِلٰى وَسْطِ
الصَّدْرِ وَالْخَفِيُّ فَوْقَ الثَّدْيِ
الْاَيْسَرِ مَائِلًا اِلَى الْوَسْطِ وَالْاَخْفٰى
فَوْقَ الْخَفِيِّ وَالسِّرُّ فِي الْوَسْطِ
وَالنَّفْسُ فِي الْبَطْنِ الْاَوَّلِ مِنَ
الدِّمَاغِ وَفِيْ كُلٍّ مِّنْ هٰذِهٖ
الْاَعْضَاءِ حَرَكَةٌ نَبْضِيَّةٌ فَالشَّيْخُ
يَاْمُرُ بِمُحَافَظَةِ تِلْكَ الْحَرَكَةِ
وَتَخَيُّلِهَا ذِكْرًا اِسْمِ الذَّاتِ
ثُمَّ يَاْمُرُ بِالنَّفْيِ وَالْاِثْبَاتِ
مَادًّا لِلَفْظَةِ لَا عَلَى اللَّطَائِفِ
كُلِّهَا وَضَارِبًا بِلَفْظَةِ اِلَّا اللّٰهُ
عَلَى الْقَلْبِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

کے نیچے دو انگل پر ہے اور روح کا
ارتباط داہنی چھاتی کے نیچے بمقابلہ دل
ہے اور سر کا تعلق داہنی چھاتی کے
اوپر وسط سینے کی طرف جھکتے ہوئے
اور خفی بائیں چھاتی کے اوپر وسط کی
طرف مائل ہے اور اخفی کا مقام خفی کے
اوپر ہے اور سر وسط میں ہے اور نفس
کا مقام دماغ کے بطن اول میں ہے اور
ہر ایک عضو میں اعضائے مذکورہ سے
نبض کے مانند حرکت ہے تو شیخ ممدوح
اس حرکت کی محافظت کا اور اس
حرکت کو اسم ذات خیال کرنے کا امر
فرماتے ہیں پھر نفی اور اثبات کا امر
کرتے ہیں لا کی لفظ پھیلاتے ہوئے
جمیع لطائف مذکورہ پر اور اِلَّا اللّٰہُ
کے لفظ کو دل پر ضرب لگا کر واللہ اعلم۔

ف۔ مولانا رح نے فرمایا کہ شیخ مجدد رح کے تابعین کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ ہر لطیفے کا نور جدا اور رنگ علیحدہ ہے تو قلب کا نور زرد ہے اور روح کا نور سُرخ ہے اور سر کا نور سفید ہے اور خفی کا نور سیاہ ہے اور اخفی کا نور سبز ہے اور سر کا مقام قلب اور اخفی کے مابین ہے اور اخفی سب لطائف میں الطف اور احسن ہے اور روح الطف ہے قلب سے مشائخ مجددیہ میں مشغول ہے کہ ہمت اور توجہ سے اسم ذات کے ذکر کو ہر لطیفے میں لطائف

مذکورہ سے القا کرتے ہیں اور توجہ لینے والا حرکت کو محسوس پاتا ہے اور اُس کے ساتھ اسم ذات کے ذکر کو ہر لطیفے میں درجہ بدرجہ ارشاد فرماتے ہیں اور ہر لطیفے کے ذکر قوی ہونے کے بعد نفی اور اثبات کو تعلیم کرتے ہیں کہ خیال کی زبان سے زیر ناف سے کلمۂ لَا کو دماغ تک پہونچاوے اور کلمۂ اِلٰـہَ کو داہنے مونڈھے پر پستان راست پر پہونچاوے اور کلمۂ اِلَّا اللّٰہُ کو لطائف خمسہ پر پھیرتا ہوا دل پر ضرب کرے۔

ساتویں فصل

حقیقت نسبت اور اسکی تحصیل کا بیان

مَرْجِعُ الطُّرُقِ كُلِّهَا اِلیٰ تَحْصِيْلِ هَيْئَةٍ نَفْسَانِيَّةٍ تُسَمّٰى عِنْدَهُمْ بِالنِّسْبَةِ لِاَنَّهَا اِنْتِسَابٌ وَّارْتِبَاطٌ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَبِالسَّكِيْنَةِ وَبِالنُّوْرِ۔

وَحَقِيْقَتُهَا كَيْفِيَّةٌ حَالَّةٌ فِی النَّفْسِ النَّاطِقَةِ مِنْ بَابِ التَّشَبُّهِ بِالْمَلٰئِكَةِ اَوِ التَّطَلُّعُ اِلَى الْجَبَرُوْتِ۔

وَتَفْصِيْلُهٗ اَنَّ الْعَبْدَ اِذَا دَاوَمَ عَلَى الطَّاعَاتِ وَالطَّهَارَاتِ وَالْاَذْكَارِ حَصَلَ لَهٗ صِفَةٌ قَائِمَةٌ بِالنَّفْسِ النَّاطِقَةِ وَمَلَكَةٌ رَاسِخَةٌ لِهٰذَا التَّوَجُّهِ فَهٰذَانِ جِنْسَانِ لِلنِّسْبَةِ تَحْتَ كُلٍّ مِّنْهَا اَنْوَاعٌ كَثِيْرَةٌ

مرجع مشائخ کے طریقوں کا نفسانی کی تحصیل ہے جس کو صوفی نسبت کہتے ہیں اس واسطے کہ نسبت اللہ عزوجل کی انتساب اور ارتباط سے عبارت ہے اور اُن کے نزدیک یہ مسمّٰی بسکینہ اور نور ہے۔

اور نسبت کی حقیقت اور ماہیت وہ کیفیت ہے جو نفس ناطقہ میں حلول کر گئی ہے از قسم تشبیہ بفرشتگان یا اطلاع پانا طرف عالم جبروت کے۔

اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بندے نے جب طاعات اور طہارات اور اذکار پر مداومت کی تو اُس کو ایک صفت حاصل ہو جاتی ہے جس کا قیام نفس ناطقہ میں ہے اور اس توجّہ کا ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے صفت قائمہ سے تشبیہ ملکوت مراد ہے اور ملکۂ توجہ سے تطلع جبروت مقصود ہے تو نسبت کی یہ دونوں

جنسیں ہیں ہر جنس کے نیچے انواع کثیرہ داخل ہیں۔

فَمِنْهَا نِسْبَةُ الْمَحَبَّةِ وَالْعِشْقِ فَتَكُوْنُ الْمَحَبَّةُ صِفَةً رَّاسِخَةً فِي الْقَلْبِ۔

سو منجملہ انواع مذکورہ کے محبّت اور عشق کی نسبت ہے تو اس میں محبّت کی صفت محکم ہو جاتی ہے قلب کے اندر۔

وَمِنْهَا نِسْبَةُ كَسْرِ النَّفْسِ وَالتَّبَرِّيْ عَنْ حُظُوْظِهَا وَكَانَ سَيِّدِي الْوَالِدُ يُسَمِّيْهَا نِسْبَةَ أَهْلِ الْبَيْتِ۔

اور منجملہ انواع مذکورہ نفس شکنی اور بیزاری لذات کی نسبت ہے اور والد مرشد اس کو نسبت اہلبیت کہتے تھے۔

وَمِنْهَا نِسْبَةُ الْمُشَاهَدَةِ وَهِيَ مَلَكَةُ التَّوَجُّهِ إِلَى الْمُجَرَّدِ الْبَسِيْطِ وَبِالْجُمْلَةِ فَلِلْحُضُوْرِ مَعَ اللّٰهِ أَلْوَانٌ بِحَسَبِ اقْتِرَانِ مَعْنًى مِّنَ الْمَحَبَّةِ أَوْ كَسْرِ النَّفْسِ أَوْ غَيْرِهِمَا بِالْيَادْدَاشْتْ وَالنَّفْسُ تَقُوْمُ بِهَا مَلَكَةٌ رَّاسِخَةٌ مِّنْ هٰذَا اللَّوْنِ وَتُسَمّٰى تِلْكَ الْمَلَكَةُ نِسْبَةً وَّالنِّسَبُ كَثِيْرَةٌ جِدًّا وَّصَاحِبُ السِّرِّ يُدْرِكُ كُلَّ نِسْبَةٍ عَلٰحِدَتِهَا وَالْغَرَضُ مِنَ الْأَشْغَالِ تَحْصِيْلُ نِسْبَةٍ وَّالْمُوَاظَبَةُ عَلَيْهَا وَالْاِسْتِغْرَاقُ فِيْهَا حَتّٰى تَكْتَسِبَ

اور منجملہ ان کے مشاہدے کی نسبت ہے وہ عبارت ہے ملکہ توجہ سے مجرد بسیط کی طرف یعنی ذات مقدس کی طرف متوجہ رہنا اسی کا نام نسبت مشاہدہ ہے حاصل کلام بالاجمال یہ ہے کہ حضور مع اللہ رنگ برنگ ہے بحسب اتصال معنی محبت یا نفس شکنی یا ان کے غیر کی یادداشت کے ساتھ اور نفس انسانی میں اس رنگ مخصوص کا ملکہ راسخہ یعنی کیفیت تو یہ قائم ہو جاتی ہے اور یہی ملکہ اور کیفیت مسمی بہ نسبت ہے اور نسبتیں نہایت بکثرت ہیں اور صاحب اسرار ہر نسبت کو علیحدہ علیحدہ دریافت کرتا ہے اور اشغال قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ وغیرہا سے غرض اس

النَّفْسُ مِنْهَا مَلَكَةً رَّاسِخَةً۔

نسبت کی تحصیل ہے اور اُس پر دوام اور مواظبت کرنا اور اس میں ڈوبے رہنا تاکہ نفس اس مواظبت اور مشق دائمی سے ملکۂ راسخہ پیدا کرلے۔

ف۔ حاشیۂ منہیہ میں ارشاد ہوا کہ مصنفؒ نے اول طرق کا مآل کار بیان کیا کہ نسبت ہے پھر اُس کو دو قسم پر تقسیم کیا پھر تطلع الی الجبروت کے چند اصناف شمار کئے پھر ان اصناف کا قاعدۂ کلیہ بتایا سو اس کو تامل کرتا کہ تو راہ یاب ہو۔

وَلَا تَظُنَّنَّ اَنَّ النِّسْبَةَ لَا تَحْصُلُ اِلَّا بِهٰذِهِ الْاَشْغَالِ بَلْ هٰذِهٖ طَرِيْقٌ لِّتَحْصِيْلِهَا مِنْ غَيْرِ حَصْرٍ فِيْهَا وَ غَالِبُ الرَّأْيِ عِنْدِيْ اَنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ كَانُوْا يُحَصِّلُوْنَ السَّكِيْنَةَ بِطُرُقٍ اُخْرٰى فَمِنْهَا الْمُوَاظَبَةُ عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالتَّسْبِيْحَاتِ فِي الْخَلْوَةِ مَعَ الْمُحَافَظَةِ عَلٰى شَرِيْطَةِ الْخُشُوْعِ وَالْحُضُوْرِ وَ مِنْهَا الْمُوَاظَبَةُ عَلَى الطَّهَارَةِ وَذِكْرِ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ وَمَا اَعَدَّهُ اللّٰهُ لِلْمُطِيْعِيْنَ مِنَ الثَّوَابِ لِلْعَاصِيْنَ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ فَيَحْصُلُ انْفِكَاكٌ عَنِ اللَّذَّاتِ الْحِسِّيَّةِ وَانْقِلَاعٌ

اور یہ گمان نہ کیجیو کہ نسبت مذکورہ نہیں حاصل ہوتی مگر اُن ہی اشغال سے بلکہ حق یہ ہے کہ یہ اشغال بھی اُس کی تحصیل کا ایک طریق ہے اُن ہی میں کچھ انحصار نہیں اور میرے نزدیک ظن غالب یہ ہے کہ حضرات صحابہؓ اور تابعینؒ سکینہ یعنی نسبت کو اور ہی طریقوں سے حاصل کرتے تھے سو منجملہ اُن کے طریق تفصیل کے مواظبت ہے صلوات اور تسبیحات پر خلوت میں شرط خشوع اور حضور کی محافظت کے ساتھ اور منجملہ اُس کے طہارت پر اور موت کی یاد پر جو لذات کی کاٹنے والی ہے محافظت کرنا اور جو حق تعالیٰ نے مطیعوں کے واسطے ثواب مہیا کیا ہے اور جو گنہگاروں کے واسطے عذاب معین فرمایا اُس کو ہمیشہ یاد

عَنْهَا وَمِنْهَا الْمُوَاظَبَۃُ عَلَى تِلَاوَةِ
الْكِتَابِ وَالتَّدَبُّرِ فِيْهِ وَاسْتِمَاعِ
كَلَامِ الْوَاعِظِ وَمَا فِي الْحَدِيْثِ
مِنَ الرِّقَاقِ وَبِالْجُمْلَةِ
فَكَانُوْا يُوَاظِبُوْنَ عَلَى هٰذِهِ
الْاَشْيَاءِ مُدَّةً كَثِيْرَةً فَتَحْصُلُ
مَلَكَةٌ رَّاسِخَةٌ وَّهَيْأَةٌ نَفْسَانِيَّةٌ
فَيُحَافِظُوْنَ عَلَيْهَا بَقِيَّةَ الْعُمُرِ وَ
هٰذَا الْمَعْنٰى هُوَ الْمُتَوَارَثُ عَنْ
رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ
وَسَلَّمَ مِنْ طَرِيْقِ مَشَائِخِنَا
لَا شَكَّ فِيْ ذٰلِكَ وَاِنِ اخْتَلَفَ
الْاَلْوَانُ وَاخْتَلَفَتْ طُرُقُ
تَحْصِيْلِهَا۔

رکھنا ہے تو اس مواظبت اور یاد کے سبب لذات حسیہ سے انفکاک اور انقطاع حاصل ہو جاتا تھا اور منجملہ اُس کے مواظبت ہے قرآن مجید کی تلاوت پر اور اُس کے معانی غور کرنے پر اور نصیحت کرنیوالے کی بات سُننے پر اور اُن احادیث کے تامل کرنے پر جن سے دل نرم ہو جاتا ہے خلاصہ یہ کہ حضرات صحابہؓ اور تابعینؒ اشیائے مذکورہ پر مدت کثیرہ مواظبت اور دوام کرتے تھے تو اُن کو تقرب الی اللہ کا ملکۂ راسخہ اور ہیئات نفسانیہ حاصل ہو جاتی تھی اور اسی پر محافظت کیا کرتے تھے بقیۂ عمر میں اور یہی مقصود متوارث ہے شارع سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوراثت چلا آیا ہمارے مرشدوں کے طریق میں اس میں کچھ شک نہیں اگرچہ الوان مختلف ہیں اور تحصیل نسبت کے طریقے رنگ برنگ ہیں۔

ف ۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ میں نے مصنف قدس سرہ سے سُنا کہ قول فیصل اس بات میں یہ ہے کہ نسبت صحابہؓ اور تابعینؒ کی نسبت احسانیہ ہے اور وہ نسبت طہارت اور نسبت سکینہ سے مرکب ہے برکات عدالت اور تقویٰ اور سماحت[1] کے اختلاط کے ساتھ تو اُن کے کلام کا محل اصلی اور اُن کے خاص اور عام کا مطمح اولیٰ یہی ہے تو تجھ کو

---

[1] سماحت یعنی جوانمردی ۱۲

لائق ہے کہ اُن حضرات کے احوال اور اقوال کو اسی پر جو ہم نے بتایا محمول کیجیو چنانچہ اُن کے قصص اور حکایات اسی کے شاہد ہیں اور میں نے سنا مصنف رح سے فرماتے تھے کہ ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم کی ارواح کو میں نے مشاہدہ کیا کہ ایک دوسرے کے دامن میں چنگل مارے ہے اور اُن کا سلسلہ عالم ارواح میں خطیرۃ القدس کے ساتھ بنہج عجیب و رسوخ غریب متصل ہے اور ہم نے مشاہدہ کیا کہ اُن کا قول عالم ارواح کے باطن در باطن میں زیادہ تر ہے خارج کی نسبت واللہ اعلم مترجم

مترجم کہتا ہے حضرت مصنّف محقق نے کلام دلپذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اُکھاڑ دیا بعضے نادان کہتے ہیں کہ قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ رض اور تابعین رح کے زمانے میں نہ تھے تو بدعت سیئہ ہوئے خلاصہ جواب یہ ہے کہ جس امر کے واسطے اولیائے طریقت رضی اللہ عنہم نے یہ اشغال مقرر کئے ہیں وہ امر زمان رسالت سے اب تک برابر چلا آیا ہے گو طرق اس کی تحصیل کے مختلف ہیں تو فی الواقع اولیائے طریقت مجتہدین شریعت کے مانند ہوئے مجتہدین شریعت نے استنباط احکام ظاہر شریعت کے اصول ٹھہرائے اور اولیائے طریقت نے باطن شریعت کی تحصیل کی جس کو طریقت کہتے ہیں قواعد مقرر فرمائے تو یہاں بدعت سیئہ کا گمان سراسر غلط ہے ہاں یہ البتہ ہے کہ حضرات صحابہ رض کو بسبب صفائے طبیعت اور حضور خورشید[۱] رسالت کی تحصیل نسبت میں ایسے اشغال کی حاجت نہ تھی بخلاف متاخرین کے کہ اُن کو بسبب بعد زمان رسالت کے البتہ اشغال مذکورہ کی حاجت ہوئی جیسے صحابہ کرام کو قرآن اور حدیث کے فہم میں قواعد صرف اور نحو کے دریافت کی حاجت نہ تھی اور اہل عجم اور بالفعل

---

[۱] مثال اس کی ایسی ہے کہ جب تک آفتاب نکلا ہوا ہے ہر چیز پڑھ لے سکتا ہے آدمی اور جب آفتاب غروب ہو گیا تو حاجت روشنی کی پڑھی پڑنے کے لئے پس صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں آفتاب رسالت طلوع کئے ہوئے تھا کچھ حاجت اشغال کی حضور مع اللہ کے لئے نہ تھی فقط ایک نظر ڈالنے سے جمال با کمال پر وہ کچھ حاصل ہوتا تھا کہ اب چلّوں میں وہ نہیں حاصل ہوتا اور اب چونکہ وہ آفتاب عالمتاب غروب ہوا حاجت پڑی ان اشغال کی اُس ملکۂ حضور کے حاصل کرنے کے لئے ۱۲ ق

عرب اُس کے محتاج ہیں واللہ اعلم۔

سَمِعْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ قُدِّسَ سِرُّہٗ یَذْکُرُ وَاقِعَۃً لَّہٗ طَوِیْلَۃً رَأَی فِیْهَا الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ وَعَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمْ فَقَالَ سَأَلْتُ عَلِیًّا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْهَہٗ عَنْ نِسْبَتِیْ هَلْ هِیَ الَّتِیْ کَانَتْ عِنْدَکُمْ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَنِیْ بِالْاِسْتِغْرَاقِ فِیْهَا وَتَأَمَّلَ جِدًّا ثُمَّ قَالَ هِیَ هِیَ بِلَا فَرْقٍ۔

ثُمَّ لِصَاحِبِ الْمُدَاوَمَۃِ عَلَی السَّکِیْنَۃِ أَحْوَالٌ رَفِیْعَۃٌ تَنُوْبُہٗ مَرَّۃً فَلْیَغْتَنِمْهَا السَّالِکُ وَلْیَعْلَمْ أَنَّهَا عَلَامَاتُ قَبُوْلِ الطَّاعَاتِ وَتَأْثِیْرِهَا فِیْ صَمِیْمِ النَّفْسِ وَسُوَیْدَاءِ الْقَلْبِ۔

وَمِنْهَا إِیْثَارُ طَاعَۃِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰی جَمِیْعِ مَا سِوَاہُ وَالْغَیْرَۃُ عَلَیْہِ فَقَدْ أَخْرَجَ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ

والد مرشد قدس سرہ سے میں نے سُنا کہ اپنے طویل خواب کو ذکر کرتے تھے جس میں حسنین اور سید الاولیاء علی مرتضیٰ علیہم السلام کو دیکھا تو فرمایا کہ میں نے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے پوچھا اپنی نسبت سے کہ آیا یہ وہی نسبت ہے جو تم کو زمانۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاصل تھی تو مجھ کو امر کیا نسبت میں استغراق کرنے کا اور خوب تامل کیا پھر فرمایا یہ نسبت وہی ہے بلا فرق۔

پھر معلوم کرنا چاہیے کہ نسبت پر مداومت کرنے والے کے حالات رفیع الشان نوبت بنوبت ہوتے رہا کرتا ہے کوئی اور کبھی کوئی تو سالک اُن حالات رفیعہ کو غنیمت جانے اور معلوم کرے کہ حالات مذکورہ طاعات قبول ہونے اور باطن نفس اور دل کے اندر اثر کرنے کے علامات ہیں۔

منجملہ احوال رفیعہ کے مقدم رکھنا ہے طاعات الٰہی کا اُس کے جمیع ماسوا پر اور اُس پر غیرت کرنا سو البتہ امام مالک رح نے مؤطا میں عبداللہ بن ابی بکر رض سے روایت

اَبِی بَکْرٍ رض اَنَّ اَبَا طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیَّ رض کَانَ یُصَلِّیْ فِیْ حَائِطٍ لَّہٗ فَطَارَ دُبْسِیٌّ فَطَفِقَ یَتَرَدَّدُ وَیَلْتَمِسُ مَخْرَجَہٗ فَاَعْجَبَہٗ ذٰلِکَ فَجَعَلَ یَتْبَعُہٗ بَصَرُہٗ سَاعَۃً ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی صَلَاتِہٖ فَاِذَا ھُوَ لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَقَالَ قَدْ اَصَابَتْنِیْ فِیْ مَالِیْ ھٰذَا فِتْنَۃٌ فَجَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ لَہُ الَّذِیْ اَصَابَہٗ فِیْ حَائِطِہٖ مِنَ الْفِتْنَۃِ وَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھُوَ صَدَقَۃٌ لِّلّٰہِ فَضَعْہُ حَیْثُ شِئْتَ وَقِصَّۃُ سُلَیْمَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْمُشَارُ اِلَیْھَا فِیْ قَوْلِہٖ عَزَّمِنْ قَائِلٍ فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ مَشْھُوْرَۃٌ مَعْلُوْمَۃٌ -

کی کہ ابو طلحہ رض انصاری اپنے باغ میں نماز پڑھتے تھے تو ایک چڑیا خوشرنگ اڑی سو اِدھر اُدھر جھانکتی پھرتی تھی اور نکل جانے کی راہ تلاش کرتی تھی یعنی درخت ایسے پیچاں اور زمین پر جھکے تھے کہ اُس کا نکلنا دشوار ہوا تو ابو طلحہ رض کو یہ امر خوش معلوم ہوا تو ایک ساعت اپنی نظر کو اُس کے ساتھ دوڑایا کیے پھر اپنی نماز کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ معلوم نہ رہا کہ کتنی پڑھی تھی تو کہا کہ یہ میرا مال یعنی باغ میرے حق میں فتنہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آنحضرتؐ سے یہ قصہ نقل کیا اور کہا یا رسولؐ اللہ یہ باغ خیرات ہے اللہ کی راہ میں اس کو رکھیے اور دیجیے جہاں کہیں چاہیے اور سلیمان علیہ السلام کا قصہ جس کا اس آیت میں اشارہ ہے فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ مشہور اور معلوم ہے۔

مترجم کہتا ہے قصہ مذکورہ مجملاً یوں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک بار گھوڑوں کے دیکھنے میں ایسے مشغول ہوئے کہ آفتاب ڈوب گیا نماز عصر قضا ہو گئی تو فرمایا کہ گھوڑوں کی پنڈلیاں اور گردنیں کاٹ ڈالو[1] خلاصہ یہ ہے کہ اہل کمال کے نزدیک

---

[1] یہ اسرائیلیات ناقابل قبول علماء کے ہیں تفسیر کبیر میں صحت یوں کی گئی ہے کہ گھوڑدوڑ ملاحظہ کر کے حضرت سلیمانؑ نے ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرا تھا۔ مصحح۔

طاعتِ حق ہر امر پر مقدم ہوتی ہے اگر احیاناً کسی چیز کی مشغولی نے طاعتِ حق میں خلل ڈالا تو غیرتِ اہل کمال اُس چیز کے دفع کرنے کو مقتضی ہوتی ہے۔ چنانچہ ابو طلحہؓ نے عمدہ باغ خیرات کر دیا اور حضرت سلیمانؑ نے گھوڑوں کو مروا ڈالا۔

وَمِنْهَا غَلَبَةُ الْخَوْفِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی بِحَيْثُ يَظْهَرُ عَلٰی ظَاهِرِ الْبَدَنِ وَالْجَوَارِحِ لَهٗ اَثَرٌ اَخْرَجَ الْحُفَّاظُ فِی الْاُصُوْلِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ اِلٰی اَنْ قَالَ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ وَفِی الْحَدِيْثِ اَنَّ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَامَ عَلٰی قَبْرٍ فَبَكٰی حَتّٰی ابْتَلَّتْ لِحْيَتُهٗ وَ

اور منجملہ حالات رفیعۂ مذکورہ کے اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اس طرح پر کہ اُس کا اثر بدن اور جوارح پر ظاہر ہو جاتا ہے حُفّاظ حدیث نے اصول میں یہ حدیث روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخصوں کو حق تعالیٰ اپنے سایۂ رحمت میں رکھے گا یہاں تک کہ پانچواں[۵] شخص فرمایا وہ مرد ہے جس نے اللہ کو خالی مکان میں یاد کیا پھر اُس کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگیں اور حدیث میں وارد ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ایک قبر پر

[۱] اس کے آگے یہ ہے اُس دن کہ نہیں سایہ ہوگا مگر سایہ اُس کا ایک تو امامؑ عادل اور نوجوان[۲] کہ نشو و نما پایا اُس نے اللہ کی عبادت میں اور[۳] وہ شخص کہ دل اُس کا مسجد ہی میں لگا رہتا ہے جب نکلتا ہے مسجد سے یہاں تک کہ پھر آوے مسجد میں اور[۴] وہ شخص کہ محبت رکھتے ہیں آپس میں اور جمع بھی ہوتے ہیں محبت پر اور جدا بھی ہوتے ہیں محبت پر یعنی حاضر و غائب محبت یکساں رکھتے ہیں اور[۵] وہ شخص کہ یاد کیا اللہ کو تنہائی میں پس جاری ہوئیں آنکھیں اُس کی آنسوؤں سے اور[۶] وہ شخص کہ بلایا اُس کو ایک عورت حسب و جمال والی نے پس کہا اُس نے کہ میں ڈرتا ہوں اللہ سے اور[۷] وہ شخص کہ دیا کچھ صدقہ پس پوشیدہ دیا اُس کو یہاں تک کہ نہ جانا بائیں ہاتھ اُس کے نے اُس چیز کو کہ خرچ کیا داہنے ہاتھ اُس کے نے یعنی اس طرح کچھ دیا کہ داہنے ہاتھ والے کو دیا تو بائیں ہاتھ والے کو خبر نہ ہوئی اُس کی یہ حدیث بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے ۱۲ مشکوٰۃ۔

وَكَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى بِاللَّيْلِ اَزِيْزٌ كَاَزِيْزِ الْمِرْجَلِ.

کھڑے ہوئے تو اتنا روئے کہ داڑھی تر ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب تہجد کی نماز پڑھتے تھے تو سینۂ مبارک سے جوش کی آواز آتی تھی دیگ کے جوش کرنے کی طرح یعنی رونے کی ایسی آواز آتی تھی سینۂ مبارک سے جیسے ہانڈی سن سن بولتی ہے۔

ف۔ مولانا نے فرمایا حدیث میں وارد ہے کہ دوزخ میں نہ داخل ہوگا وہ مرد جو رویا اللہ کے خوف سے یہاں تک کہ دودھ تھن میں پھر جاوے[1] اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرد کثیر البکا تھے آنکھیں نہ تھمتی تھیں آنسوؤں سے جب کہ وہ قرآن پڑھتے تھے اور جبیر بن مطعم نے کہا کہ جب میں نے یہ آیت آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنی۔

اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ

تو گویا میرا قلب اڑ گیا خوف سے۔

وَمِنْهَا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ قَدْ اَخْرَجَ الْحُفَّاظُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ وَاَنَّهُ قَالَ لَنْ يَّبْقٰى بَعْدِيْ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ فَقَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ

اور منجملہ حالات رفیعہ سچا خواب ہے حافظان حدیث نے روایت نقل کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خواب نیک مرد سے نبوت کے چھیالیس ۴۶ حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور آنحضرت نے فرمایا نہ باقی رہے گا میرے بعد نبوت سے مگر مبشرات صحابہ رضی نے کہا اور مبشرات کیا ہیں یا رسول اللہ فرمایا نیک خواب جس کو نیک مرد دیکھے یا اس

[1] اس کو تعلیق بالمحال کہتے ہیں یعنی جیسے دودھ کا تھنوں میں پھر جانا محال ہے ایسے ہی اس کا دوزخ میں جانا محال ہے ۱۲۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ اَوْ تُرٰى لَهٗ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّ اَرْبَعِيْنَ جُزْءً مِّنَ النُّبُوَّةِ وَ بِهٖ فُسِّرَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔

کے واسطے دوسرا نیک مرد سچا خواب دیکھے وہ نبوت کے چھیالیس[۴۶] حصّوں میں سے ایک حصّہ ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ اُن کے واسطے بشارت ہے زندگانی دنیا میں تفسیر کیا گیا ہے برویاے صالحہ یعنی اس آیت کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ بشارت دنیاوی سے سچا خواب مراد ہے۔

ف ۔ مولانا نے فرمایا کہ رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سالکوں کے خواب کی تعبیر فرمایا کرتے تھے تا اینکہ بعد نماز صبح کے جلوس فرماتے اور ارشاد کرتے کہ تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے تو اگر کوئی خواب بیان کرتا تو آنحضرت اُس کی تعبیر فرماتے تھے۔

وَالْمُرَادُ بِالرُّؤْيَا الصَّالِحَةِ رُؤْيَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْمَنَامِ اَوْ رُؤْيَةُ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ اَوْ رُؤْيَةُ الصَّالِحِيْنَ وَالْاَنْبِيَاءِ ثُمَّ رُؤْيَةُ الْمَشَاهِدِ الْمُتَبَرِّكَةِ كَبَيْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ ثُمَّ رُؤْيَةُ الْوَقَائِعِ الْاٰتِيَةِ الْمُسْتَقْبِلَةِ فَتَقَعُ كَمَا رَاٰى اَوِ الْمَاضِيَةِ عَلٰى مَا هِىَ عَلَيْهِ اَوْ رُؤْيَةُ الْاَنْوَارِ الطَّيِّبَاتِ كَشُرْبِ اللَّبَنِ اَوِ الْعَسَلِ وَالسَّمَنِ

اور رویائے صالحہ سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رویت ہے خواب میں یا دیکھنا جنت اور نار کا یا دیکھنا صالحین اور انبیا علیہم السّلام کا اس کے بعد مکانات متبرکہ کا خواب میں دیکھنا جیسے بیت اللہ محترم یا مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیکھنا یا بیت المقدس کا اس کے بعد رتبہ ہے وقائع آئندہ کے دیکھنے کا کہ مطابق رویت کے واقع ہوں یا وقائع گذشتہ کا دیکھنا ٹھیک ٹھیک یا انوار او طیبات کا دیکھنا جیسے دودھ اور شہد اور گھی کا پینا چنانچہ کتب احادیث کی کتاب الرویا میں مذکور ہے اور اسی طرح فرشتوں کا دیکھنا

كَمَا هُوَ مَذْكُوْرٌ فِيْ كِتَابِ الرُّؤْيَا مِنَ الْاُصُوْلِ وَرُؤْيَةُ الْمَلَائِكَةِ فَفِي الْحَدِيْثِ اِنَّ رَجُلاً كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَهَرَتْ ظُلَّةٌ فِيْهَا اَمْثَالُ الْمَصَابِيْحِ اِلٰى اٰخِرِ الْقِصَّةِ۔

جاگتے کی حالت میں حدیث میں وارد ہے کہ ایک مرد قرآن پڑھتا تھا ایک رات تو ایک سائبان ظاہر ہوا جس میں چراغ سے تھے تا آخر قصہ۔

ف۔ قصۂ مذکورہ مجملاً صحیحین کی روایت سے یوں ہے کہ اُسید بن حُضیرؓ تہجد کے وقت سورۂ بقرہ پڑھتے تھے تو ایک سائبان آسمان کی طرف سے جس میں چراغوں کے مانند روشنی تھی اتنا قریب آگیا کہ اُن کا گھوڑا بھڑکنے لگا انھوں نے یہ قصہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا فرمایا کہ تجھکو معلوم ہے کہ وہ کیا تھا انھوں نے کہا کہ نہیں فرمایا وہ فرشتے تھے تیرے قرآن کی آواز سُن کر قریب ہو گئے تھے اگر تو پڑھے جاتا تو صبح کے وقت اُن کو لوگ دیکھ لیتے وہ مخفی نہ ہوتے۔

مترجم کہتا ہے رؤیت نبوی جمیع مقامات سے اس واسطے مقدم ہوئی کہ صحیحین میں ابی ہریرہؓ سے حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھ کو خواب میں دیکھا اُس نے مجھ کو فی الواقع دیکھا اس واسطے کہ شیطان میری صورت میں نہیں پکڑ سکتا مولاناؒ نے فرمایا دودھ اور شہد کے مانند سفید کپڑوں کا بھی خواب ہے احمدؒ اور ترمذیؒ نے عائشہؓ صدیقہ سے روایت کی کہ کسی نے ورقہ بن نوفل کا حال رسول علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے پوچھا تو خدیجۃ الکبریٰؓ نے کہا کہ اُس نے تو آپ کی تصدیق نبوت کی تھی ولیکن وہ مر گیا قبل آپ کے ظہور کے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اس کو خواب میں دیکھا اُس پر سفید پوشاک تھی اور اگر وہ دوزخی ہوتا تو اُس پر لباس سفید نہ ہوتا۔

فراست صادقہ وَمِنْهَا الْفِرَاسَةُ الصَّادِقَةُ وَالْخَاطِرُ الْمُطَابِقُ

اور منجملۂ حالات رفیعہ فراست صادقہ ہے اور وہ خاطر جو مطابق ہے واقع کے سو

الْوَاقِعِ فَقَدْ جَاءَ فِی الْخَبَرِ اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ۔

البتہ حدیث میں آیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ بواسطۂ نور آلہی کے نظر کرتا ہے۔

مترجم کہتا ہے فراست صادقہ سے ٹھیک اٹکل مراد ہے۔

وَمِنْهَا اِجَابَۃُ الدُّعَاءِ وَظُهُوْرُ مَا يَطْلُبُهٗ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی بِجُهْدِ هِمَّتِہٖ وَاِلَيْہِ الْاِشَارَۃُ فِی الْحَدِيْثِ رُبَّ اَغْبَرَ وَاَشْعَثَ ذِیْ طِمْرَيْنِ لَا يُعْبَاُ بِہٖ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ وَ بِالْجُمْلَۃِ فَهٰذِهِ الْوَقَائِعُ وَاَمْثَالُهَا دَالَّۃٌ عَلٰی صِحَّۃِ اِيْمَانِ الرَّجُلِ وَقُبُوْلِ طَاعَاتِہٖ وَسِرَايَۃِ النُّوْرِ فِیْ صَمِيْمِ قَلْبِہٖ فَلْيَغْتَنِمْهَا۔

اور منجملہ حالات رفیعہ کے دعا کا قبول ہونا ہے اور ظاہر ہونا اُس کا جس کا اللہ سے طالب ہے اپنی ہمت کی کوشش سے اور اسی کی طرف اشارہ حدیث میں ہے کہ بعض شخص غبار آلود پریشان مو پرانے پھٹے کپڑوں والا جس کو کوئی خیال میں نہیں لاتا اگر وہ قسم کھا بیٹھے اللہ کے بھروسے پر تو حق تعالےٰ اس کی قسم کو سچّا کردے یعنی خدا کے نزدیک اُس کی ایسی وجاہت ہے کہ جیسا اُس نے کہا ویسا ہی کردے خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسے حالات رفیعہ جو مذکور ہوئے اور مانند ان کے اور حالات بلند دلالت کرتے ہیں مرد کی صحت ایمان پر اور اس کی طاعات کے قبول ہونے پر اور نور سرایت کرجانے پر اُس کے قلب کے باطن میں تو سالک ان کو غنیمت جانے۔

ثُمَّ بَعْدَ حُصُوْلِ النِّسْبَۃِ عُرُوْجٌ اٰخَرُ وَهُوَ الْفَنَاءُ فِی اللّٰہِ وَالْبَقَاءُ بِہٖ وَالْحَقُّ عِنْدِیْ اَنَّہٗ

پھر بعد حاصل ہونے نسبت کے دوسرا عروج اور ترقی ہے اور وہ عبارت ہے فنا فی اللہ اور بقا باللہ سے اور میرے

لَیْسَ مُتَوَاتِرًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَاسِطَۃِ الْمَشَائِخِ بِالسَّنَدِ الْمُتَّصِلِ بَلْ ھُوَ مَوْھِبَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی یَھَبُہٗ مَنْ شَآءَ مِنْ عِبَادِہٖ مِنْ غَیْرِ تَوَارُثٍ وَّمِمَّا یَشْھَدُ لِھٰذَا الْمَعْنٰی مَارُوِیَ اَنَّ خُوَاجَہْ نَقْشْبَنْد سُئِلَ عَنْ سِلْسِلَۃِ شُیُوْخِہٖ فَقَالَ لَمْ یَصِلْ اَحَدٌ اِلَی اللّٰہِ بِالسِّلْسِلَۃِ بَلْ وَصَلَتْ اِلَیَّ جَذْبَۃٌ وَصَلَتْنِیْ اِلَی اللّٰہِ قَضِیَّۃٌ لِمَا وَرَدَ جَذْبَۃٌ مِّنْ جَذَبَاتِ اللّٰہِ تُوَازِیْ عَمَلَ الثَّقَلَیْنِ ھٰذَا مَعَ اَنَّ سِلْسِلَۃَ شُیُوْخِہٖ مَعْلُوْمَۃٌ وَّمَعْرُوْفَۃٌ فَمَنْ شَآءَ ھٰذَا الْعُرُوْجَ فَلْیَرْجِعْ اِلٰی سَآئِرِ کُتُبِنَا وَاللّٰہُ الْھَادِیْ۔

نزدیک واقعی یہ امر ہے کہ مرتبۂ فنا اور بقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بواسطہ مشائخ سند متصل سے متوارث نہیں بلکہ یہ تو خدا کی دین ہے جس کو اپنے بندوں میں سے چاہے عنایت کرے بدون توارث کے اور اس مدعا کا شاہد وہ امر ہے جو خواجہ نقشبند سے منقول ہے کہ کسی نے اُن کے پیروں کا سلسلہ پوچھا تو فرمایا کوئی شخص اللہ تک اپنے سلسلے کے واسطے سے نہیں پہونچا بلکہ مجھ کو توکشش ربانی پہونچ گئی سو اُس نے مجھ کو اللہ تک پہونچا دیا یہ کلام مطابق ہے اس حدیث مروی کے کہ ربانی کششوں میں سے ایک کشش جن اور انسان کے عمل کے مقابل ہے اس کو یاد رکھنا باوجودیکہ خواجہ نقشبند کے مرشدوں کا سلسلہ معروف اور مشہور ہے سو اس امر کی جو زیادہ تحقیق چاہے یعنی فنا اور بقا کے وہبی ہونے کی نہ کسبی ہونے کی تو ہماری اور کتابوں کی طرف رجوع کرے اور اللہ جل شانہ رہنما ہے۔

ف۔ مصنف قدس سرہ نے حاشیۂ منہیہ میں فرمایا کہ اس مقدمے کو ہم نے کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں بتفصیل بیان کیا ہے جس کو شوق ہو وہ اُس کتاب کو دیکھے۔

آٹھویں فصل

خاندان ولی اللّٰہی کے اعمال مجربہ کا بیان

فِیْ شَیْءٍ مِّنْ فَوَائِدِ سَیِّدِی الْوَالِدِ قُدِّسَ سِرُّہٗ۔

برائے کشائش ظاہری و باطنی [1] اَوْصَانِیْ سَیِّدِی الْوَالِدُ قُدِّسَ سِرُّہٗ بِمُوَاظَبَۃِ یَا مُغْنِیْ کُلَّ یَوْمٍ مِّائَۃً وَّ اَلْفَ مَرَّۃٍ وَسُوْرَۃِ الْمُزَّمِّلِ اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً فَاِنْ لَّمْ نَسْتَطِعْ فَاِحْدٰی عَشَرَ مَرَّۃً وَّقَالَ ھٰذَانِ مُجَرَّبَانِ لِلْغِنَی الْقَلْبِیِّ وَالظَّاہِرِیِّ کِلَیْہِمَا۔

اس فصل میں والد مرشد قدس سرہ کے بعض فائدے مذکور ہیں یعنی حضرتؒ کے خاندانی اعمال مجربہ کا اس میں ذکر ہے۔

والد مرشد قدس سرہ نے مجھ کو وصیت کی یا مغنی کی مواظبت کی ہر دن گیارہ سو بار اور سورۂ مزمل پڑھنے کی چالیس[۴۰] بار سو اگر نہ ہو سکے تو گیارہ[۱۱] بار اور فرمایا کہ یہ دونوں عمل غنائے دلی اور ظاہری دونوں کے واسطے مجرب ہیں[1]۔

[1] اور بعض مشائخ سے پڑھنا سورہ مزمل کا اکتالیس[۴۱] بار بھی منقول ہے اور بعض سے نماز میں پڑھنا اس کا اس طرح کہ عشا کے بعد دو رکعتوں میں اکتالیس بار پڑھے اس طرح کہ اکیس[۲۱] بار پہلی رکعت میں اور بیس[۲۰] بار دوسری رکعت میں اور مولوی فخر الدین صاحب رحمہ اللہ کے مریدوں میں مجرب اسکا ایک طریق یہ ہے کہ بعد سنت فجر کے ایکبار اور ہر نماز کے پنجگانہ میں سے دو دو بار کہ شب و روز میں گیارہ بار ہو جاوے اور اس فقیر کو ان سب طرق کی اجازت ہے اور جو چاہے پڑھے اُس کو بھی میری طرف سے اجازت ہے جَرَّبْتُ ھٰذَا الْعَمَلَ فَوَجَدْتُّہٗ کَذٰلِکَ ۱۲ ق۔

وَاَوْصَانِیْ بِمُوَاظَبَۃِ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلَّ یَوْمٍ وَّقَالَ بِھَا وَجَدْنَا مَا وَجَدْنَا۔

اور مجھ کو وصیت کی درود کی ہمیشگی پر ہر روز اور فرمایا کہ اسی کے سبب سے ہم نے پایا جو پایا۔

برائے درد دندان و درد سر و درد ریاح

وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِذَا جَاءَکَ مَنْ یَتَاَلَّمُ ضِرْسُہٗ اَوْ رَاْسُہٗ اَوْ تُوَجِّعُہُ الرِّیَاحُ فَخُذْ لَوْحًا طَاھِرًا وَّضَعْ عَلَیْہِ رَمْلًا طَاھِرًا وَّاکْتُبْ بِمِسْمَارٍ اَبْجَدْ ھَوَّزْ حُطِّیْ وَشَدِّدْ بِالْمِسْمَارِ عَلَی الْاَلِفِ وَاقْرَأِ الْفَاتِحَۃَ مَرَّۃً وَّصَاحِبُ الْاَلَمِ وَلْیَضَعْ اِصْبَعَہٗ عَلٰی مَوْضِعِ الْاَلَمِ بِقُوَّۃٍ ثُمَّ سَلْہُ ھَلْ شُفِیْتَ فَاِنْ شُفِیَ فِیْھَا وَاِلَّا انْقُلْتَ الْمِسْمَارَ اِلَی الْبَاءِ وَقَرَأْتَ الْفَاتِحَۃَ مَرَّتَیْنِ وَسَاَلْتَہٗ کَالْاُوْلٰی فَاِنْ شُفِیَ فِیْھَا وَاِلَّا نَقَلْتَ

اور سُنا میں نے والدؒ مرشد سے فرماتے تھے کہ جب کوئی تیرے پاس اپنے دانت کے درد یا سر کے درد سے نالاں آوے یا اُس کو ریاح ستاتے ہوں تو ایک تختی یا پڑی پاک لے اور اُس پر پاک ریتا ڈال اور ایک کیل یا کھونٹی سے اُس پر ابجد ہوز حطی لکھ اور کیل کو الف پر زور سے داب اور ایک بار سورۂ فاتحہ پڑھ اور درد والا آدمی اپنی انگلی کو درد کے مقام پر زور سے رکھے رہے پھر اُس سے پوچھ کہ تجھکو آرام ہوگیا اگر درد جاتا رہا تو خوب ہے اور نہیں تو کیل کو دوسرے حرف یعنی بے کی طرف نقل کرے اور دو بار سورۂ فاتحہ پڑھے اور پوچھے پہلی بار کی طرح کہ صحت ہوئی یا نہیں اگر صحت ہوگئی تو فہو المراد اور نہیں تو جیم کی طرف کیل کو نقل کرے اور تین بار الحمد پڑھے

---

۵ ظفر جلیل میں کچھ فائدے درود شریف کے اور الفاظ اُس کے میں نے لکھے ہیں جو چاہے اُس میں سے دیکھ لے اور صلوٰۃ تنجینا کا ستر بار ہر روز پڑھنا قضائے حوائج کے لئے ایک بزرگ سے مجھ کو پہونچا ہے اُس کی بھی اجازت ہے جو چاہے سو پڑھے ۱۲۔

اَلْمِسْمَارَ اِلَی الْجِیْمِ وَ قَرَأْتَ الْفَاتِحَۃَ ثَلٰثًا وَّ ھٰکَذَا فَلَا نَصِلُ اِلٰی اٰخِرِ الْحُرُوْفِ اِلَّا وَ قَدْ شَفَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

اور اسی طرح ہر حرف پر کیل سے دابتا جاوے اور سورہ فاتحہ کو ہر بار پڑھتا جاوے تو آخر حرف تک تو نہ پہونچے گا مگر یہ کہ خدا اس کے اندر ہی شفا عنایت کرے گا۔

برائے دفع حاجت و ردّ غائب و شفائے مریض

وَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اِذَا عَنَتْ لَکَ حَاجَۃٌ اَوْ کَانَ لَکَ غَائِبٌ فَاَرَدْتَ اَنْ یَّرْجِعَہُ اللّٰہُ سَالِمًا غَانِمًا اَوْ کَانَ لَکَ مَرِیْضٌ فَاَرَدْتَ اَنْ یَّشْفِیَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاقْرَأْ سُوْرَۃَ الْفَاتِحَۃِ اِحْدٰی وَ اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً بَیْنَ سُنَّۃِ الْفَجْرِ وَ فَرْضِہٖ۔

اور میں نے والدؒ مرشد سے سنا فرماتے تھے کہ جب تجھکو کوئی حاجت پیش آوے یا کوئی شخص تیرا غائب ہو اور تو چاہے کہ حق تعالیٰ اس کو سالم اور غانم پھر لاوے یا کوئی تیرا بیمار ہو سو تو چاہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو صحت بخشے تو سورہ فاتحہ کو اکتالیس[1] بار فجر کی سنّت اور فرض کے درمیان میں پڑھ۔

ف۔ مولاناؒ نے حاشیے میں فرمایا کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جو فاتحۃ الکتاب کو چالیس بار پانی کے پیالے پر پڑھے اور محموم یعنی تپ والے کے منھ پر چھینٹا مارے تو حق تعالیٰ اُس کو فائدہ بخشے۔

برائے گزیدن سگ دیوانہ

وَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ عَضَّہُ الْکَلْبُ

اور میں نے سنا انہی حضرت سے فرماتے تھے کہ جس کو باؤلا کتا کاٹے اور

---

[1] اور اس فقیر کو ایک بزرگ سے پہونچا ہے کہ جس لڑکے کو مسان کی بیماری ہو تو اُس پر الحمد کتالیس بار ساتھ وصل میم بسم اللہ کے ساتھ الحمد کے پڑھ کر چالیس روز تک دم کیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ وہ مرض اس کا جاتا رہے گا اور اگر فرصت نہ ہو تو تین بار کا پڑھنا بھی کفایت کرتا ہے ۱۲۔

الْمَجْنُوْنَ وَخِيْفَ عَلَيْهِ الْجُنُوْنُ فَاكْتُبْ لَهٗ هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَلٰى اَرْبَعِيْنَ كِسْرَةً مِّنَ الْخُبْزِ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۙ وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا ۚ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ۙ وَمُرْهُ اَنْ يَّاْكُلَ كُلَّ يَوْمٍ كِسْرَةً ۔

اُس کے دیوانہ ہو جانے کا خوف ہو تو اس آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا الفظ رُوَيْدًا تک اور اُس کو کہدے کہ ہر دن ایک ٹکڑا کھایا کرے۔[1]

برائے دفع فاقہ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ قَرَاَ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ كُلَّ لَيْلَةٍ لَّمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ ۔

اور میں نے اُن حضرت سے سُنا فرماتے تھے کہ جو شخص سورۂ واقعہ کو ہر رات پڑھے اس کو فاقہ نہیں ہوتا۔

مترجم کہتا ہے یہ عمل حدیث کے موافق ہے واللہ اعلم[2]۔

بیدار شدن از شب وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ مَنْ قَرَاَ عِنْدَ نَوْمِهٖ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِلٰى اٰخِرِ سُوْرَةِ الْكَهْفِ وَسَاَلَ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يُّوْقِظَهٗ فِيْ اَيِّ سَاعَةٍ اَرَادَ اَيْقَظَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهَا

اور میں نے اُن حضرت سے سُنا فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے سونے کے وقت اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سورۂ کہف کے آخر تک پڑھے اور اللہ تعالےٰ سے یہ دعا کرے کہ اُس کو جگاوے جس وقت کا کہ ارادہ کرے تو حق تعالیٰ اُسکو جگاوے گا اُسی وقت۔

---

[1] سُنا اس فقیر نے اپنے اُستاد مولانا اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ سے فرماتے تھے جس کو باؤلا کتا کاٹے تو ایک ٹکڑا بانات کا تھوڑے سے گڑ میں لپیٹ کر کھلاوے تو انشاء اللہ تعالیٰ زہر اُس کا کہیں اثر نہ کرے گا ۱۲ ق

[2] اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حزب البحر کی شرح میں حدیث سے یا کسی صحابی رضؓ سے لکھا ہے کہ جو کوئی لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سو بار ہر روز پڑھ لیا کرے تو اُس کو فاقہ نہیں پہونچے گا۔

مترجم کہتا ہے سورۂ کہف کے آیات مذکورہ یہ ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًاۙ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰۤى اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۝ فَمَنْ كَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ۝ ۔

یہ عمل حدیث کے موافق ہے چنانچہ دارمی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے کذافی الحاشیۃ العزیزیۃ۔

عمل حفظ اطفال وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اُكْتُبْ هٰذِهِ الْعُوْذَةَ وَعَلِّقْهَا فِیْ عُنُقِ الطِّفْلِ یَحْفَظُهُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَیْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَیْنٍ لَامَّةٍ تَحَصَّنْتُ بِحِصْنِ اَلْفِ اَلْفِ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۝

اور سُنا میں نے حضرت والد سے فرماتے تھے کہ اس تعویذ کو لکھ اور لڑکے کی گردن میں لٹکا حق تعالیٰ اُس کو محفوظ رکھے گا بسم اللہ سے آخر تک تعویذ مذکور ہے ترجمہ اُس کا یہ ہے کہ بواسطۂ کلمات آلہیہ کے جو اپنی تاثیر میں پورے ہیں میں پناہ مانگتا ہوں ہر شیطان اور کاٹنے والے کیڑے اور نظر لگانے والے کی آنکھ کی شر سے میں نے پناہ پکڑی دس لاکھ[1] لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم کے قلعے میں۔

[1] حدیث شریف میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنین کے لئے یوں تعویذ کرتے تھے اُعِیْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ كُلِّ شَیْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَیْنٍ لَامَّةٍ اور فرماتے تھے کہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم؊ تعویذ کرتے تھے ساتھ اس دعا کے اسمٰعیل؊ اور اسحٰق کو روایت کی مسلم؄ نے اور معمول مولانا عبدالعزیز صاحب و مولانا اسحٰق صاحب رحمہما اللہ کا فقط اس طرح کے لکھنے کا تھا اعوذ بکلمات اللہ التآمات من کل شر شیطان وھامۃ ومن کل عین لامۃ ۱۲ ق

برائے امان از ہر آفت

وسمعتہ یقول ھٰذا الدعاء امان من کل افۃ یقرأ صباحا ومساء بسم اللّٰہ اللّٰھم انت ربی لا الٰہ الا انت علیک توکلت وانت رب العرش العظیم ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم ما شاء اللّٰہ کان وما لم یشأ لم یکن اشھد ان اللّٰہ علٰی کل شیء قدیر ہ وان اللّٰہ قد احاط بکل شیء علما واحصٰی کل شیء عددا اللّٰھم انی اعوذ بک من شر نفسی ومن شر کل دابۃ انت اخذ بناصیتھا ان ربی علٰی صراط مستقیم وانت علٰی کل شیء حفیظ ہ ان ولیی اللّٰہ الذی نزل الکتٰب وھو یتولی الصٰلحین ہ فان تولوا فقل حسبی اللّٰہ لا الٰہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم۔

اور سُنا میں نے اُن سے فرماتے تھے کہ یہ دعا یعنی بسم اللہ سے آخر تک امان اور پناہ ہے ہر آفت سے پڑھا کرے اُس کو صبح اور شام ترجمہ اُس کا یہ ہے کہ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے خداوندا تو میرا رب ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے تیرے تجھی پر میں نے بھروسا کیا اور تو ہی مالک ہے عرش عظیم کا اور نہ بچاؤ ہے گناہ سے اور نہ قوت ہے بندگی پر مگر اللہ کی توفیق سے جو بلند اور بزرگ ہے جو اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور مقرر اللہ نے اپنے علم سے ہر چیز کو گھیر لیا ہے اور ہر چیز کو شمار میں کر لیا ہے گن کر خداوندا میں پناہ مانگتا ہوں اپنی ذات کی برائی سے اور ہر چلنے والے جاندار کی برائی سے جس کی چوٹی کو تو تھامنے ہوئے ہے یعنی تیرے قبضۂ قدرت میں ہے مقرر میرا رب صراط مستقیم پر ہے اور تو ہر چیز کا نگہبان ہے البتہ میرے کام کا بنانے والا اللہ ہے جس نے قرآن اُتارا اور وہ نیکوکاروں کو دوست رکھتا ہے سو اگر وہ نہ مانیں اور گردن کشی کریں تو کہہ مجھکو اللہ کافی ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے اُس کے

برائے خوف حاکم وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ مَنْ خَافَ ذَا سُلْطَانٍ فَلْیَقُلْ کٓھٰیٰعٓصٓ کُفِیْتُ حٰمٓعٓسٓقٓ حُمِیْتُ وَلْیَقْبِضْ کُلَّ اِصْبَعٍ مِّنَ الْیَدِ الْیُمْنٰی عِنْدَ کُلِّ حَرْفٍ مِّنَ اللَّفْظِ الْاَوَّلِ وَمِنَ الْیُسْرٰی عِنْدَ کُلِّ حَرْفٍ مِّنَ الثَّانِیْ ثُمَّ لِیَفْتَحْہُمَا جَمِیْعًا فِیْ وَجْہِ مَنْ یَّخَافُ مِنْہُ۔

اُسی پر میں نے اعتماد اور بھروسا کیا اور وہی مالک ہے عرش عظیم کا۔

اور میں نے حضرت والد سے سُنا فرماتے تھے کہ جو شخص کسی صاحب حکومت سے ڈرے اُس کو چاہیئے یوں کہے کٓھٰیٰعٓصٓ کُفِیْتُ حٰمٓعٓسٓقٓ حُمِیْتُ اور چاہیئے کہ داہنے ہاتھ کی ہر انگلی کو بند کرے لفظ اوّل کے ہر حرف کے تلفظ کے ساتھ اور بائیں ہاتھ کی ہر انگلی کو قبض کرے لفظ ثانی کے ہر حرف کے نزدیک پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند کئے چلا جاوے پھر دونوں کو کھول دے اس کے سامنے جس سے ڈرتا ہے۔

مترجم کہتا ہے لفظ اوّل سے کٓھٰیٰعٓصٓ اور لفظ ثانی سے حٰمٓعٓسٓقٓ مراد ہے یعنی جب کاف کہے تو داہنے ہاتھ کی ایک انگلی بند کرے پھر جب ہا کہے یعنی دوسرا حرف بولے تو دوسری انگلی بند کرلے اور یائے تحتانیہ کے بعد تیسری انگلی اور عین کے بعد چوتھی اور صاد کے بعد پانچویں بند کرلے اور علیٰ ہذا القیاس لفظ ثانی کے ہر حرف کے ساتھ ایک ایک انگلی بائیں ہاتھ کی بند کرے۔

آیاتِ شفا برائے مریض وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ سِتُّ اٰیَاتٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ تُسَمّٰی بِاٰیَاتِ الشِّفَآءِ یَکْتُبُھَا لِلْمَرِیْضِ فِیْ اِنَآءٍ فَیَمْحُوْھَا بِالْمَآءِ وَیَشْرَبُ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِیْ

اور میں نے سُنا حضرت والد ماجد سے فرماتے تھے کہ چھ آیتیں ہیں قرآن کی جن کا آیات شفا نام ہے بیمار کے واسطے ان کو ایک برتن میں لکھے اور پانی سے دھو کر پلاوے آیات مذکورہ وَیَشْفِ سے آخر تک ہیں۔ ان آیات شفا کا ترجمہ یہ ہے۔

الصُّدُوْرِ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا
شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ
شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ وَنُنَزِّلُ مِنَ
الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ
يَشْفِيْنِ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
هُدًى وَّشِفَآءٌ -

سی و سہ آیت برائے دفع از سحر و محافظت از زدان و درندگان

وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ ثَلٰثٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً تَنْفَعُ مِنَ السِّحْرِ وَتَكُوْنُ
حِرْزًا مِّنَ الشَّيْطَانِ وَاللُّصُوْصِ
وَالسِّبَاعِ اَرْبَعُ اٰيَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ
الْبَقَرَةِ وَاٰيَةُ الْكُرْسِيِّ وَاٰيَتَانِ
بَعْدَهَا اِلٰى خٰلِدُوْنَ وَثَلٰثٌ مِّنْ
اٰخِرِ الْبَقَرَةِ وَثَلٰثٌ مِّنَ الْاَعْرَافِ
اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ اِلٰى مُحْسِنِيْنَ
وَاٰخِرُ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ قُلِ ادْعُوا
اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ وَعَشْرُ
اٰيَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ الصّٰفّٰتِ اِلٰى
لَازِبٍ وَاٰيَتَانِ مِنْ سُوْرَةِ
الرَّحْمٰنِ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ اِلٰى
تَنْتَصِرَانِ وَاٰخِرُ الْحَشْرِ لَوْ اَنْزَلْنَا

(۱) اور اللہ مومنوں کے سینوں کو شفا بخشنے گا (۲) اور امراض سینہ کے لیے شفا ہیں (۳) ان کے پیٹ سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کے مختلف رنگ ہیں اس میں لوگوں کے لیے شفا ہے (۴) قرآن سے جو کچھ ہم نازل کرتے ہیں وہ مومنوں کیلئے شفا اور رحمت ہے (۵) اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا بخشتا ہے (۶) آپ فرما دیجئے کہ وہ مومنوں

اور میں نے حضرت والدؒ سے سُنا فرماتے تھے تینتیس ۳۳ آیتیں ہیں کہ جادو کے اثر کو دفع کرتی ہیں اور شیطان اور چوروں اور درندے جانوروں سے پناہ ہو جاتی ہیں چار آیتیں سورۂ بقرہ کے اوّل سے اور آیۃ الکرسی اور دو آیتیں اس کے بعد کی خٰلِدُوْنَ تک اور تین آیتیں آخر سورۂ بقرہ کی یعنی لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے آخر تک اور تین آیتیں سورۂ اعراف کی اِنَّ رَبَّکُمُ سے مُحْسِنِیْنَ تک اور سورۂ بنی اسرائیل کی پچھلی آیت یعنی قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ سے آخر تک اور دس آیتیں صافات کے اوّل سے لَازِبٍ تک اور دو آیتیں سورۂ رحمٰن کی یَا مَعْشَرَ الْجِنِّ سے تَنْتَصِرَانِ

هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاٰيَتَانِ مِنْ قُلْ اُوْحِيَ وَاَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا اِلٰى شَطَطًا فَهٰذِهٖ هِيَ الْاٰيَاتُ الْمُسَمَّاةُ بِثَلٰثٍ وَّثَلٰثِيْنَ اٰيَةً وَّكَانَ سَيِّدِي الْوَالِدُ يَزِيْدُ عَلَيْهَا الْفَاتِحَةَ وَقُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَّالْمُعَوَّذَتَيْنِ وَيَأْخُذُ مِنْ اَوَّلِ السُّوْرَةِ قُلْ اُوْحِيَ اِلٰى شَطَطًا۔

تک اور آخر سورۂ حشر کی لَوْ اَنْزَلْنَا سے آخر تک اور دو آیتیں سورۂ جن یعنی قُلْ اُوْحِيَ کی وَاَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا سے شَطَطًا تک تو یہی آیات مذکورہ تینتیس ۳۳ آیت سے مسمّٰی ہیں اور ہمارے والدؒ مرشد آیات مذکورہ پر سورۂ فاتحہ اور قل یا ایہا الکافرون اور قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس زیادہ کرتے تھے اور سورۂ جن سے اوّل آیت یعنی قُلْ اُوْحِيَ سے شَطَطًا تک لیتے تھے۔

ف۔ مترجم کہتا ہے حضرت مصنفؒ قدس سرہ نے آیات مذکورہ کا پتا بتایا بطور اختصار کے کہ واقف سمجھ لے گا تو ناواقفوں کے واسطے مناسب معلوم ہوا کہ آیاتِ ممدوحہ کو یہاں پورا ذکر کر دیجیے کہ تلاش نہ کرنی پڑے۔

الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ ج هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۝ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۝ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ج مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ج يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ج وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ج وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ج قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى
لَا انْفِصَامَ لَهَا ج وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا اَوْلِيٰٓؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ
اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ
اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ج فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ
وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ج كُلٌّ اٰمَنَ
بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ
وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ
نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ج لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ج رَبَّنَا لَا
تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ
عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ
عَنَّا وقف وَاغْفِرْ لَنَا وقف وَارْحَمْنَا وقف اَنْتَ مَوْلٰنَا وقف فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
الْكٰفِرِيْنَ ۝

اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ
اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا لا وَّالشَّمْسَ
وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ
اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ط اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي
الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ
الْمُحْسِنِيْنَ ۝

قُلِ[۱۴] ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ
الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝
وَقُلِ[۱۵] الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ
فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝
وَالصّٰۗفّٰتِ[۱۶] صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ[۱۷] زَجْرًا ۝ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۝
اِنَّ[۱۹] اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ[۲۰] السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ
الْمَشَارِقِ ۝ اِنَّا[۲۱] زَيَّنَّا السَّمَاۗءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ۨ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحِفْظًا[۲۲]
مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسَّمَّعُوْنَ[۲۳] اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ
مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا[۲۴] مَنْ خَطِفَ
الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ[۲۵] اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا
اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ۝
يٰمَعْشَرَ[۲۶] الْجِنِّ وَالْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۭ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ۝ فَبِاَيِّ
اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ يُرْسَلُ[۲۷] عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ڏ وَّنُحَاسٌ
فَلَا تَنْتَصِرٰنِ ۝
لَوْ[۲۸] اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا
مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ وَتِلْكَ[۲۹] الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۝
هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ
الرَّحِيْمُ ۝ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۭ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا
يُشْرِكُوْنَ ۝ هُوَ[۳۰] اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۭ
يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔
قُلْ[۳۱] اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا

قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ وَّاَنَّهٗ كَانَ یَقُوْلُ سَفِیْهُنَا عَلَی اللّٰهِ شَطَطًا ۙ

وَسَمِعْتُهٗ | برائے حفظ چیچک

یَقُوْلُ اِذَا ظَهَرَ مَرَضُ الْحَصْبَةِ فَخُذْ خَیْطًا اَزْرَقَ وَاقْرَأْ سُوْرَةَ الرَّحْمٰنِ وَكُلَّمَا مَرَرْتَ عَلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝ فَاعْقِدْ عُقْدَةً وَّانْفِثْ فِیْهَا وَعَلِّقِ الْخَیْطَ فِیْ عُنُقِ الصَّبِیِّ یُعَافِهِ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ ذٰلِكَ الْمَرَضِ۔

اور میں نے حضرت والد سے سُنا فرماتے تھے کہ جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا تاگا لے اور اُس پر سورۂ رحمٰن پڑھ اور ہر بار کہ تو فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پر پہونچے تو ایک گرہ دے اور اُس پر پھونک ڈال اور دھاگے کو لڑکے کی گردن میں باندھ دے حق تعالیٰ اُس کو اس بیماری سے آرام دے گا۔

نامہائے اصحاب کہف برائے امان از غرق و آتش زدگی و غارت گری و دزدی۔

وَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ اَسْمَآءُ اَصْحَابِ الْكَهْفِ اَمَانٌ مِّنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالنَّهْبِ وَالسَّرَقِ۔

اور سُنا میں نے حضرت والدؒ سے فرماتے تھے کہ اصحابؓ کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے آلٰہی سے آخر تک دعا کرے۔

اِلٰهِیْ بِحُرْمَةِ یَمْلِیْخَا مَكْسَلْمِیْنَا كَشْفُوْطَط اَذْرَفَطْیُوْنُس كَشَافَطْیُوْنُس تَبْیُوْنُس یُوَانِس بُوْس وَ كَلْبُهُمْ قِطْمِیْر وَعَلَی اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ۔

وَسَمِعْتُهٗ | برائے حاجت روائی

یَقُوْلُ اِذَا اعْتَرَضَتْ

اور سُنا میں حضرت والد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے

لَکَ حَاجَتُہٗ فَاقْرَأْ یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ اَلْفًا وَّمِائَتَیْ مَرَّۃٍ اِثْنَا عَشَرَ یَوْمًا فَاِنَّ اللّٰہَ یَقْضِیْ حَاجَتَکَ ہٰذِہٖ عَزَائِمُ اَجَازَنِیْ سَیِّدِیْ الْوَالِدُ بِہَا فِیْ جُمْلَۃِ مَا اَجَازَنِیْ۔

نماز برائے قضائے حاجات[1] لِقَضَاءِ الْحَاجَاتِ الْمُہِمَّۃِ یَرْکَعُ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ یَقْرَأُ فِی الْاُوْلٰی بَعْدَ الْفَاتِحَۃِ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۵ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ ط وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ ۵ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَّفِی الثَّانِیَۃِ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۵ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَّفِی الثَّالِثَۃِ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ

فرماتے تھے کہ جب تجھکو کوئی حاجت درپیش آوے تو یَا بَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَا بَدِیْعُ کو بارہ سو (۱۲۰۰) بار پڑھ بارہ دن تک کہ حق تعالیٰ تیری حاجت برلاوے گا اور ان اعمال مذکورہ کی اول فصل سے یہاں تک مجھکو میرے والد مرشد نے اجازت دی ہے منجملہ اور اعمال کے کہ جن میں مجھ کو اجازت فرمائی ہے۔

حاجات مشکلہ کے برآنے کے واسطے چار رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۵ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ ط وَکَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ کو سو (۱۰۰) بار پڑھے اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ سو (۱۰۰) بار پڑھے اور تیسری رکعت میں بعد فاتحہ کے وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ

---

[1] صلوٰۃ الحاجۃ جو حدیث شریف میں آئی ہے وہ ظفر جلیل وغیرہ کتب حدیث میں مذکور ہے پڑھنا اُس کا افضل سب سے ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔ ۱۲

بَا لْعِبَادِ ۵ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَفِی الرَّابِعَۃِ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ مِائَۃَ مَرَّۃٍ ثُمَّ یُسَلِّمُ وَیَقُوْلُ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ مِائَۃَ مَرَّۃٍ ۔

بَالْعِبَادِ ۵ سو بار پڑھے اور چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ سَو بار پڑھے پھر سلام پھیر کے رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ سَو بار ۔

ف ۔ مولانا نے فرمایا کہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے ارشاد کیا کہ یہ چاروں آیتیں اسم اعظم ہیں کہ جن کے وسیلے سے جو سوال کرے پاوے اور جو دعا کرے قبول ہو اور مجھ کو تعجب آتا ہے اُس شخص سے کہ بواسطۂ ان کے دعا کرے اور قبول نہ ہو فائدہ جلیلہ حضرت شاہ اہل اللہ قدس سرہ نے چار باب میں فرمایا کہ جو عمل کہ حصول ہر مطلب میں جلالی ہو یا جمالی حکم میں کبریت احمر کے ہے اور اُس کو اسم اعظم شمار کیا ہے وہ یہ آیت ہے :۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۵

رسول علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ دعا ذوالنون علیہ السّلام کی ہے کہ مچھلی کے پیٹ میں فرمائی جو مسلمان جس مطلب کے واسطے اس آیت سے دعا کرے گا قبول ہوگی اور حق

لہ جناب مولانا عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ نے بیچ تفسیر سورۂ نون کے جب یہ آیت لَوْ لَآ اَنْ تَدَارَکَہٗ نِعْمَۃٌ الایۃ کے لکھا ہے کہ مشائخ معتبرین سے واسطے دفع ہر غم واندوہ کے آیت لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ الاٰیۃ کا پڑھنا تریاق مجرب ہے اور طریق اُس کے پڑھنے کے دو ہیں ایک تو یہ کہ سوا لاکھ بار بہیئت اجتماعی ایک مجلس میں پڑھے دوسرے یہ کہ ایک شخص تن تنہا اس آیت کو تین سَو بار بعد نماز عشا کے تاریک مکان میں بیٹھکر ساتھ شرائط طہارت اور استقبال قبلہ کے پڑھے اور پیالہ پانی کا بھر کر اپنے پاس رکھ لیوے اور لمحہ لمحہ اُس پانی میں ہاتھ اپنا ڈال کر اپنے بدن اور منہ پر پھیرتا رہے تین روز یا سات روز یا چالیس روز اسی ترتیب سے پڑھے انتہیٰ۔ اور ظفر جلیل میں درضمن دعاؤں دفع غم کے قول حضرت امام جعفر صادقؑ کا بیچ فضائل ان چاروں آیتوں کے خوب لکھا ہے جو چاہے سو دیکھ لے ۔ ۱۲

یہ ہے کہ یہ دعا نہایت مجرب التاثیر اور کمال سریع الاثر ہے جس امر میں چاہے اس آیت سے دعا کرلے اور مشائخ اُس کی سُرعت تاثیر اور عدم تخلف پر اجماع اور اتفاق رکھتے ہیں اور طریقہ دعا کا انھوں نے باقسام متعددہ ذکر کیا ہے آسان تر دو طریقے ہیں ایک یہ کہ بارہ دن تک بہ نیت حصول مطلب بارہ ہزار بار پڑھے اور اگر نہ ہوسکے تو بارہ سو بار پڑھے اوّل اور آخر چند بار درود پڑھ کے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک لاکھ پچیس ہزار بار پڑھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اُس کی قوت تاثیر میں کچھ شک نہیں اس واسطے کہ ایسا کوئی عمل نہیں کہ جس کی صحت قرآن مجید سے بھی ہو اور صحیح حدیث سے بھی اور مشائخ کے اقوال سے بھی سوائے اس کے قرآن میں اس کی شان میں وارد ہے۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ

وَبِمَنْ خَبَطَهُ الشَّيْطَانُ يَقْرَأُ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرٰى سَبْعَ مَرَّاتٍ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ٥

وَأَيْضًا يُؤَذِّنُ فِي أُذُنِهِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَيَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ وَالْمُعَوَّذَاتِ وَآيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالطَّارِقِ وَآخِرَ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَسُوْرَةَ الصّٰفّٰتِ كُلَّهَا فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْرُقُ۔

وَأَيْضًا يَقْرَأُ فِي أُذُنِهِ

اور جس کو شیطان باؤلا کر ڈالے یعنی جس پر آسیب کا خلل ہو تو اُس کے بائیں کان میں یہ آیت سات بار پڑھے۔ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ٥

اور دفع آسیب کا یہ بھی عمل ہے کہ اُس کے کان میں سات بار اذان دے اور سورۂ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور آیۃ الکرسی اور سورۂ طارق یعنی والسماء والطارق اور سورۂ حشر کی آیتیں یعنی ہو اللہ الذی سے آخر تک اور سورۂ صافات ساری پڑھے آسیب جل جاوے گا۔

اور آسیب زدہ کے واسطے یہ

اَفَحَسِبْتُمْ اِلٰی اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْمُؤْمِنُوْنَ.

بھی عمل ہے کہ اُس کے کان میں آخر سورۂ مومنون کی یہ آیتیں پڑھے۔

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّکُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَی اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ ۝ وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھًا اٰخَرَ لَا بُرْھَانَ لَہٗ بِہٖ فَاِنَّمَا حِسَابُہٗ عِنْدَ رَبِّہٖ ج اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الْکٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۝

کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف نہ لوٹائے جاؤ گے۔ اللہ پادشاہ برحق بلند ہے (شرک وغیرہ سے) اس کے سوا کوئی معبود نہیں (وہ) عرش کریم کا رب ہے۔ اور جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو پکارے جسکی اس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو اس کا حساب اسکے رب کے پاس ہوگا کہ وہ کافروں کو فلاح یاب نہیں کرتا۔ آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے رب مغفرت اور رحم فرما کہ تو ارحم الراحمین ہے۔

وَاَیْضًا یَقْرَأُ عَلٰی مَآءٍ طَاھِرٍ اَلْفَاتِحَۃَ وَاٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ وَخَمْسَ اٰیَاتٍ مِّنْ اَوَّلِ سُوْرَۃِ الْجِنِّ وَیَرُشُّ بِہٖ وَجْھَہٗ فَاِنَّہٗ یُفِیْقُ وَاِذَا اَحَسَّ بِالْجِنِّیِّ فِیْ مَکَانٍ فَرَشَّ مِنْ ذٰلِکَ الْمَآءِ فِیْ نَوَاحِی الْمَکَانِ فَاِنَّہٗ لَا یَعُوْدُ اِلَیْہِ۔

اور دفع آسیب کا یہ بھی عمل ہے کہ پاک پانی پر سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور پانچ آیتیں اوّل سورۂ جن کی پڑھے اور اُس پانی کا اُس کے منہ پر چھینٹا مارے کہ ہوش میں آجاوے گا اور جب کسی مکان میں جن معلوم ہو تو اُسی پانی سے اُس مکان کی نواحی[1] میں چھینٹے مارے تو وہاں پھر نہ آوے گا۔

مترجم کہتا ہے سورۂ جن کی آیات مذکورہ یہ ہیں۔

عملِ آسیب زدہ برائے دفع جن از خانہ | قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّہُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا یَّھْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِہٖ

[1] نواحی بمعنی اطراف ۱۲

وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا ۙ وَّ اَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ وَّ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ وَّ اَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۙ۔

وَلِانْهِمَامِ الشیطان بِالْبَيْتِ وَرَمْيِهِمْ بِالْحِجَارَةِ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا اِلٰى رُوَيْدًا ۙ عَلٰى اَرْبَعَةِ مَسَامِيْرَ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً ثُمَّ يَدُقُّهَا فِيْ اَرْبَعَةِ اَطْرَافِ ذٰلِكَ الْبَيْتِ۔

اور واسطے قریب ہونے شیطان کے گھر سے اور اُن کے پتھر پھینکنے کے لئے یہ آیت پڑھے اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا ۙ وَّ اَكِيْدُ كَيْدًا ۙ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا چار لوہے کی کیلوں پر ہر کیل پر پچیس پچیس بار پھر اُن کو گھر کے چاروں کونوں میں ٹھونک دے۔

برائے دفع جن از خانہ وَاَيْضًا يَكْتُبُ اَسْمَآءَ اَصْحَابِ الْكَهْفِ فِيْ جُدْرَانِ الْبَيْتِ۔

اور یہ بھی دفع جن کا عمل ہے کہ اصحاب کہف کے نام گھر کی دیواروں میں لکھے۔

بانجھ پن دور کرنے کیلئے وَلِلْعَقِيْمَةِ يَكْتُبُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فِيْ رَقِّ الْغَزَالِ بِالزَّعْفَرَانِ وَمَاءِ الْوَرْدِ ثُمَّ يُعَلِّقُ فِيْ عُنُقِهَا وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اِلٰى جَمِيْعًا وَاَيْضًا يَقْرَأُ عَلٰى اَرْبَعِيْنَ فَرَنْفُلًا عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَوْ كَظُلُمٰتٍ اِلٰى نُوْرِهٖ تَاْكُلُ كُلَّ يَوْمٍ وَاحِدًا

اور عقیمہ یعنی بانجھ عورت کے واسطے ہرن کی جھلّی پر زعفران اور گلاب سے یہ آیت لکھے۔ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۙ پھر اس تعویذ کو اُس کی گردن میں باندھے اور یہ بھی عقیمہ کے واسطے ہے کہ چالیس لونگوں پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے۔

وَ ابۡتَدَأَتۡ مِنۡ وَّقۡتِ فَرَاغَتِهَا مِنۡ غُسۡلِ الۡمَحِيۡضِ وَ يُوَاقِعُهَا زَوۡجُهَا فِيۡ تِلۡكَ الۡاَيَّامِ۔

اور ایک لونگ کو ہر دن کھاوے اور شروع کرے حیض کے غسل کے ہونے سے اور اُن دنوں میں اُس کا زوج اُس سے صحبت کرتا رہے۔

اَوۡ كَظُلُمَاتٍ فِيۡ بَحۡرٍ لُّجِّيٍّ يَّغۡشٰىهُ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ مَوۡجٌ مِّنۡ فَوۡقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعۡضُهَا فَوۡقَ بَعۡضٍ ؕ اِذَاۤ اَخۡرَجَ يَدَهٗ لَمۡ يَكَدۡ يَرٰٮهَا ؕ وَمَنۡ لَّمۡ يَجۡعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوۡرًا فَمَا لَهٗ مِنۡ نُّوۡرٍ ۝

ف: مولاناؒ نے فرمایا اور شرط اس عمل کی یہ بھی ہے کہ لونگ رات کو کھائے اور اس پر پانی نہ پیئے۔

وَالَّتِيۡ تُمۡلِصُ جَنِيۡنَهَا يَاۡخُذُ خَيۡطًا مُّعَصۡفَرًا عَلٰى مِقۡدَارِ طُوۡلِهَا وَ يَعۡقِدُ عَلَيۡهِ تِسۡعَ عُقَدٍ يَنۡفُثُ فِيۡ كُلٍّ مِّنۡهَا وَ اصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ اِلٰى مُحۡسِنُوۡنَ ۝ وَقُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ اِلٰى اٰخِرِهَا۔

برائے اسقاط جنین اور جو عورت بچہ اسقاط کردیتی ہو تو ایک تاگا کسم کا رنگا اُس کے قد کے برابر لے اور اُس پر نو گرہیں لگاوے اور ہر گرہ پر وَاصۡبِرۡ وَمَا صَبۡرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحۡزَنۡ عَلَيۡهِمۡ وَلَا تَكُ فِيۡ ضَيۡقٍ مِّمَّا يَمۡكُرُوۡنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيۡنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ ۝ اور قل یا ایہا الکافرون پڑھے اور پھونکے۔

وَالَّتِيۡ ضَرَبَهَا الۡمَخَاضُ يَكۡتُبُ فِيۡ رُقۡعَةٍ وَّاَلۡقَتۡ مَا فِيۡهَا وَتَخَلَّتۡ ۙ وَاَذِنَتۡ لِرَبِّهَا وَحُقَّتۡ ؕ اِهۡيًا

برائے دردِ زہ اور جس عورت کو دردِ زہ یعنی لڑکا پیدا ہونے کا درد تکلیف دے تو پرچہ کاغذ میں یہ آیت لکھے: وَاَلۡقَتۡ

اَشْرَاهِیًا وَیُلَفُّ الرُّقْعَةَ فِیْ ثَوْبٍ طَاهِرٍ وَیُعَلِّقُهَا فِیْ فَخِذِهَا الْیُسْرٰی فَاِنَّهَا تَلِدُ سَرِیْعًا قُلْتُ حَفِظْتُ مِنْ کِتَابِ الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ عَنِ الْاَعْمَشِ اَنَّ هٰذِهِ الْکَلِمَةَ دُعَآءُ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ مَعْنَاهُ یَا حَیُّ قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ وَّ یَا حَیُّ بَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ۔

مَا فِیْهَا وَ تَخَلَّتْ ہ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ہ اِهْیًا اَشْرَاهِیًا اور اس پرچے کو پاک کپڑے میں لپیٹے اور اُس کی بائیں ران میں باندھے تو وہ جلد جنے گی میں کہتا ہوں مجھکو یاد ہے جلال الدین سیوطیؒ کی کتاب درمنثور سے بروایت اعمشؓ کہ یہ کلمہ یعنی اِهْیًا اَشْرَاهِیًا جناب موسیٰ علیہ السّلام کی دعا ہے معنٰی اُس کے یہ ہیں کہ اے زندہ قبل ہر چیز کے اور اے زندہ بعد ہر چیز کے

ف۔ مترجم کہتا ہے اِهْیًا بکسر ہمزہ وَ اَشْرَاهِیًا بفتح ہمزہ وشین لفظ یونانی ہے یعنی وہ ازلی کہ کبھی اُس کو زوال نہیں اور شَرَاهِیًا کہنا بدون ہمزہ کے خطا ہے بزعم علمائے یہود کے کذافی القاموس مولاناؒ نے فرمایا کہ اگر اول سورۃ سے حقت تک شیرینی پر پڑھے اور حاملہ کو کھلاوے تو بھی جلد جنے۔

وَالَّتِیْ لَا تَلِدُ اِلَّا اُنْثٰی یَکْتُبُ قَبْلَ اَنْ تَمْضِیَ عَلَی الْحَبَلِ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ عَلٰی رَقِّ الْغَزَالِ بِالزَّعْفَرَانِ وَمَآءِ الْوَرْدِ هٰذِهِ الْاٰیَةَ اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ہ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالُ ہ وَهٰذِهِ الْاٰیَةَ یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ الْاٰیَۃ ثُمَّ یَکْتُبُ بِحَقِّ

برائے زنے کہ فرزند نرینہ نزاید اور جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گذرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے اس آیت کو لکھے اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ کُلُّ اُنْثٰی وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَ کُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ہ عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالُ ہ اور اس آیت کو لکھے یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ

مَرْیَمَ وَعِیْسٰی اِبْنًا صَالِحًا طَوِیْلَ
الْعُمُرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ۔

وَاَخْبَرَنِیْ مَنْ اَثِقُ بِہٖ
لِلْمِقْلَاۃِ[1] لَا یَعِیْشُ لَھَا وَلَدٌ
یَاخُذُ نَانْخُوَاہَ وَالْفِلْفِلَ الْاَسْوَدَ
وَیَقْرَأُ عَلَیْھِمَا عِنْدَ ظَھِیْرَۃِ
یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ اَرْبَعِیْنَ مَرَّۃً سُوْرَۃَ
الشَّمْسِ یَبْدَأُ کُلَّ مَرَّۃٍ بِالصَّلٰوۃِ
عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَیَخْتِمُ بِھَا تَاْکُلُھَا الْمَرْاَۃُ کُلَّ
یَوْمٍ مِنْ حَمْلِھَا اِلٰی فِطَامِ
الْوَلَدِ۔
وَاَخْبَرَنِیْ اَیْضًا اَلَّتِیْ لَا تَلِدُ
اِلَّا اُنْثٰی اَنْ یَّخُطَّ خَطًّا مُسْتَدِیْرًا
عَلٰی بَطْنِھَا سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فِیْ کُلِّ
مَرَّۃٍ یَقُوْلُ مَعَ اِدَارَۃِ الْاِصْبَعِ
یَا مَتِیْنُ۔
ثُمَّ نَعُوْدُ اِلَی الْکَلَامِ الْاَوَّلِ
فَنَقُوْلُ مِنْ تِلْکَ الْعَزَائِمِ

یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ٥ پھر یہ لکھے
بِحَقِّ مَرْیَمَ وَعِیْسٰی اِبْنًا صَالِحًا
طَوِیْلَ الْعُمُرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ
پھر اس تعویذ کو حاملہ باندھے رہے۔

برائے زنے کہ فرزندش نہ زید

اور اس شخص نے جس پر مجکو اعتماد ہے خبر دی کہ
جس عورت کا لڑکا نہ زندہ رہتا ہو تو
اجوائن اور کالی مرچ لے دونوں چیزوں پر
دوشنبے کے دن دوپہر کو چالیس بار سورہ
والشمس پڑھے ہر بار درود پڑھ کر شروع
کرے اور اسی پر ختم کرے اُس کو ہر روز
عورت کھایا کرے حمل کے دن سے لڑکے
کے دودھ چھڑانے تک۔

ایضاً برائے فرزند نرینہ

اور یہ بھی اسی شخص معتمد نے مجکو خبر دی کہ جو عورت
سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو اس کے
پیٹ پر گول[2] لکیر کھینچے ستّر بار ہر بار انگلی
کے پھیرنے کے ساتھ یَا مَتِیْنُ کہے۔

اعمال برائے چشم زخم ساحرہ کہ درہندی ڈائن وٹھیا گویند

پھر ہم رجوع کرتے ہیں پہلے

[1] مقلاۃ بالکسر زنی کہ فرزندش نہ زید ۱۲ ص
[2] گول لکیر یعنی دائرہ ۱۲

لِلصَّبِیِّ الَّذِیْ اَصَابَهٗ عَیْنُ عَائِنَۃٍ یَّخُطُّ خَطًّا مُّسْتَدِیْرًا بِالسِّکِّیْنِ وَهُوَ یَقْرَأُ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ وَهٰذِهِ الْاٰیَاتِ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا ہ وَیُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِهٖ وَلَوْکَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ہ وَیُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمَاتِهٖ وَیَقْطَعَ دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَیُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْکَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ہ وَیَمْحُو اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِهٖ ط اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہ ثُمَّ یَقُوْلُ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّهَآمَّۃٍ وَّعَیْنٍ لَّآمَّۃٍ یَا حَفِیْظُ یَا رَقِیْبُ یَا وَکِیْلُ یَا کَفِیْلُ فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ ج وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ہ ثُمَّ یَرْکُزُ السِّکِّیْنَ فِیْ وَسْطِ الدَّآئِرَۃِ وَیَقُوْلُ رَکَزْتُهَا فِیْ قَلْبِ الْعَائِنَۃِ ثُمَّ یَسْتُرُهَا تَحْتَ صَحْفَۃٍ اَوْ قَعْبٍ۔

کلام کی طرف تو کہتے ہیں اُن ہی عزیموں سے یعنی جن کی والد ماجدؒ سے اجازت ہے یہ عمل ہے اُس لڑکے کے واسطے جس کو نظر لگانے والی عورت کی نظر لگ گئی اُس عورت کو ڈائن اور ٹھیا بھی کہتے ہیں ایک گول لکیر چھری سے کھینچے آیۃ الکرسی اور ان آیتوں کو پڑھتے ہوئے: وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا ہ وَیُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِکَلِمَاتِهٖ وَلَوْکَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ہ وَیُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمَاتِهٖ وَیَقْطَعَ دَابِرَ الْکَافِرِیْنَ ہ لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَیُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْکَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ہ وَیَمْحُو اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَیُحِقُّ الْحَقَّ بِکَلِمَاتِهٖ ط اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہ - پھر یہ دعا پڑھے: اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّهَآمَّۃٍ وَّعَیْنٍ لَّآمَّۃٍ یَا حَفِیْظُ یَا رَقِیْبُ یَا وَکِیْلُ یَا کَفِیْلُ فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ہ پھر چھری کو کنڈل کے اندر گاڑے اور کہے کہ میں نے

چھری ٹھونک دی نظر لگانے والی کے دل میں پھر اس کو ڈھک دے رکابی کے نیچے یا قعب

وَاَیْضًا مَنْ قَالَ لِلْعَائِنِ اَوِالسَّاحِرِ یَا فُلَانُ وَدَعَاہُ بِاِسْمِہٖ وَقْتَ حِکَایَتِہٖ عَنْ نَفْسِہٖ بَطَلَ عَمَلُہٗ

وَاَیْضًا اِذَا تَحَقَّقَ الْعَیْنُ وَالْعَائِنُ اُمِرَ اَنْ یَّغْسِلَ وَجْہَہٗ وَذِرَاعَیْہِ وَرِجْلَیْہِ دَاخِلَۃَ اِزَارِہٖ فِیْ اِنَاءٍ وَّصَبَّ ذٰلِکَ الْمَاءَ عَلَی الْمَعْیُوْنِ بَرَاَ مِنْ سَاعَتِہٖ قُلْتُ اَخْرَجَ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا اَمْرَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِعَائِنٍ قَرِیْبًا مِّنْ ھٰذِہِ الْکَیْفِیَّۃِ۔

کے نیچے یعنی طباق کے نیچے۔

برائے چشم زخم اور یہ بھی ہے کہ جو نظر لگانے والے یا جادوگر کو کہے یا فلانے اور اُس کا نام لے کر پکارے نظر لگانے کے وقت یا اُس وقت جب خود اُس کا ذکر کرے تو اُس کا اثر باطل ہو جائے گا۔

برائے چشم زخم اور یہ بھی ہے کہ جب نظر لگانا اور نظر کا لگانے والا ثابت ہو جاوے تو اس کے مُنہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اُس کی شرمگاہ کو دھونے کو کہے ایک برتن میں اور اُس پانی کو اُس پر چھڑکے جس کو نظر لگی تو اُسی دم اچھا ہو جاوے میں کہتا ہوں امام مالکؒ نے موطا میں روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر لگانے والے کو اسی طرح کے مانند حکم کیا یعنی شرمگاہ وغیرہ کے دھونے کا۔

ف۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ صحیح مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نظر کا لگنا ٹھیک ہے اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہوتی تو نظر غالب ہوتی اور جب کوئی تم سے دُھلاوے تو دھو دو یعنی اگر دفع نظر کے واسطے کوئی تم سے درخواست کرے کہ منہ وغیرہ دھو دیجئے تو دھو دینا چاہیئے کہ شاید تمہاری ہی نظر لگ گئی ہو اس کا بُرا ماننا عبث ہے اور روایت ہے کہ عثمانؓ نے ایک خوبصورت لڑکا دیکھا تو فرمایا اس کی ٹھوڑی میں کالا[1] ٹیکا لگا دو کہ اس کو نظر نہ لگے۔

[1] کالا ٹیکا لڑکوں کے واسطے دفع نظر کے اثر سے ترمذی میں ثابت ہے ۱۲

مترجم کہتا ہے کہ یہ جو لڑکے کے کالا ٹیکا لگا دیتے ہیں معلوم ہوا کہ بے اصل بات نہیں ہے واللہ اعلم۔

وَاَیْضًا اِذْرَعْ مِنْ خَیْطٍ طَاهِرٍ ثَلٰثَةَ اَذْرُعٍ وَاتْرُكْهُ عِنْدَ مَنْ یَحْفَظُهٗ ثُمَّ اقْرَأْ هٰذِهِ الْعَزِیْمَةَ عَلَى الْمَعْیُوْنِ ثُمَّ اذْرَعْ ثَانِیًا فَاِنْ زَادَ اَوْ نَقَصَ فَهُوَ مَعْیُوْنٌ فَكَرِّرِ الْعَمَلَ ثَلٰثًا یَذْهَبُ اَثَرُ الْعَیْنِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّتَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ تَقُوْلُ عَزَمْتُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الْعَیْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ اَوْ فُلَانَةَ بِنْتِ فُلَانَةَ بِعِزِّ عِزِّ اللّٰهِ وَبِنُوْرِ عَظَمَةِ وَجْهِ اللّٰهِ بِمَا جَرٰى بِهِ الْقَلَمُ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اِلٰی خَیْرِ خَلْقِ اللّٰهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَزَمْتُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الْعَیْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ اَشْرَاهِیَا بَرَاهِیَا اَذُوْنِیَا اَصْبَاؤُتُ اِلّ شَدَّای عَزَمْتُ عَلَیْكِ اَیَّتُهَا الْعَیْنُ الَّتِیْ فِیْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِحَقِّ شَهَتْ بَهَتْ اِنْتَهَتْ یَا قَنْطَاعُ النَّجَا بِالَّذِیْ لَا یَقْوٰی عَلَیْهِ اَرْضٌ وَّلَا سَمَآءٌ اِنْ اُخْرُجِیْ یَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ كَمَا اُخْرِجَ یُوْسُفُ عٰ مِنَ الْمَضِیْقِ وَجُعِلَ لِمُوْسٰی فِی الْبَحْرِ طَرِیْقٌ وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِیْئَةٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاللّٰهُ تَعَالٰی بَرِیْٓءٌ مِّنْكِ اُخْرُجِیْ یَا نَفْسَ السُّوْءِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانَةَ بِاَلْفِ اَلْفِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ اُخْرُجِیْ یَا نَفْسَ السُّوْءِ بِاَلْفِ اَلْفِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ۚ فَاللّٰهُ خَیْرٌ حَافِظًا ۖ وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۝ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ۝ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰی

سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ۔

ایضاً برائے چشم زخم اور یہ بھی چشم زخم کا عمل ہے کہ ایک پاک تاگا تین ہاتھ ناپ لے اور اس کے پاس رکھ جو نظر زدہ ہے پھر یہ عزیمت یعنی عزمت علیک سے آخر تک پڑھ جس پر نظر لگی ہے پھر اُس تاگے کو دوسری بار ناپ سوا گر تین ہاتھ سے بڑھ جائے یا کم ہو جائے تو معلوم کر کہ اُس کو نظر لگی ہے تو اس عمل کو تین بار مکرر کر نظر کا اثر دور ہو گا طریقہ عزیمت کا یہ ہے کہ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کو تین بار پڑھے اور سورۂ فاتحہ کو تین بار پڑھ کر عزیمت مذکورہ شروع کرے اور بجائے فلان بن فلانۃ کے اُس کا اور اُس کی ماں کا نام لے۔

وَلِلْمَسْحُوْرِ وَالْمَرِیْضِ الَّذِیْ اَعْیَا الْاَطِبَّآءَ مَرَضُہٗ یَکْتُبُ فِیْ اِنَآءٍ صِیْنِیٍّ اَبْیَضَ یَاحَیُّ حِیْنَ لَاحَیَّ فِیْ دَیْمُوْمَۃِ مُلْکِہٖ وَبَقَآئِہٖ یَاحَیُّ۔ فَیَمْحُوْہُ بِالْمَآءِ وَیَشْرَبُ اِلٰی اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا قُلْتُ وَرَاَیْتُ سَیِّدِی الْوَالِدَ یَزِیْدُ عَلَیْہِ الْفَاتِحَۃَ۔

برائے مسحور و مریض مایوس العلاج اور جس پر جادو کا اثر ہو اور اُس بیمار کے واسطے جس کی بیماری نے طبیبوں کو عاجز کر دیا ہو چینی کے سفید برتن میں یہ اسم لکھے[۱]: یاحی حین لاحی فی دیمومۃ ملکہ وبقائہ یاحی پھر اُس کو پانی سے دھو کر چالیس دن پیے۔ میں کہتا ہوں میں نے حضرت والد کو دیکھا کہ اس اسم پر سورۂ فاتحہ زیادہ کرتے تھے۔

وَمَنْ ضَاعَ لَہٗ شَیْءٌ فَقَالَ یَاحَفِیْظُ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَّتِسْعَ عَشَرَ مَرَّۃً مِّنْ غَیْرِ زِیَادَۃٍ وَّنُقْصَانٍ

برائے گم شدہ اور جس کی کوئی چیز کھوئی جاوے پھر کہے یَاحَفِیْظُ ایک سو انیس ۱۱۹ بار بدون زیادتی اور کمی کے پھر یہ آیت

[۱] یعنی اے زندہ اس وقت کہ نہیں تھا کوئی زندہ قائم ہے تو بیچ بادشاہت ہمیشہ اپنی کے اور بقا اپنی کے اے زندہ اچھا کر دے اس بیمار کو ۱۲

ثُمَّ قَرَأَ یَا بُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اِلٰی یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ ۵ مِائَۃَ مَرَّۃٍ وَتِسْعَ عَشَرَۃَ مَرَّۃً رَدَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ ضَالَّتَہٗ

وَلِمَعْرِفَۃِ السَّارِقِ یَتَقَابَلُ اثْنَانِ وَیُمْسِکَانِ الْاِبْرِیْقَ بَیْنَھُمَا وَیَحْمِلَانِہٖ بَیْنَ اِصْبَعَیْھِمَا السَّبَّابَتَیْنِ وَیَکْتُبُ اسْمَ الْمُتَّھَمِ فِی الْاِبْرِیْقِ وَیَقْرَأُ سُوْرَۃَ یٰسٓ اِلٰی مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ فَاِنْ کَانَ ھُوَ الَّذِیْ سَرَقَ دَارَ الْاِبْرِیْقُ فَاِنْ لَّمْ یَدُرْ فَلْیَمْسَحْ اسْمَہٗ وَلْیَکْتُبْ اِسْمَ غَیْرِہٖ وَھٰکَذَا حَتّٰی یَدُوْرَ قُلْتُ وَیَجِبُ عَلٰی مَنِ اطَّلَعَ عَلَی السَّارِقِ بِاَمْثَالِ ھٰذِہٖ اَنْ لَّا یَجْزِمَ بِسَرِقَتِہٖ وَلَا یُشِیْعَ فَاحِشَتَہٗ بَلْ یَتَّبِعَ الْقُرْاٰنَ فَاِنَّمَا ھِیَ طَرِیْقُ اِتِّبَاعِ الْقُرْاٰنِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِلخ

یَا بُنَیَّ اِنَّھَا اِنْ تَکُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَکُنْ فِیْ صَخْرَۃٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِھَا اللّٰہُ ۵ ایک سو انیس بار پڑھے توحق تعالیٰ اُس کی گم ہوئی چیز کو اُس کے پاس پھیر لاوے گا۔

برائے شناختن دزد اور چور کے پہچاننے کے واسطے دو۲ شخص آمنے سامنے بیٹھیں اور بدھنی کو اپنے درمیان میں تھامے رہیں اور اُس کو کلمے کی دو۲ انگلیوں سے اٹھائے رہیں اور جس پر چوری کی تہمت ہو اُس کا نام بدھنی میں لکھے اور سورۂ یٰسٓ کو مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ تک پڑھے سو اگر وہی شخص چور ہوگا تو بدھنی گھوم جاوے گی پھر اگر نہ گھومے تو اُس کا نام مٹا کر دوسرے شخص کا نام لکھے اور وہیں تک پڑھے اور اسی طرح ہر شخص متہم کا نام لکھتا جاوے یہاں تک کہ گھومے میں کہتا ہوں کہ جو شخص یہ عمل یا ایسا کوئی اور عمل کرکے چور پر مطلع ہو تو اُس پر واجب ہے کہ اُس کے چرانے پر یقین نہ کرے اور اُس کو بدنام نہ کرے بلکہ قرآن کی پیروی کرے کہ یہ عمل بھی اتباع قرآن کا ایک طریقہ ہے حق تعالیٰ نے سورۂ بنی اسرائیل میں فرمایا اور نہ پیچھے پڑ اُس چیز کے جس کا تجھ کو

وَاِذَا اَبَقَ لَكَ اٰبِقٌ فَاكْتُبْ
فِیْ قِرْطَاسٍ وَّاجْعَلْهُ فِیْ غِطَاءٍ
وَاتْرُكْهُ فِیْ بَیْتٍ مُّظْلِمٍ وَّضَعْهُ
بَیْنَ حَجَرَیْنِ وَهِیَ الْفَاتِحَةُ وَ
اٰیَةُ الْكُرْسِیِّ ثُمَّ اكْتُبْ اَللّٰهُمَّ
اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِاَنَّ لَكَ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضَ وَمَنْ فِیْهِنَّ فَاجْعَلِ
اللّٰهُمَّ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا
فِیْهِمَا عَلٰی عَبْدِكَ فُلَانِ ابْنِ
فُلَانَةَ اَضْیَقَ مِنْ خَلْقِهٖ
حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ
یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ثُمَّ اكْتُبْ
اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ اِلٰی فَمَالَهٗ
مِنْ نُّوْرٍ وَّمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ
اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۝ وَضَرَبَ لَنَا
مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ ۝ وَاللّٰهُ مِنْ
وَّرَآئِهِمْ مُّحِیْطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ
مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ ثُمَّ

یقین نہیں مقرر کان اور آنکھ اور دل ہر ایک کا سوال کیا جاوے گا۔

برائے بردۂ گریختہ اور اگر تیرا غلام بھاگ گیا ہو تو ایک کاغذ میں لکھ اور اس کو کسی چیز میں لپیٹ کر اندھیری کوٹھری میں دو پتھروں کے بیچ میں رکھدے یعنی سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی کو لکھ پھر اللّٰھُمَّ سے یا ارحم الرّاحمین تک لکھ پھر یہ آیت لکھ: اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰهَا وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝ وَّمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ ۝ وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِیْطٌ ۝ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ فِیْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ پھر یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ سے آخر تک[1]

---

[1] معمول مولانا اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کا یہ تھا کہ گم ہوئی چیز کیلئے یا کسی کے لڑکے وغیرہ گم ہوئے کیلئے درود شریف لکھکر دیتے تھے کہ اونچی جگہ یعنی درخت یا کھونٹی وغیرہ پر ٹنکا دے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وبارک وسلم الف الف مرۃ والف الف ذرۃ - ۱۲ ق

يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ
هٰذِهِ الْاٰيَاتِ اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى
نَبِيِّكَ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ
وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ وَاَنْ تَرُدَّ الْعَبْدَ
اِلٰى مَوْلَاهُ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ ۔

وَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ يُّنْجِحَ اللّٰهُ
حَاجَتَكَ فَاقْرَأْ سُوْرَةَ الْفَاتِحَةِ
بِاَنْ تُوْصِلَ مِيْمَ الْبَسْمَلَةِ بِلَامِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تَبْدَأُ مِنْ يَّوْمِ
الْاَحَدِ بَيْنَ سُنَّةِ الْفَجْرِ وَ
فَرْضِهٖ سَبْعِيْنَ مَرَّةً وَّالْيَوْمَ
الثَّانِيْ سِتِّيْنَ وَهٰكَذَا تَنْقُصُ
كُلَّ يَوْمٍ عَشَرَةً حَتّٰى يَكُوْنَ يَوْمَ
السَّبْتِ عَشَرَ مَرَّةٍ ۔

وَاِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَرٰى فِيْ
مَنَامِكَ مَا فِيْهِ مَخْرَجٌ مِّمَّا اَنْتَ
فِيْهِ مِنَ الضِّيْقِ فَتَوَضَّأْ وَالْبَسْ
ثِيَابًا طَاهِرَةً وَّنَمْ مُسْتَقْبِلَ
الْقِبْلَةِ عَلٰى يَمِيْنِكَ وَاقْرَأْ
وَالشَّمْسِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّ اللَّيْلِ
سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

ترجمہ:۔ الٰہی میں تجھ سے ان آیات کے وسیلہ سے تیرے نبی محمدؐ اور انکی آل واصحاب پر نزول رحمت وسلامتی کی درخواست کرتا ہوں کہ اے ارحم الراحمین اپنی رحمت سے اس فرار شدہ غلام کو اس کے آقا کے پاس پہنچا دے۔

برائے انجاح حاجت اور جب تو چاہے کہ حق تعالیٰ تیری مراد بر لاوے تو سورۂ فاتحہ کو پڑھ اس طرح کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی میم کو الحمد للہ کے لام سے ملاوے یکشنبے کے دن سے فجر کی سنت اور فرض کے درمیان میں شروع کرے ستر بار اور دوسرے دن اسی وقت ساٹھ بار اور تیسرے دن پچاس بار اسی طرح ہر روز دس دس بار کم کرتا جاوے یہاں تک کہ ہفتے کے دن دس بار پڑھے۔

طریقہ استخارہ اور جب تو چاہے کہ اپنے خواب میں وہ حال دیکھے جس میں تیری خلاصی ہے اُس تنگی سے جس میں تو مبتلا ہے تو وضو کر اور پاک کپڑے پہن اور قبلہ رو داہنی کروٹ پر لیٹ اور سورۂ والشمس کو سات بار اور سورۂ واللیل کو سات بار اور قل ہو اللہ کو سات بار پڑھ اور دوسری روایت میں قل ہو اللہ

سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّفِیْ رِوَایَۃٍ بَدَلَ
قُلْ هُوَ اللّٰهُ سُوْرَۃَ التِّیْنِ
سَبْعَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْ اَللّٰهُمَّ
اَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ کَذَا وَکَذَا وَاجْعَلْ
لِّیْ مِنْ اَمْرِیْ فَرَجًا وَّمَخْرَجًا
وَّاَرِنِیْ فِیْ مَنَامِیْ مَآ اَسْتَدِلُّ
بِهٖ عَلٰی اِجَابَۃِ دَعْوَتِیْ فَاِنْ
رَاَیْتَ مَا یَسُرُّكَ وَاِلَّا فَافْعَلْ
مِثْلَ ذٰلِكَ فِی اللَّیْلَۃِ الثَّانِیَۃِ
فَاِنْ رَاَیْتَ وَاِلَّا فِی الثَّالِثَۃِ اِلَی
السَّابِعَۃِ لَا یَعْدُوْهَا الْاَمْرُ اِنْ
شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی جَرَّبَهَا جَمَاعَۃٌ
مِّنْ اَصْحَابِنَا۔

کے عوض سورۃ والتین کا سات بار پڑھنا آیا ہے۔ پھر یوں کہے خدا وندا مجھکو میرے خواب میں ایسا اور ایسا دکھلادے اور میرے اس حال میں کشادگی اور خلاصی کردے اور میرے خواب میں وہ چیز دکھادے جس سے میں اپنی دعا کے قبول ہوجانے کو دریافت کرجاؤں تو اگر تو اسی رات وہ چیز خواب میں دیکھے جس کو تو چاہتا ہے تو خوب ہوا اور نہیں تو اسی طرح دوسری رات کر سو اگر مطلب حاصل ہو فھو المراد اور نہیں تو تیسری رات بھی اسی طرح کر ساتویں رات تک انشاء اللہ تعالیٰ ساتویں کے آگے نہ بڑھے گا کہ حال کھل جائے گا اس عمل کا ہمارے صحبت والوں نے تجربہ کیا ہے۔

رُقْیَۃُ الْمَحْمُوْمِ اَنْ یُّکْتَبَ وَیُعَلَّقَ عَلٰی عَضُدِهٖ یَبْرَأُ سَرِیْعًا بِاِذْنِ
اللّٰهِ تَعَالٰی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵ بَرَآءَۃٌ مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ
الْحَکِیْمِ اِلٰی اُمِّ مِلْدَمٍ نِ الَّتِیْ تَاْکُلُ اللَّحْمَ وَتَشْرَبُ الدَّمَ وَتَهْشِمُ
الْعَظْمَ اَمَّا بَعْدُ یَآ اُمَّ مِلْدَمٍ اِنْ کُنْتِ مُؤْمِنَۃً فَبِحَقِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ کُنْتِ یَهُوْدِیَّۃً فَبِحَقِّ مُوْسَی الْکَلِیْمِ
عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاِنْ کُنْتِ نَصْرَانِیَّۃً فَبِحَقِّ الْمَسِیْحِ عِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ
عَلَیْهِمَا السَّلَامُ اَنْ لَّا اَکَلْتِ بِفُلَانِ بْنِ فُلَانَۃَ لَحْمًا وَلَا شَرِبْتِ
لَهٗ دَمًا وَّلَا هَشَمْتِ لَهٗ عَظْمًا وَّتَحَوَّلِیْ عَنْهُ اِلٰی مَنِ اتَّخَذَ مَعَ اللّٰهِ
اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَاِلَّا فَاَنْتِ بَرِیْئَۃٌ مِّنَ

اللّٰہِ تَعَالٰی وَاللّٰہُ تَعَالٰی بَرِیْءٌ مِّنْكَ وَحَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وَلَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ۔

افسونہائے تپ | جس کو تپ آتی ہو اُس کا افسون یہ ہے کہ ایک کاغذ میں لکھے اور اُس کے بازو میں باندھے جلد اچھا ہو جاوے گا اللہ تعالیٰ کے حکم سے بسم اللہ سے آخر تک لکھے۔

ف۔ اُمِّ مِلْدَمْ عرب کی زبان میں تپ کی کنیت ہے اور بجائے فلان بن فلانہ کے مریض کا اور اُس کی ماں کا نام[۱] لکھے۔

وَاَیْضًا یَقْرَأُ کُلَّ یَوْمٍ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعَصْرِ سُوْرَۃَ الْمُجَادَلَۃِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ۔

اور یہ بھی عمل ہے دفع تپ کا کہ ہر روز عصر کی نماز کے بعد سورۂ مجادلہ تین بار پڑھے تپ والے پر۔

وَلِمَنْ بِہِ الْخَنَازِیْرُ یَعْقِدُ عَلٰی سَیْرٍ مِّنَ الْاَدِیْمِ عَلٰی مِقْدَارِ طُوْلِ الْمَرِیْضِ اِحْدٰی وَاَرْبَعِیْنَ عُقْدَۃً یَّنْفُثُ فِیْ کُلِّ عُقْدَۃٍ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِنُوْرِ اللّٰہِ وَقُدْرَۃِ اللّٰہِ وَقُوَّۃِ اللّٰہِ وَعَظَمَۃِ اللّٰہِ وَبُرْھَانِ اللّٰہِ وَسُلْطَانِ اللّٰہِ وَکَنَفِ اللّٰہِ وَجِوَارِ اللّٰہِ وَاَمَانِ اللّٰہِ وَحِرْزِ اللّٰہِ وَصُنْعِ اللّٰہِ وَکِبْرِیَاءِ اللّٰہِ وَنَظَرِ اللّٰہِ وَبَھَاءِ اللّٰہِ وَجَلَالِ اللّٰہِ وَکَمَالِ اللّٰہِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ۔

برائے خنازیر | اور جس کی گردن میں کنٹھ مالا ہو تو چمڑے کے تسمے پر جو مریض کے

---

[۱] معمول مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ اور مولانا اسحٰق رحمہ اللہ کا تپ کے دفع کے لئے یہ تھا کہ گلے میں باندھنے کے لئے یہ لکھ دیتے تھے: قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ ط اور پینے کے لئے بیماری دفع ہونے کے لئے سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ط ۱۲

قد کے برابر ہو اکتالیس گرہ دے اور ہر گرہ پر یہ دعا پھونکے یعنی بسم اللہ سے آخر تک۔

وَلِمَنْ ظَهَرَتْ عَلٰى بَدَنِهِ الْحُمْرَةُ يَرْقِيهِ بِهٰذَا الدُّعَاءِ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَّيُشِيْرُ بِالسِّكِّيْنِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الْحَكِيْمِ الْكَرِيْمِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ وَسُلْطَانِهٖ اَيَّتُهَا الْحُمْرَةُ جَآءَتْكِ جُنُوْدٌ مِّنَ السَّمَآءِ وَقَالَ سُلَيْمَانُ اَيَّتُهَا الرِّيْحُ اَجِيْبِيْ دَاعِيَ اللّٰهِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبْ دَاعِيَ اللّٰهِ فَمَا لَهٗ مِنْ مَّلْجَاءٍ وَّمَا لَهٗ مِنْ ظَهِيْرٍ بِسْمِ اللّٰهِ وَبِالثَّنَاءِ الطَّيِّبِ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُ يَكْفِيْكَ وَاللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ دَآءٍ يُّؤْذِيْكَ وَمِنْ كُلِّ اٰفَةٍ تَعْتَرِيْكَ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا بِرَحْمَتِهٖ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔

برائے سُرخ بادہ اور جس کے بدن پر سُرخ بادہ ظاہر ہو وہ افسون کرے اس دعا سے سات بار اور اشارہ کرتا جاوے پڑھنے کے وقت چھری سے وہ دعا بسم اللہ سے آخر تک ہے۔

وَلِمَنْ يَّشْكُوْ بَصَرَهٗ يَقْرَأُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝ بَعْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَّكْتُوْبَةٍ۔

برائے ضعف بصر اور جو ضعف بصارت سے نالاں ہو وہ یہ آیت پڑھا کرے بعد ہر نماز فرض کے۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ ۝

وَلِمَنِ ابْتُلِيَ بِالصَّرْعِ يَاخُذُ لَوْحًا مِّنَ النُّحَاسِ

برائے صرع اور جو مرگی میں بتلا ہو تو تانبے کی ایک تختی لے سو اس میں یکشنبہ

فَیُنْقَشُ فِیْہِ اَوَّلَ سَاعَۃٍ مِّنْ یَوْمِ الْاَحَدِ فِیْ طَرَفٍ مِّنْہُ یَا قَہَّارُ اَنْتَ الَّذِیْ لَا یُطَاقُ اِنْتِقَامُہٗ یَا قَہَّارُ وَفِی الطَّرَفِ الْاٰخِرِ یَا مُذِلَّ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ بِقَہْرِ عَزِیْزٍ سُلْطَانُہٗ یَا مُذِلُّ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ

کی پہلی ساعت میں اُس تختی کے ایک طرف یہ کھُدوادے: یَا قَہَّارُ اَنْتَ الَّذِیْ لَا یُطَاقُ اِنْتِقَامُہٗ یَا قَہَّارُ اور دوسری طرف یہ کھُدوادے یَا مُذِلَّ کُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ بِقَہْرِ عَزِیْزٍ سُلْطَانُہٗ یَا مُذِلُّ اور اللہ توفیق دینے والا ہے اور مددگار یعنی اعمال کا اثر توفیق اور اعانت ربانی پر منحصر ہے۔

نویں فصل

آداب وشرائط عالم ربّانی کا بیان

مصنّف قدس سرہ نے عالم ربّانی یعنی عالم حقانی جو علم ظاہر اور علم باطن دونوں سے کامل ہے اُس کے آداب اس فصل میں ارشاد کئے۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَھُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْھِمْ لَعَلَّھُمْ یَحْذَرُوْنَ ۵

حق تعالیٰ نے فرمایا سو کیوں نہیں نکلتے ہر قوم سے چند لوگ تا وہ دین کا فہم حاصل کریں اور تا اپنی قوم کو خدا کی نافرمانی سے ڈراویں جب اُن کی طرف پلٹ جاویں شاید وہ پرہیز کریں نافرمانی سے۔

ف۔ مولانا ؒ نے فرمایا یعنی طالبان علوم دین کو چاہیئے کہ اپنی نہایت سعی اور عمدہ غرض فقاہت سے رہنمائی قوم کی اور ڈرانا اُن کا ٹھہراویں۔ اور ڈرانے کو اس واسطے خاص کر ذکر فرمایا نہ مژدہ رسانی کو ڈرانا اہم ہے رہنمائی سے اور اس آیت میں دلیل ہے اس پر کہ تفقّہ اور تذکیر فرض کفایہ ہے یعنی ہر قوم اور ہر شہر اور گانوں میں چند لوگوں پر علم دین سیکھنا اور مسائل فقہ کا دریافت کرنا اور باقی لوگوں کو سکھانا ضرور ہے اور اگر بعض اہل شہر علم دینی نہ سکھیں گے تو سب گنہگار ہوں گے اور معلوم ہوا اس آیت سے کہ علم دین سیکھنے سے یہ غرض ہے کہ خود دین پر قائم ہو اور باقی لوگوں کو دین پر لاوے اور یہ نہیں کہ اپنے علم کے گھمنڈ سے لوگوں کو ذلیل جانے اور خلق اللہ کو اپنی طرف جھکاوے دُنیا حاصل کرنے کو۔

مترجم کہتا ہے حکیم سنائی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا

نظم

علم کز تو ترا نہ بستاند جہل ازاں علم بہ بود صد بار
نہ بداں لعنت است بر ابلیس کہ نداند ہمیں یمین و یسار
بل بداں لعنت ست کاندر دین علم داند بعلم نہ کند کار

اَلْعَالِمُ الرَّبَّانِیُّ الَّذِیْ یَکُوْنُ وَارِثَ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ هُوَ مَنْ یُّحَافِظُ عَلٰی اُمُوْرٍ۔

عالم ربّانی اور فقیہ حقانی جو انبیاء اور مرسلین کا وارث ہے وہ ہے جو محافظت کرے چند امور پر۔

ازاں جملہ مصنّف حقانی نے پانچ امر یہاں بیان فرمائے۔

مِنْهَا اَنْ یُّدَرِّسَ الْعِلْمَ مِنَ التَّفْسِیْرِ وَالْحَدِیْثِ وَالْفِقْهِ وَ السُّلُوْكِ وَالْعَقَائِدِ وَالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ لَیْسَ لَهٗ اَنْ یَّشْتَغِلَ بِالْکَلَامِ وَالْاُصُوْلِ وَالْمَنْطِقِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیِّیْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیَاتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ ج

منجملہ اُن امور کے جن کی محافظت عالم ربّانی پر ضرور ہے یہ ہے کہ پڑھاوے علم کو از قسم تفسیر اور حدیث اور فقہ اور سلوک اور عقائد اور نحو اور صرف کے اور اس کو لازم نہیں کہ علم کلام اور اصول اور منطق میں مشغول رہے۔ حق تعالیٰ نے سورۂ جمعہ میں فرمایا کہ اللہ وہ ہے جس نے بن پڑھوں میں رسول بھیجا اُن ہی میں سے یعنی وہ بھی اُمّی ہے خواندہ نہیں تلاوت کرتا ہے اُن پر آیات خدا کی اور پاک کرتا ہے اُن کو اور سکھاتا ہے اُن کو کتاب یعنی قرآن مجید اور حکمت یعنی حدیث۔

ف۔ مصنّف قدس سرہ نے آیت قرآنی سے ثابت کیا کہ علم دین منحصر ہے قرآن اور حدیث میں اور فقہ اور سلوک اور عقائد قرآن اور حدیث سے مستخرج اور مستنبط ہیں کتاب اور سُنّت بجائے متن ہیں اور علوم ثلاثہ مذکورہ بجائے شرح کے اور نحو

اور صرف اس واسطے علم دین میں شمار ہوئے کہ فہم کتاب اور سنّت کا اس پر موقوف ہے اور عطف اصول کا کلام پر عطف تفسیری ہے۔ اس واسطے کہ کلام کو اصول بھی بولتے ہیں اور اصول سے فقہ اصول حدیث مراد نہیں اس واسطے کہ جب حدیث اور فقہ علم دین ہوئے تو اُن کے اصول بھی علوم دینیہ میں داخل ہیں۔ مولاناؒ نے حاشیے میں فرمایا عقائد اور کلام میں فرق یہ ہے کہ عقائد علم باللہ اور اُس کی صفات اور افعال سے عبارت ہے دلائل عقلیہ سے خالص ہو کر اور اگر دلائل عقلیہ کہیں مذکور بھی ہوں تو بطریق تبرع اور عدم لزوم کے اور علم کلام میں تو مباحث منطق اور امور عامہ اور جوہر اور عرض اور ہیولیٰ اور صورت کے مباحث اور نفس وغیرہ کے مباحث داخل ہیں اور وہ یعنی کلام تو مبنی ہے مقدمات عقلیہ اور دلائل بدعیہ سے

وَمَا یَجِبُ فِی التَّدْرِیْسِ مُرَاعَاتُہٗ اَشْیَاءُ شَرْحُ الْغَرِیْبِ لُغَۃً۔

اور تدریس میں جس کی مراعات واجب ہے چند چیزیں ہیں۔

(۱) شرح غریب کرنا باعتبار لغت کے یعنی اگر کوئی لفظ قلیل الاستعمال ہو جس کے معنی نہ مفہوم ہونے ہوں تو اُس کو بیان کرے بحسب لغت یا اصطلاح کے۔

وَالتَعوِیْصِ الْمُغْلَقِ نَحْوًا

(۲) اور جو مشکل مغلق ہو بنابر قواعد نحویہ کے اُسکو بیان کرے

یعنی اگر کوئی صیغہ دشوار یا ترکیب پیچ دار کہ شاگردوں کے ذہن پر صعب ہو تو اُس کو موافق صرف اور نحو کے حل کردے۔

وَتَوْجِیْہُ الْمَسَآئِلِ بِاَنْ یُّصَوِّرَھَا بِالْاَمْثِلَۃِ الْجُزْئِیَّۃِ وَیُبَیِّنَ حَاصِلَھَا۔

(۳) اور توجیہ مسائل کی اس طرح پر کرنا کہ اُس کی صورت باندھ دے جزئی مثالوں سے اور اُن کا حاصل بیان کرے۔

یعنی اگر کتاب میں قواعد کلیہ مذکور ہوں اور طلبہ کے ذہن میں نہ آتے ہوں تو صاف صاف عبارت سے اُن کی بعضی جزئی مثالیں مذکور کرے اور خلاصہ اُن کا اس طرح بیان کرے کہ مخاطبین کے ذہن میں آجاوے۔

وَتَقْرِيْبُ الدَّلَائِلِ لِتَحْصُلَ النَّتِيْجَةُ بِلُزُوْمِ بَعْضِ الْمُقَدِّمَاتِ لِبَعْضٍ وَاِنْدِرَاجِ بَعْضِهَا فِيْ بَعْضٍ۔

(۴) اور تقریب دلائل اس طرح پر کرنا کہ نتیجہ حاصل ہو جائے بسبب لازم ہونے بعض مقدمات کے بعض کو اور داخل ہونے بعض مقدمات کے بعض میں۔

یعنی اگر کتاب میں کسی مسئلہ پر دلیل قائم ہو تو اُس کے مقدمات پیچیدہ کو اس طرح رواں کرے کہ اگر شرطیات سے قیاس مرکب ہے تو لزوم بعض مقدمات سے بعض کو اور اگر حملیات سے قیاس مرکب ہے تو بسبب اندراج بعض کے بعض میں نتیجہ حاصل ہو جاوے تقریب دلیل عبارت ہے سَوق دلیل سے اس طرح پر کہ مستلزم مطلوب ہو۔

وَفَوَائِدِ الْقُيُوْدِ فِي التَّعْرِيْفَاتِ وَالْقَوَاعِدِ الْكُلِّيَّاتِ۔

(۵) اور فوائد قیود کے بیان کرنا تعریفات اور قواعد کلیہ میں۔

یعنی تعریف اور قاعدے میں ہر ہر قید کا فائدہ بیان کرے تا حد جامع اور مانع غیر مستدرک محصل ہو یعنی فلانی قید اس واسطے مذکور ہوئی کہ فلانی فلانی صورت نکل جاوے جو معرف کے افراد میں نہیں ہے مثلاً کلمے کی تعریف میں لفظ اس واسطے مذکور ہوا کہ دَوالّ[1] اربع سے احتراز ہو جاوے اس واسطے کہ وہ کلمے کے افراد میں نہیں اور اسی طرح سے قواعد کلیہ میں چنانچہ علم اصول میں یوں کہنا کہ حدیث مرسل غیر ثقہ واجب العمل نہیں تو مرسل غیر ثقہ کی قید سے مرسل ثقہ خارج ہو گیا جیسے سعید بن المسیب رضؓ کے مراسیل امام شافعیؒ کے نزدیک واجب العمل ہیں کذا فی الحاشیۃ العزیزیۃ۔

وَوُجُوْهُ الْحَصْرِ فِي التَّقْسِيْمَاتِ۔

(۶) اور تقسیمات میں وجوہ حصر کے بیان کرنا

یعنی بحسب استقراء یا بدلیل عقلی بیان کرے کہ مطلوب اقسام مذکورہ میں منحصر ہے۔

وَدَفْعِ الشُّبُهَاتِ الظَّاهِرَةِ كَمُخْتَلِفَيْنِ يُرٰى اَنَّهُمَا مُشْتَبِهَانِ

(۷) اور دفع کرنا شبہات ظاہرہ کا جیسے دو مختلف مذہب یا توجیہ یا عبارت کا مشتبہ

---

[1] یعنی خطوط اور اشارات اور منارے میلوں کے اور عقود یعنی انگلیوں سے گننا ۱۲

اَوْ مُشْتَبِهَيْنِ يُرَىٰ أَنَّهُمَا مُخْتَلِفَانِ مِنَ الْمَذَاهِبِ وَ التَّوْجِيهَاتِ وَالْعِبَارَاتِ۔

خیال میں آنا یا دو مشتبہ مذہب وغیرہ کو مختلف گمان کرنا۔

یعنی اگر دو مذہب یا دو توجیہیں یا دو عبارتیں اور اسی طرح دو سوال یا دو جواب جو فی الحقیقت مخالف اور مختلف ہیں وہ ظاہر میں مشتبہ معلوم ہوتے ہوں تو دونوں میں بتقریر واضح فرق بیان کرے اس کو تفریق ملتبسین کہتے ہیں اور دو مشتبہ کو مختلف گمان کرے تو اُس کے حل اختلافات کو تطبیق مختلفین بولتے ہیں خواہ اختلاف دونوں کا بدلالت مطابقی ہو یا ایک مطابقی اور دوسرا تضمنی یا التزامی۔

وَكَلُزُوْمِ مَا يَمْتَنِعُ فِي التَّعْرِيفَاتِ كَالِاسْتِدْرَاكِ وَذِكْرِ الْأَخْفَىٰ وَ الْبَرَاهِيْنِ كَجُزْئِيَّةِ الْكُبْرَىٰ وَسَلْبِ الصُّغْرَىٰ۔

اور دفع کرنا شبہات ظاہرہ کا چنانچہ لازم آنا اُس کا جو تعریفات میں ممتنع ہے جیسے استدراک اور خفی تر کا ذکر کرنا و علیٰ ہذا القیاس عدم جمع و منع یا لازم آنا اُس کا جو براہین میں ممتنع ہے۔ چنانچہ جزئی ہونا کبریٰ کا اور سالبہ ہونا صغریٰ کا۔

مترجم کہتا ہے استدراک عبارت ہے اُس لفظ سے جو کلام میں زیادہ ہو بلافائدہ اور تعریف میں اخفی کا لانا چنانچہ نار کی تعریف میں کہنا اُسْطُقُسٌ فَوْقَ الْأُسْطُقُسَّاتِ

اَوْ قَادِحٍ فِي اللُّزُوْمِ وَالْاِنْدِرَاجِ اَوْ مُخَالَفَتِهَا بِعِبَارَةٍ اُخْرَىٰ اَوْ لِكَلَامِ اِمَامٍ مِّنَ الْأَئِمَّةِ۔

یا دفع کرنا اس کا جو قیاس استثنائی میں لزوم کا اور قیاس اقترانی میں اندراج کا قادح ہے یا دفع کرنا مخالفت کا اُس کتاب کی دوسری عبارت سے یا کسی امام کے کلام سے۔

وہ امام جو اس فن کے اماموں میں داخل ہے یعنی اگر مصنف کی عبارت اس کی کتاب کی دوسری عبارت سے مخالف ہو یا اُس فن کے امام کے مخالف ہو تو اُس کی توجیہ کرنا چاہیئے یا منع اور مناقضہ اجمالیہ مصنف کے کلام پر بادی الرائے میں نظر آتا ہو اور اُس کا

مناظرہ قاعدہ مناظرہ پر شکست نہ کھاتا ہو تو اُس کا دفع کرنا ضرور ہے ہکذا صرح المصنف قدس سرہٗ فی رسالۃ اخری۔

فَالْعَالِمُ لَا یُفِیْدُ تَلَامِذَتَہٗ فَائِدَۃً تَامَّۃً حَتّٰی یُبَیِّنَ لَھُمْ ھٰذِہِ الْاُمُوْرَ ثُمَّ یُنَبِّہَ عَلَیْھَا فِیْ دَرْسِہٖ۔

تو عالم اپنے شاگردوں کو فائدۂ تامہ کا افادہ نہ کرے گا جب تک اُن سے ان امور مذکورہ کو نہ بیان کردے پھر ان ہی امور پر اثنائے درس میں آگاہ کرتا جاوے۔

ان قواعد مجملہ کے مواقع مخصوصہ میں شرح اور تفصیل ہوتی جاوے گویا معقول محسوس ہوگیا۔

وَمِنْھَا اَنْ یُّلَقِّنَ الْاَشْغَالَ وَقَدْ ذَکَرْنَاھَا بِالتَّفْصِیْلِ وَلْیَکُنْ لَہٗ وَقْتٌ یَجْلِسُ فِیْہِ مَعَ النَّاسِ مُتَوَجِّھًا اِلَیْھِمْ یُلْقِیْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃَ فَاِنَّ حُجَّۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی لَا تَتِمُّ اِلَّا بِالْاِسْتِطَاعَۃِ الْمُمْکِنَۃِ ثُمَّ الْاِسْتِطَاعَۃِ الْمُیَسَّرَۃِ وَمِنَ الثَّانِیَۃِ الصُّحْبَۃُ وَالْحَثُّ عَلَی الْاَشْغَالِ قَوْلًا وَّفِعْلًا وَّتَصَرُّفًا بِالْقَلْبِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَاِلَیْہِ الْاِشَارَۃُ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَیُزَکِّیْھِمْ۔

اور منجملہ اُن امور کے جن کی محافظت عالم ربّانی پر لازم ہے یہ ہے کہ اشغال طریقت کی تلقین کرے اور ہم نے اُن کو بتفصیل تمام فصول سابقہ میں ذکر کیا ہے اور اُس کے لئے ایک وقت مقرر کرنا چاہیئے جس میں لوگوں کے ساتھ بیٹھے ان کی طرف متوجہ ہو کر ان پر نسبت ڈالنے کو اس واسطے کہ محبّت الٰہی تمام نہیں ہوتی مگر استطاعت ممکنہ سے اور بعد اس کے استطاعت میسّرہ سے اور قسم ثانی یعنی استطاعت میسّرہ سے صحبت ہے اور رغبت دلانا اشغال پر قول سے اور فعل سے اور دل کے تصرف سے واللہ اعلم اور اُسی کی طرف یعنی صفائی دل برکت صحبت کے اشارہ ہے حق تعالےٰ کے

وَمِنْهَا اَنْ يَتَخَوَّلَهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ
الذِّكْرٰى ۝ وَيُجْتَنِبُ الْقَصَصَ
فَقَدْ رُوِيْنَا فِى الْاُصُوْلِ اَنَّ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَاَصْحَابَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ كَانُوْا
يَتَخَوَّلُوْنَ بِالْمَوْعِظَةِ وَرُوِيْنَا
فِىْ سُنَنِ ابْنِ مَاجَةَ وَغَيْرِهٖ اَنَّ
الْقَصَصَ لَمْ تَكُنْ فِىْ زَمَانِ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَلَا فِىْ زَمَانِ اَبِىْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ
رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَرُوِيْنَا اَنَّ
الصَّحَابَةَ كَانُوْا يُخْرِجُوْنَ
الْقُصَّاصَ مِنَ الْمَسَاجِدِ
فَعَلِمْنَا اَنَّ الْقَصَصَ غَيْرُ
مَوْعِظَةٍ وَّاَنَّهٗ مَذْمُوْمٌ
وَاَنَّهَا مَحْمُوْدَةٌ ۔

اس قول میں وَيُزَكِّيْهِمْ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو پاک کرتے ہیں۔ اپنے انوار صحبت سے۔

اور منجملہ امور مذکورہ کے یہ ہے کہ لوگوں کا خبر گیر رہے وعظ اور نصیحت سے حق تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ نصیحت کیا کر اگر نصیحت کرنا فائدہ دے اور وعظ کہنے والے کو چاہیئے کہ قصّہ گوئی سے پرہیز کرے کہ مقرر ہم کو روایت پہونچی ہے کتب حدیث میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحابؓ اُن کے بعد خبر گیری کیا کرتے تھے مسلمین کی وعظ اور نصیحت سے اور ہم کو روایت پہونچی ہے سنن ابن ماجہ وغیرہ میں کہ قصّہ خوانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ تھی اور نہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں اور ہم کو بروایت ثابت ہوا ہے کہ صحابہ کرام قصّہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیتے تھے تو ہم نے ان روایات سے معلوم کیا کہ قصّہ گوئی اور چیز ہے وعظ اور نصیحت کے سوا اور یہ معلوم ہوگیا کہ قصّہ گوئی شرع میں مذموم اور معیوب ہے کہ زمانۂ صحابہ رضؓ میں نہ تھی اور وہ قصّہ خوانوں کو نکال دیتے

تھے اور وعظ اور نصیحت محمود اور پسندیدہ ہے۔

اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا فعل ہے۔

فَالْقَصَصُ هُوَ اَنْ يَّذْكُرَ الْحِكَايَاتِ الْعَجِيْبَةَ النَّادِرَةَ وَيُبَالِغَ فِيْ فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ اَوْ غَيْرِهَا بِمَا لَيْسَ بِحَقٍّ وَلَا يَقْصِدَ فِيْ ذٰلِكَ تَدْرِيْجَ تَلْقِيْنِهِمُ السُّنَّةَ وَتَمْرِيْنِهِمْ بِهَا بَلِ التَّشَدُّقَ وَالْاِعْجَابَ وَالتَّمَيُّزَ عَنِ النَّاسِ بِالْفَصَاحَةِ وَحُسْنِ اِيْرَادِ الْحِكَايَاتِ وَالْاَمْثَالِ وَبِالْجُمْلَةِ فَالْفَرْقُ بَيْنَهُمَا اَمْرٌ مُهِمٌّ وَسَنَعْقِدُ لَهٗ فَصْلًا۔

تو قصہ گوئی سے مراد یہ ہے کہ حکایات عجیبہ نادرہ کو مذکور کرے اور فضائل اعمال یا اُس کے غیر کو بمبالغہ تمام بیان کرے جو بروایت صحیح ثابت نہیں اور اس گفتار سے اُس کو یہ مقصود نہیں کہ لوگوں کو اتباعِ سنّت کا خوگر کردے بلکہ مقصود اظہار زبان آوری اور اعجوبہ گفتاری اور لوگوں میں ممتاز ہونا فصاحت بیانی سے اور حسن ایراد حکایات اور برمحل مثل گوئی سے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ قصہ گوئی اور وعظ میں فرق کرنا ضروری امر ہے اور اس کے بعد ہم ایک فصل بیان کریں گے۔

شرائط تذکیر اور وعظ گوئی میں۔

ف۔ مولانا ؒ نے فرمایا حکایات عجیبہ نادرہ جیسے قصہ کربلا اور قصہ وفات اور قصہ معراج کا نہایت طویل عریض کر کے نقل کرنا جو بروایت صحیح ثابت نہیں اور اسی طرح صحابہ ؓ کبار کے قصص صحیح اور غلط روایات کو ملا کر ذکر کرنا جس سے اہل علم کے کان بہرے ہو جاویں ایسی ہی حکایات مصداق ہیں اس حدیث کے جو صحیح مسلم میں ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری پچھلی امت میں کچھ لوگ ہوں گے جو تم سے ایسی حدیثیں نقل کریں گے کہ تم نے اور تمہارے باپوں نے نہیں سنی ہوں گی تو اُن کی صحبت سے آپ کو بچائیو اور دور رہیو۔

وَمِنْهَا الْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فِي الْوُضُوْءِ وَالصَّلٰوةِ بِأَنْ يَّرٰى أَحَدًا لَا يَسْتَوْعِبُ الْغُسْلَ فَيُنَادِيْ وَيْلٌ لِّلْعَوَاقِيْبِ مِنَ النَّارِ وَلَا يُتِمُّ الطَّمَانِيْنَةَ فَيَقُوْلُ صَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ وَفِي اللِّبَاسِ وَالْكَلَامِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَالْآدَابُ فِيْهِمَا الرِّفْقُ وَاللِّيْنُ وَإِنَّمَا الْعُنْفُ وَالشِّدَّةُ شَانُ الْأُمَرَاءِ وَالْمُلُوْكِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ۔

اور منجملہ اُمور مذکورہ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے وضو میں اور نماز میں کہ اگر دیکھے کسی کو کہ پاؤں کو پورا نہیں دھوتا ہے تو پکار کے کہے کہ عذاب ہے ایڑیوں کو دوزخ کا یا کوئی تعدیل ارکان بہ طمانیت نہیں کرتا تو کہے کہ پھر پڑھ کہ البتہ تو نے نماز نہیں پڑھی ہکذا فی الحدیث اور پوشاک اور گفتگو اور اُن کے سوا اور امور میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہئے حق تعالیٰ فرماتا ہے اور چاہیئے کہ تم میں بعضے لوگ دعوت الی الخیر کریں اچھے کام کا امر کریں اور بُرے کام خلاف شرع سے روکیں اور وہی لوگ رستگار فلاح یاب ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تلطف اور نرم کلامی آداب ہے اور سختی اور جھڑکنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں امرا اور سلاطین کا طریقہ ہے اللہ تعالےٰ نے فرمایا اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مجادلہ کر اُن سے اُس طریقہ پر جو نیک تر ہے۔
یعنی تلطف اور نرمی سے۔

وَمِنْهَا مُوَاسَاةُ الْفُقَرَاءِ وَطَالِبِي الْعِلْمِ بِقَدْرِ الْإِمْكَانِ فَإِنْ لَّمْ يَقْدِرْ وَكَانَ لَهٗ إِخْوَانٌ مُّوَافِقُوْنَ حَرَّضَهُمْ

اور منجملہ امور مذکورہ کے خبر گیری اور حسن سلوک ہے فقرا اور طالب علموں سے بقدر امکان کے اور اگر مقدور نہ ہو اور اسکے برادران دینی موافق مزاج مقدور والے ہوں تو ان

وَحَثَّهُمْ عَلَى الْمُوَاسَاةِ فَإِذَا وُجِدَتْ هٰذِهِ الصِّفَاتُ مُجْتَمِعَةً فِي شَخْصٍ وَّاحِدٍ فَلَا تَشُكَّنَّ أَنَّهٗ وَارِثُ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَأَنَّهُ الَّذِيْ يُدْعٰى فِي الْمَلَكُوْتِ عَظِيْمًا وَّأَنَّهُ الَّذِيْ يَدْعُوْ لَهٗ خَلْقُ اللّٰهِ حَتَّى الْحِيْتَانُ فِيْ جَوْفِ الْمَاءِ كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيْثِ فَلَازِمْهُ لَا يَفُوْتَنَّكَ فَإِنَّهُ الْكِبْرِيْتُ الْأَحْمَرُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

کو تحریص اور ترغیب دلاوے اُن کے ساتھ سلوک کرنے کی تو اگر یہ صفات جو مفصّل مذکور ہو چکے ایک شخص میں مجتمع ہوں تو ہرگز شک نہ کرنا اُس کے وارث الانبیاء والمرسلین ہونے میں اور یہی شخص ملکوت آسمانی میں عظیم الشان مشہور ہے اور ایسے ہی شخص کو خلق اللہ دعا دیتی ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر دعا کرتی ہیں چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے تو اے مخاطب اُس کا ساتھ نہ چھوڑیو کہیں ایسے شخص کی صحبت نہ فوت ہو جاوے اس واسطے کہ بلا شک یہ تو کبریت احمر اور اکسیر اعظم ہے واللہ اعلم۔

ف۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ فضیلت[له] عالم کی عابد پر جیسے میری فضیلت تمہارے ادنیٰ شخص پر اور آنحضرت علیہ الصّلوٰۃ والسلام دو گروہ پر گزرے اور طالبان علم کی فضیلت ذکر کر کے اُن ہی میں بیٹھے اور فرمایا اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا یعنی میں تعلیم کے واسطے مبعوث ہوا ہوں اور شاید کہ اس میں بھید یہ ہے کہ علم حقانی فی نفسہ کمال ہے اور ایسی فضیلت ہے جس سے انسان رب العالمین کا مظہر ہو جاتا ہے اور یہی سر ہے خلافت کا اس واسطے کہ اسی کے سبب سے قوت علمیہ اور قوت عملیہ کی تکمیل ہوتی ہے خلق میں اور اسی کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ و لہذا اس فصل کے سرے پر مصنف قدس سرہ اس آیت کو لائے۔

وَاعْلَمْ أَنَّ كُلَّ مَنِ انْتَصَبَ

اور معلوم کر کہ جو شخص ہدایت اور دعوت

[له] فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم الحدیث ۱۲ مصحح سلمہ اللہ تعالیٰ۔

مَنْصَبَ الْهِدَايَةِ وَالدَّعْوَةِ إِلَى اللهِ مَتٰى مَا أَخَلَّ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمُوْرِ فَإِنَّ فِيْهِ ثُلْمَةً حَتّٰى يَسُدَّهَا۔

الی اللہ کے منصب پر قائم ہوا جبکہ وہ خلل انداز ہوگا کسی امر میں امور مذکورہ سے تو اس میں رخنہ ہے تا اینکہ اس کو بند کرے یعنی اس صفت کو حاصل کرے تب کامل ہو۔

ف۔ یعنی کامل مطلق فی الواقع وہ ہے جو علم ظاہر اور باطن دونوں کا جامع ہو والا نقصان سے خالی نہیں عالم ظاہر تحصیل نسبت باطن کا محتاج ہے اور باطنی نسبت والا کتاب اور سنت کے حاصل کرنے کا حاجت مند ہے تا جامع النورین[1] اور مجمع البحرین اور یادگار اولیائے سابقین اور وارث الانبیاء والمرسلین ہو جاوے۔

وَأَنَا أُوْصِيْ طَالِبَ الْحَقِّ بِأُمُوْرٍ مِّنْهَا أَنْ لَّا يُصْحَبَ الْأَغْنِيَاءَ إِلَّا لِدَفْعِ مَظْلِمَةٍ عَنِ النَّاسِ أَوْ بَعْثِ عَامَّتِهِمْ عَلَى الْخَيْرِ وَهٰذَا هُوَ وَجْهُ التَّوْفِيْقِ بَيْنَ الْأَحَادِيْثِ الدَّالَّةِ عَلٰى ذَمِّ صُحْبَةِ الْمُلُوْكِ وَبَيْنَ مَا صَحِبَهُمْ كَثِيْرٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ الْبَرَرَةِ۔

اور میں وصیت کرتا ہوں طالب حق کو چند امور کی از انجملہ یہ ہے کہ اغنیا اور امرا سے صحبت نہ رکھے مگر بہ نیت دفع کرنے ظلم کے خلق پر سے یا ان کو مستعد کرنے کے واسطے خیر پر اور یہ وہی وجہ ہے جس سے ان احادیث کے درمیان میں جو صحبت ملوک کی مذمت پر دلالت کرتی ہیں اور درمیان اس کے اکثر علمائے صالحین نے ان کی صحبت اختیار کی ہے اتفاق ہو کر تعارض دفع ہوتا ہے۔

---

[1] امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: من تصوف ولم یتفقہ فقد تزندق ومن تفقہ ولم یتصوف فقد تفسق ومن جمع بینهما فقد تحقق یعنی جو صوفی ہوا اور فقہ نہ حاصل کی پس بلاشبہ زندیقی ہوا یعنی ٹھیٹ کافر اس لئے کہ امن میں نہیں ہو نا دین کے برباد کرنے سے اور جو کوئی فقیہ ہوا اور تصوف نہ حاصل کیا پس بلاشبہ زاہد خشک اور پھیکا پھیکا ملا ہے اور جس نے جمع کیا تصوف اور فقہ میں پس بلاشبہ محقق ہوا۔ ۱۲ ق

وَمِنْهَا اَنْ لَا یَصْحَبَ جُهَّالَ الصُّوْفِیَّۃِ وَلَا جُهَّالَ الْمُتَعَبِّدِیْنَ وَلَا الْمُتَقَشِّفَۃَ مِنَ الْفُقَهَآءِ وَلَا الظَّاهِرِیَّۃَ مِنَ الْمُحَدِّثِیْنَ وَلَا الْغُلَاۃَ مِنْ اَصْحَابِ الْمَعْقُوْلِ وَالْکَلَامِ بَلْ یَکُوْنُ عَالِمًا صُوْفِیًّا زَاهِدًا فِی الدُّنْیَا دَآئِمَ التَّوَجُّهِ اِلَی اللّٰهِ مُنْصَبِغًا بِالْاَحْوَالِ الْعَلِیَّۃِ رَاغِبًا فِی السُّنَّۃِ مُتَتَبِّعًا لِحَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاٰثَارِ الصَّحَابَۃِ طَالِبًا لِشَرْحِهَا وَبَیَانِهَا مِنْ کَلَامِ الْفُقَهَآءِ الْمُحَقِّقِیْنَ الْمَآئِلِیْنَ اِلَی الْحَدِیْثِ عَنِ النَّظَرِ وَاَصْحَابِ الْعَقَآئِدِ الْمَاخُوْذَۃِ مِنَ السُّنَّۃِ النَّاظِرِیْنَ فِی الدَّلِیْلِ الْعَقْلِیِّ تَبَرُّعًا وَاَصْحَابِ السُّلُوْکِ الْجَامِعِیْنَ بَیْنَ الْعِلْمِ وَالتَّصَوُّفِ غَیْرِ الْمُتَشَدِّدِیْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَالْمُدَقِّقِیْنَ زِیَادَۃً عَلَی السُّنَّۃِ وَلَا یَصْحَبُ اِلَّا مَنِ اتَّصَفَ بِهٰذِهِ الصِّفَاتِ۔

اور ازاں جملہ یہ وصیت ہے کہ صحبت نہ اختیار کرے صوفیان جاہل کی اور نہ جاہلان عبادت شعار کی اور نہ فقیہوں کی جو زاہد خشک ہیں اور نہ محدثین ظاہری کی جو فقہ سے عداوت رکھتے ہیں اور نہ اصحاب معقول اور کلام کی جو منقول کو ذلیل سمجھ کر استدلال عقلی میں افراط کرتے ہیں بلکہ طالب حق کو چاہیئے کہ عالم صوفی ہو دنیا کا تارک ہر دم اللہ کے دھیان میں حالات بلند میں ڈوبا سنّت مصطفویہؐ میں راغب حدیث اور آثار صحابۂ کرام کا متجسس حدیث اور آثار کی شرح اور بیان کا طلب کرنے والا اُن فقیہان محققین کے کلام سے جو حدیث کی طرف مائل ہیں نظر سے اور اُن اصحاب عقائد کے کلام سے جن کے عقائد ماخوذ ہیں سنّت سے جو ناظر ہیں دلیل عقلی میں بطریق تبرع اور عدم لزوم کے اُن اصحاب سلوک کے کلام سے جو جامع ہیں علم اور تصوّف کے تشدد کرنے والے نہیں اپنے نفوس پر اور نہ دقت کرنے والے سنّت نبویہ پر بڑھ کر اور نہ صحبت اختیار کرے مگر اُس شخص کی جو متصف بصفات مذکورہ ہے۔

ف۔ مصنّف قدس سرہ نے مرد حق پرست کو غایت شفقت سے اہل نقصان

کی صحبت سے منع فرمایا تا صحبت اُن اشخاص کی راہزن دین نہ ہو جا فظ شیراز علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ شعر

نخست موعظت پیر صحبت ایں سخن ست — کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنید

صوفی جاہل اور عابد بے علم بدعت اور الحاد سے کمتر خالی ہوتا ہے۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ شعر

خیالات نادان خلوت نشین — بہم برکند عاقبت کفر و دین

اور فقیہ زاہد خشک نور باطن اور برکات قلبیہ سے ناواقف اور ظاہری محدثین فہم دقیق اور مغز شریعت سے محروم اور غالیان اصحاب معقول اکثر عقائد اسلامیہ میں متردد یا منکر اور برکات ایمانیہ اور نور عبودیت سے بیگانہ بخلاف اس مرد کامل الوجود کے جو کمالات ظاہرہ اور باطنہ کی جامعیت سے مجمع البحار اور مطلع الانوار ہو کر وارث سید الابرار ہے۔ ایسے فرد کامل کی صحبت کیمیائے سعادت ہے حق تعالیٰ اپنی رحمت بے غایت سے ہم کو نصیب کرے آمین ثم آمین۔

وَمِنْهَا اَنْ لَّا یَتَکَلَّمَ فِیْ تَرْجِیْحِ مَذْهَبِ الْفُقَهَآءِ بَعْضِهَا عَلٰی بَعْضٍ بَلْ یَضَعَهَا کُلَّهَا عَلَی الْقَبُوْلِ بِجُمْلَتِهٖ وَیَتَّبِعَ مِنْهَا مَا وَافَقَ صَرِیْحَ السُّنَّةِ وَمَعْرُوْفَهَا فَاِنْ کَانَ الْقَوْلَانِ کِلَاهُمَا مُخْرَجَیْنِ اتَّبَعَ مَا عَلَیْهِ الْاَکْثَرُوْنَ فَاِنْ کَانَ سَوَآءً فَهُوَ بِالْخِیَارِ وَیَجْعَلَ الْمَذَاهِبَ کُلَّهَا کَمَذْهَبٍ وَّاحِدٍ مِّنْ غَیْرِ تَعَصُّبٍ۔

اور انا نجملہ یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے فقہائے کبار کے مذاہب میں ایک کو دوسرے پر ترجیح دے کر بلکہ جمیع مذاہب حقہ کو بالاجمال مقبول جانے اور اُن میں سے اُس پر چلے جو صریح اور مشہور سنت کے موافق ہو سو اگر کسی صورت میں فقہا کے دو قول ہوں اور دونوں ماخوذ اور مستنبط ہوں سنت سے تو اُس قول پر چلے جس پر اکثر فقہا ہیں اور اگر دونوں طرف کثرت فقہا برابر ہے تو وہ مختار ہے چاہے اس قول پر عمل کرے چاہے دوسرے پر اور ائمہ اربعہ کے مذاہب کو ایک مذہب جانے بدون تعصب کے۔

ف۔ چونکہ جمہور اہل سنت کے نزدیک مذاہب اربعہ میں حق دائر ہے لہذا سب کو مجملاً حق جاننے کو فرمایا اور ترجیح مذہب کی گفتگو سے اس واسطے منع کیا کہ ایک مذہب کو ترجیح دینا اکثر اذہان میں مذاہب باقیہ کی تنقیص اور تذلیل کا باعث ہوجاتا ہے چنانچہ اسی سبب سے بعضے حنفی امام شافعیؒ کے مذہب کو بُرا کہنے لگتے ہیں اور بعضے شافعی متعصب مذہب حنفی پر طعن کرتے ہیں اسی بھید سے افضل الخلق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یونس علیہ السلام سے مجھکو افضل نہ کہو واللہ اعلم مصنفؒ نے حاشیہ منہبیہ میں فرمایا صریح سنت سے وہ مراد ہے جس کا مطلب ماہرین لغت عرب کے افہام میں متبادر ہو اور معروف سے مراد وہ ہے جو بخاری اور مسلم میں متفق علیہ ہو ترمذی اور ابوداؤد اور اُن کے سوا اور ائمۂ حدیث نے اُس کی روایت اور تصحیح کی ہو اور سب مذاہب فقہاء کو ایک مذہب کر ڈالنے کا یہ مطلب ہے کہ اس کا اعتقاد کرے کہ فی مابین شافعیہ اور حنفیہ کا اختلاف ویسا ہے جیسے بعضے حنفیوں کا اختلاف بعض کے ساتھ آپس میں تو وہ شخص درصورت اختلاف مختار ہے یا طالب ترجیح ہو کثرت قائلین سے یا موافق حدیث صریح سے اور مخرج سے مراد وہ جس پر صریح نص نہ دلالت کرے لیکن نص اُس کی نظیر میں وارد ہے سو فقہا نے اُس پر قیاس کرلیا ہے یا سنت سے قاعدۂ کلیہ ظاہر ہوا ہے جس سے جواب اس مسئلے کا نکلتا ہے بالنص اس طرح پر وارد ہے کہ وہ نص دوسرے مقدمے کے ساتھ مل کر جواب مسئلے کی متقضی ہے یا نص اس طرح پر وارد ہے کہ اسی حکم کی طرف مشیر ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ موافقت حدیث صریح معروف کو جو مرجحات عمل سے قرار دیا سو اس عالم محقق ماہر الحدیث کے حق میں ہے جو اسانید اور مُتُون حدیث پر محیط ہے اور معرفت صحیح اور غیر صحیح ناسخ اور منسوخ مؤوّل اور غیر مؤوّل پر قادر ہو حدیث صحیح صریح غیر معارض کی امتیاز رکھتا ہو چنانچہ مصنّف قدس سرہ اور سائر[1] علمائے محققین کی

---

[1] سچ ہے یہ بات اس لئے کفایہ میں لکھا ہے۔ العامی اذا سمع حدیثا لیس لہ ان یاخذ بظاھرہ لجواز ان یکون مصروفا عن ظاھرہ او منسوخا بخلاف الفتوی انتھی اور تقریر شرح تحریر میں

(باقی صہ ۱۶۱ پر)

تصانیف سے یہ امر مفہوم ہوتا ہے اور وہ کم مایہ مخاطب اس کلام کا نہیں جو مشکوٰۃ یا کوئی اور کتاب حدیث کا فقط ترجمہ دریافت کر کے آپ کو محدث قرار دیتا ہے ۔

شعر

تکیہ بر جائے بزرگاں نتواں زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی

وَمِنْهَا اَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ فِیْ تَرْجِيْحِ طُرُقِ الصُّوْفِيَّةِ بَعْضِهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا يُنْكِرَ عَلَى الْمَغْلُوْبِيْنَ مِنْهُمْ وَلَا عَلَى الْمُؤَوِّلِيْنَ فِی السَّمَاعِ وَغَيْرِهٖ وَلَا يَتَّبِعَ هُوَ نَفْسُهٗ اِلَّا مَا هُوَ ثَابِتٌ فِی السُّنَّةِ وَمَشٰى عَلَيْهِ اَصْحَابُ الْعِلْمِ مِنَ الْمُحَقِّقِيْنَ الرَّاسِخِيْنَ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِيْنُ ۔

اور ازاں جملہ یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے صوفیوں کے طریقے میں بعض کو بعض پر ترجیح دے کر اور جو اُن میں مغلوب الحال ہیں اُن پر انکار نہ کرے اور نہ اُن پر جو سماع وغیرہ میں تاویل کرتے ہیں اور خود پیروی نہ کرے مگر اُس کی جو سنت سے ثابت ہے اور جس پر وہ اہلِ علم چلے ہیں اور جو منجملۂ محققین راسخین ہیں اور حق تعالیٰ توفیق دینے والا ہے اور مددگار ۔

ف ۔ اولیا طریقت کے طریقہ میں حصول نسبت اور وصول الی اللہ کے جامع ہیں پھر یوں کہنا کہ طریقۂ نقشبندیہ افضل اور راجح ہے قادریہ اور چشتیہ سے اور عکس اس کے کہنا بے فائدہ ہے جو سہل معلوم ہو اور پسند آوے وہ اُس کو اختیار کرے اور یہ جو فرمایا کہ سالک مغلوب[1] الحال وغیرہ پر انکار نہ کرے سو بیان ہے خواجۂ

(بقیہ حاشیہ صنہ ۱۶۰) مولانا عبد العلی لکھتے ہیں لیس للعامی الاخذ بظاہر الحدیث لجواز کونہ مصروفا عن ظاہرہ او منسوخا بل علیہ الرجوع الی الفقہاء اور یہ بات ظاہر ہے کہ اس وقت کے علماء عامیوں میں داخل ہیں چہ جائے جہلا کما لا یخفی علی العقلاء ۱۲ ق

[1] ظاہرا مغلوبین سے مجاذیب و مغلوب الحال مراد ہیں اور موولین　　(باقی حاشیہ صہ ۱۶۲ پر)

نقشبند کے قول کا کہ نہ انکار می کنم ونہ ایں کار می کنم یعنی مغلوبین اہل سماع وغیرہ پر انکار اس واسطے نہیں کہ وہ تاویل سے یہ فعل کرتے ہیں تحلیل حرام صریحاً نہیں کرتے جو ان کا انکار واجب ہو اور پیروی اُن کی اس واسطے منع فرمائی کہ یہ امر مسنون نہیں چنانچہ حضرت مصنف رحمہ اللہ نے دوسرے رسالے میں فرمایا خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا کَدِرَ نسبت صوفیہ غنیمت کبریٰ ست ورسوم ایشاں ہیچ نمی ارزد۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۱) فی السماع سے وہ صوفی مراد ہیں کہ سماع میں اظہار شوق آہی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بعض احادیث سے سننا غنا کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے بس مجاذیب پر عدم انکار ظاہر ہے کہ وہ دائرہ تکلیف سے خارج ہیں اور موؤلین کی وجہ عدم انکار کی وہی ہے جو مترجم علیہ الرحمۃ نے لکھی لیکن مقلدین مذہب حنفی کو بجز قائل ہونے حرمت کے کچھ نہیں بنتی کہ در المختار اور نہایہ اور بحر وغیرہ سے صریح حرمت غنا کی ثابت ہے اگرچہ بعض نے اعراس واعیاد میں مباح بھی لکھا ہے لیکن بحسب قاعدہ اذا اجتمع الحلال مع الحرام کے مباح کرنا درست نہیں ہے واللہ اعلم ۱۲۔

دسویں فصل

آدابِ ذکر اور وعظ گوئی کا بیان

اس فصل میں آدابِ تذکیر اور وعظ گوئی کے مذکور ہیں جس کے بیان کا مصنّف قدس سرہ العزیز نے وعدہ کیا تھا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِرَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ۵ وَقَالَ لِكَلِيْمِهٖ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ فَالتَّذْكِيْرُ رُكْنٌ عَظِيْمٌ وَّلْنَتَكَلَّمَ فِيْ صِفَةِ الْمُذَكِّرِ وَكَيْفِيَّةِ التَّذْكِيْرِ وَالْغَايَةِ الَّتِيْ يَلْمَحُهَا الْمُذَكِّرُ وَمِنْ اَيِّ عِلْمٍ يَسْتَمِدُّ اُهُ وَمَاذَا اَرْكَانُهٗ وَمَا اٰدَابُ الْمُسْتَمِعِيْنَ وَمَا اٰفَاتُ الَّتِيْ تَعْتَرِيْ فِيْ وُعَّاظِ

حق تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ سمجھایا بجھایا کر تو ہی مذکر اور واعظ ہے اور اپنے ہم کلام موسیٰ ؑ سے فرمایا کہ اُن کو یاد دلایا کر وقائع سابقہ کو تو نص[1] قرآنی سے معلوم ہوا کہ تذکیر اور وعظ گوئی دین میں رکن عظیم ہے اور ہم کو چاہیئے کہ کلام کریں مذکر کی صفت میں[2] اور تذکیر کی کیفیت میں اور اُس غایت میں جو مذکر کا مقصود اصلی ہے اور کس علم سے وعظ گوئی کی استمداد ہے اور تذکیر کے کیا ارکان ہیں اور وعظ سننے والوں کے کیا آداب ہیں اور کیا کیا آفتیں ہمارے

---

[1] اور فرمایا و ذکر فان الذکریٰ تنفع المومنین یعنی نصیحت کیا کرو کہ نصیحت نفع دیتی ہے مومنوں کو ۱۲۔

[2] مذکر وعظ کہتے والا اور تذکیر وعظ کہنا اور نصیحت کرنی ۱۲۔

زَمَانِنَا وَمِنَ اللّٰہِ الْاِسْتِعَانَۃُ۔

زمانے کے واعظوں کے وعظ میں پیش آتی ہیں اور اللہ سے درخواست مددگاری کی ہے۔

فَاَمَّا الْمُذَکِّرُ فَلَابُدَّ اَنْ یَّکُوْنَ مُکَلَّفًا عَدْلًا کَمَا اشْتَرَطُوْا فِیْ رَاوِی الْحَدِیْثِ وَالشَّاھِدِ۔

سو مذکر اور واعظ کو ضرور ہے کہ مکلف یعنی مسلمان عاقل بالغ ہو اور عادل یعنی متقی ہو جیسا کہ راوی حدیث و شاہد میں علما نے تکلیف اور عدالت شرط کی ہے۔

ف۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ لڑکا اور دیوانہ اور کافر اور فاسق اور صاحب بدعت جیسے شیعہ اور خارجی لائق تذکیر کے نہیں۔

مُحَدِّثًا مُّفَسِّرًا عَالِمًا بِجُمْلَۃٍ کَافِیَۃٍ مِّنْ اَخْبَارِ السَّلَفِ الصَّالِحِیْنَ وَسِیَرِھِمْ۔

اور واعظ کو ضرور ہے کہ محدث اور مفسر ہو اور سلفِ صالح یعنی صحابہؓ اور تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے اخبار اور سیرت سے فی الجملہ بقدر کفایت کے واقف ہو۔

وَنَعْنِیْ بِالْمُحَدِّثِ الْمُشْتَغِلَ بِکُتُبِ الْحَدِیْثِ بِاَنْ یَّکُوْنَ قَرَأَ لَفْظَھَا وَفَھِمَ مَعْنَاھَا وَعَرَفَ صِحَّتَھَا وَسُقْمَھَا وَلَوْ بِاِخْبَارِ حَافِظٍ اَوِ اسْتِنْبَاطِ فَقِیْہٍ وَّکَذٰلِکَ بِالْمُفَسِّرِ الْمُشْتَغِلِ بِشَرْحِ غَرِیْبِ کِتَابِ اللّٰہِ وَتَوْجِیْہِ مُشْکِلِہٖ وَبِمَا رُوِیَ عَنِ السَّلَفِ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ۔

اور محدث سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ کتب حدیث یعنی صحاح ستہ وغیرہا سے شغل رکھتا ہو اس طرح پر کہ حدیث کے الفاظ کو اُستاد سے پڑھ کر سند حاصل کر چکا ہو اور اُن کے معانی کو بوجھا ہو اور احادیث کی صحت اور ضعف کو معلوم کر چکا ہو اگرچہ معرفت صحت اور سقم کی حافظ حدیث یا استنباط فقیہ سے ثابت ہو گئی ہو اور اسی طرح مفسر سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ قرآن کی شرح غریب میں مشغول ہو اور آیات مشکلہ کی توجیہ اور تاویل سے واقف ہو اور جو سلف سے تفسیر قرآن روایت ہوئی ہے اُسکو جانتا ہو۔

وَيُسْتَحَبُّ مَعَ ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ فَصِيْحًا لَّا يَتَكَلَّمُ مَعَ النَّاسِ اِلَّا قَدْرَ فَهْمِهِمْ وَاَنْ يَّكُوْنَ لَطِيْفًا ذَا وَجْهٍ وَّمُرُوَّةٍ۔

اور اس کے ساتھ مستحب یہ ہے کہ فصیح یعنی صاف بیان ہو نہ گفتگو کرتا ہو لوگوں کے ساتھ مگر بقدر اُن کے فہم کے اور یہ کہ مہربان صاحب وجاہت اور مروت ہو۔

ف۔ مولانا نے فرمایا بالاتر از فہم کی گفتگو اس واسطے منع ہوئی کہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ گفتگو کیا کرو لوگوں سے اُس قدر جتنا اُن کی سمجھ میں آوے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور رسولؐ کی لوگ تکذیب کریں یعنی جب لوگ ایسا کلام سُنیں گے جو اُن کی عقل میں نہیں آتا ہو تو اُس کا انکار کریں گے۔

مترجم کہتا ہے پس معلوم ہوا کہ واعظ کو دقائق تقدیر اور حقائق توحید اور مسائل مشکلہ فقہ کے عوام کے روبرو ذکر کرنا بہتر نہیں کہ اس میں ضلالت کا خوف ہے مولانا نے فرمایا کہ واعظ کی وجاہت یعنی بزرگی اس واسطے مستحب ہوئی کہ جو شخص لوگوں میں بے حقیقت ہے اُس کا کلام اثر نہیں کرتا اگرچہ وہ حق کہتا ہو اور واعظ میں مروت یعنی جوانمردی اور حسن سلوک کا عمل اس واسطے مطلوب ہوا کہ جس میں یہ صفت حاصل نہیں وہ اُن لوگوں کے مشابہ ہے جن کا قول فعل کے موافق نہیں تو ایسے شخص کے وعظ سے فائدہ تذکیر کا حاصل نہیں۔

وَاَمَّا كَيْفِيَّةُ التَّذْكِيْرِ اَنْ لَّا يُذَكِّرَ اِلَّا غِبًّا وَّلَا يَتَكَلَّمَ وَفِيْهِمْ مَلَالٌ بَلْ اِذَا عَرَفَ فِيْهِمُ الرَّغْبَةَ وَيَقْطَعَ عَنْهُمْ وَفِيْهِمْ رَغْبَةٌ۔

اور کیفیت وعظ گوئی کی یہ ہے کہ وعظ نہ کہے مگر فاصلہ دے کر یعنی ہر روز یا ہر وقت نہ کہا کرے اور نہ کلام کرے اُس حالت میں جب سامعین کو ملال اور افسردگی ہو بلکہ اُس وقت وعظ شروع کرے جب لوگوں میں رغبت اور شوق کو دریافت کرلے اور قطع کلام کرے درصورتیکہ اُن میں رغبت باقی ہو۔

ف۔ مترجم کہتا ہے اس واسطے کہ سماع بلا رغبت میں تاثیر نہیں ہوتی سعدی

علیہ الرحمۃ نے فرمایا مصرع

از آں پیش بس کن کہ گویند بس

وَاَنْ یَّجْلِسَ فِیْ مَکَانٍ طَاهِرٍ کَالْمَسْجِدِ وَاَنْ یَّبْدَأَ الْکَلَامَ بِحَمْدِ اللهِ وَالصَّلٰوةِ عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَیَخْتِمُ بِهِمَا وَیَدْعُوْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ عُمُوْمًا وَّلِلْحَاضِرِیْنَ خُصُوْصًا۔

اور یہ کہ وعظ کہنے کو پاک مکان میں بیٹھے چنانچہ مسجد میں اور یہ کہ حمد اور درود سے کلام کو شروع کرے اور ان ہی پر ختم بھی کرے اور دعا کرے اہل ایمان کے واسطے عموماً اور حاضر لوگوں کے واسطے خصوصاً۔

وَلَا یَخُصَّ فِی التَّرْغِیْبِ اَوِ التَّرْهِیْبِ بَلْ هُوَ یَشُوْبُ کَلَامَهٗ مِنْ هٰذَا وَمِنْ ذٰلِكَ کَمَا هُوَ سُنَّةُ اللهِ مِنْ اِرْدَافِ الْوَعْدَةِ بِالْوَعِیْدِ وَالْبِشَارَةِ بِالْاِنْذَارِ۔

اور یہ کہ مخصوص نہ کرے کلام کو فقط خوشخبری سنانے اور شوق دلانے میں یا فقط خوف دلانے اور ڈرانے میں بلکہ کلام کو ملاتا جلاتا رہے کبھی اس سے اور کبھی اس سے جیسا کہ حق تعالیٰ کی عادت ہے قرآن مجید میں وعدے کے پیچھے وعید کا لانا اور بشارت کے ساتھ انذار اور تخویف کو ملانا۔

ف۔ اس واسطے کہ فقط ترغیب سے آدمی بے باک ہو جاتا ہے اور فقط ترہیب سے یاس اور ناامیدی حاصل ہوتی ہے تو ہر ایک کو اپنے اپنے موقع پر ذکر کرنا چاہیئے۔ مصرع

چو رگ زن کہ جرّاح و مرہم نہ است

وَاَنْ یَّکُوْنَ مُیَسِّرًا لَّا مُعَسِّرًا وَّیُعَمِّمَ بِالْخِطَابِ وَلَا یَخُصَّ طَائِفَةً دُوْنَ طَائِفَةٍ وَّاَنْ لَّا یُشَافِهَ بِذَمِّ قَوْمٍ اَوِ الْاِنْکَارِ عَلٰی شَخْصٍ بَلْ یُعَرِّضُ مِثْلَ اَنْ

اور واعظ کو لازم ہے کہ آسانی کرنے والا ہو نہ سختی کرنے والا اور یہ کہ خطاب کو عام کرے اور خاص نہ کرے ایک گروہ کیساتھ خطاب کو دوسرے گروہ کو چھوڑ کر اور کسی قوم مخصوص کی مذمت یا کسی شخص معین

يَقُوْلَ مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَفْعَلُوْنَ كَذَا وَكَذَا۔

پر انکار بالمشافہہ نہ کرے بلکہ بطریق اشارہ کہے چنانچہ یوں کہے کہ کیا حال ہے لوگوں کا کہ ایسا ایسا کرتے ہیں۔

ف۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ بالمشافہہ مذمت اور انکار واعظ کی عداوت باطنی پر محمول ہوگا اُس قوم اور شخص معین کے ساتھ تو بعید نہیں ہے کہ بعضے سامعین کا دل منقبض ہو اور دلوں سے اُس کی دیانت اور صداقت جاتی رہے تو تذکیر کا فائدہ نہ حاصل ہوگا۔

وَلَا يَتَكَلَّمَ بِسَقَطٍ وَّهَزْلٍ۔

اور وعظ میں کلام ساقط الاعتبار اور بیہودہ نہ بولے۔

ف۔ اس واسطے کہ کلام نحیف اور خوش طبعی کی بات رعب اور ہیبت کو کھودیتی ہے تو غرض تذکیر میں خلل واقع ہوگا۔

وَيُحَسِّنَ الْحَسَنَ وَيُقَبِّحَ الْقَبِيْحَ وَيَأْمُرَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَلَا يَكُوْنَ اِمَّعَةً۔

اور خوبی بیان کرے نیک بات کی اور بُرائی کھول دے امر قبیح کی اور معروف شرعی کا امر کرے اور منکر سے نہی کرے اور مردِ ہر جائی رکابی مذہب نہ ہو کہ جس محفل میں جاوے اُن کی خواہش نفسانی کے موافق وعظ شروع کرے

وَاَمَّا الْغَايَةُ الَّتِيْ يَلْمَحُهَا فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُّبْرِزَ فِيْ نَفْسِهٖ صِفَةَ الْمُسْلِمِ فِيْ اَعْمَالِهٖ وَحِفْظِ لِسَانِهٖ وَاَخْلَاقِهٖ وَاَحْوَالِهِ الْقَلْبِيَّةِ وَمُدَاوَمَتِهٖ عَلَى الْاَذْكَارِ ثُمَّ يُحَقِّقَ فِيْهِمْ تِلْكَ الصِّفَةَ بِكَمَالِهَا بِالتَّدْرِيْجِ عَلٰى حَسَبِ فَهْمِهِمْ فَيَاْمُرَ اَوَّلًا فَضَائِلَ الْحَسَنَاتِ

اور غایت وعظ کی جو مقصود ہے سو مناسب یوں ہے کہ اپنے دل میں تصور کرے مسلمان کی صفت کو اُس کے اعمال میں اور اُس کے حفظ لسان اور اخلاق میں اور اُس کے حالات قلبی اور اُس کے اذکار کی مداومت میں پھر چاہیئے کہ اسی صفت متخیلہ کو علی وجہ الکمال سامعین میں ثابت اور متحقق کردے اندک اندک اُن کے فہم کے موافق تو پہلے

وَمَسَاوِیَ السَّیِّئَاتِ فِی اللِّبَاسِ
وَالزِّیِّ وَالصَّلٰوۃِ وَغَیْرِهَا
فَإِذَا تَأَدَّبُوْا فَلْیَأْمُرْ بِالْأَذْکَارِ
فَإِذَا أَثَّرَ فِیْهِمْ فَلْیُحَرِّضْهُمْ
عَلٰی ضَبْطِ اللِّسَانِ وَالْقَلْبِ
وَلْیَسْتَعِنْ فِیْ تَاْثِیْرِ هٰذِهٖ فِیْ
قُلُوْبِهِمْ بِذِکْرِ أَیَّامِ اللّٰهِ وَ
وَقَائِعِهٖ مِنْ بَاهِرِ أَفْعَالِهٖ
وَتَصْرِیْفِهٖ وَتَعْذِیْبِهٖ
لِأُمَمٍ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ
بِهَوْلِ الْمَوْتِ وَعَذَابِ
الْقَبْرِ وَشِدَّۃِ یَوْمِ
الْحِسَابِ وَعَذَابِ النَّارِ
وَکَذٰلِكَ بِتَرْغِیْبَاتٍ
عَلٰی حَسْبِ مَا ذَکَرْنَا.

وَأَمَّا اسْتِمْدَادُہٗ فَلْیَکُنْ
مِّنْ کِتَابِ اللّٰهِ عَلٰی تَاوِیْلِهِ
الظَّاهِرِ وَسُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰهِ
الْمَعْرُوْفَۃِ عِنْدَ الْمُحَدِّثِیْنَ
وَأَقَاوِیْلِ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ

حسنات کی خوبیوں اور سیات کی برائیوں کا امر کرے لباس اور شکل اور نماز وغیرہ میں پھر جب اس کے خوگر ہو جاویں تو اُن کو اذکار کی تلقین کرے پھر جب اُن میں ذکر کا اثر معلوم ہو تو اُن کو رغبت اور شوق دلاوے زبان اور دل کے روکنے پر اقوال قبیحہ اور اخلاق ذمیمہ سے اور اُن کے دلوں میں ان امور کی تاثیر کرنے میں اعانت چاہے ایام سابقہ اور وقائع گذشتہ کے ذکر کرنے سے منجملہ حق تعالیٰ کے افعال ظاہرہ اور اُس کی تصریف اور تعذیب کے جو اگلی امتوں پر دنیا میں ہو چکی ہے پھر استعانت چاہے موت کی دہشت اور قبر کے عذاب اور شدت یوم الحساب اور دوزخ کے عذاب ذکر کرنے سے اور اسی طرح ذکر ترغیبات سے استعانت چاہے اُس کے موافق جیسا ہم مذکور کر چکے ہیں۔

اور وعظ گوئی کی استمداد کو کتاب اللہ سے چاہے اُس کی ظاہر تاویل یعنی تفسیر کے موافق اور حدیث نبوی ﷺ سے جو محدثین کے نزدیک معروف ہے اور صحابہؓ اور تابعینؒ اور ان کے سوا اور مومنین صالحین کے

وَغَيْرِهِمْ مِنْ صَالِحِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ بَيَانِ سِيْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اقوال سے اور سیرتِ نبویؐ کے بیان کرنے سے۔

ف۔ مولاناؒ نے فرمایا کہ قرآن کی تاویل ظاہر سے وہ مراد ہے جو لفظ قرآن کے اندر سے مفہوم عندالاطلاق ہو اور اعتبارات صوفیانہ اور اشارات فاضلانہ اور نکات اور لطائف شاعرانہ کو مقام وعظ میں ذکر کرنا ہرگز لائق اور مناسب نہیں اس واسطے کہ سامعین چونکہ مفہوم ظاہر اور اشارے میں فرق نہیں کرتے تو اعتبارات اور اشارات کو تفسیر پر محمول کریں گے اور گمراہ ہوں گے چنانچہ ہمارے زمانے کے واعظین میں سے ایک واعظ نے مقطعاتِ قرآنیہ کے معنی میں خوض شروع کیا مانند نکات شاعرانہ کے یہاں تک اُس کی جہالت کی نوبت پہونچی کہ اُس نے طٰہٰ کی تفسیر کی بحساب جمل کہ چودہ عدد ہوئے تو یہ خطاب ہے خدا کا اپنے نبی سے علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے کہ اے چودھویں رات کے چاند تو غور کر کہ اس واعظ کی جہالت اور بے امتیازی اس کو کہاں کھینچ لے گئی اور یہ جو فرمایا کہ حدیث معروف کو ذکر کرے تو معلوم ہوا کہ موضوعات اور منکرات اور اُن احادیث کا ذکر کرنا جن کی کچھ اصل اہل حدیث کے نزدیک ثابت نہیں ہے جائز نہیں۔

وَلَا يَذْكُرُ الْقِصَصَ الْمُجَازَفَةَ فَاِنَّ الصَّحَابَةَ اَنْكَرُوْا عَلٰى ذٰلِكَ اَشَدَّ الْاِنْكَارِ وَاَخْرَجُوْا اُولٰٓئِكَ مِنَ الْمَسَاجِدِ وَضَرَبُوْهُمْ وَ اَكْثَرُ مَا يَكُوْنُ هٰذَا فِي الْاِسْرَائِيْلِيَّاتِ الَّتِيْ لَا يُعْرَفُ صِحَّتُهَا وَفِي السِّيْرَةِ وَشَانِ نُزُوْلِ الْقُرْاٰنِ۔

اور واعظ کو چاہیئے کہ بیہودہ قصّوں کو جو بروایت صحیح ثابت نہیں ہیں ذکر نہ کرے اس واسطے کہ صحابۂ کرامؓ نے قصّہ خوانی پر سخت انکار کیا ہے اور قصّہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیا ہے اور اُن کو مارا ہے اور یہ واہی قصّے اکثر اہل کتاب کی روایات میں ہوتے ہیں جن کی صحت معلوم نہیں اور سیرت اور قرآن کی شان نزول میں۔

وَاَمَّا اَرْكَانُهٗ فَالتَّرْغِيْبُ

اور وعظ کے ارکان تو ترغیب اور

وَالتَّرْهِيْبُ وَالتَّمْثِيْلُ بِالْاَمْثَالِ الْوَاضِحَةِ وَالْقِصَصِ الْمُرَقِّقَةِ وَالنِّكَاتِ النَّافِعَةِ فَهٰذَا طَرِيْقُ التَّذْكِيْرِ وَالشَّرْحِ۔

وَالْمَسْئَلَةُ الَّتِيْ يَذْكُرُهَا اِمَّا مِنَ الْحَلَالِ اَوِ الْحَرَامِ اَوْ مِنْ بَابِ اٰدَابِ الصُّوْفِيَّةِ اَوْ مِنْ بَابِ الدَّعَوَاتِ اَوْ مِنْ عَقَائِدِ الْاِسْلَامِ فَالْقَوْلُ الْجَلِيُّ اَنَّ هُنَاكَ مَسْئَلَةً يَعْلَمُهَا وَطَرِيْقًا فِيْ تَعْلِيْمِهَا۔

وَاَمَّا اٰدَابُ الْمُسْتَمِعِيْنَ فَاَنْ يَسْتَقْبِلُوا الْمُذَكِّرَ وَلَا يَلْعَبُوْا وَلَا يَلْغَطُوْا وَلَا يَتَكَلَّمُوْا فِيْ مَا بَيْنَهُمْ وَلَا يُكْثِرُوا السُّؤَالَ مِنَ الْمُذَكِّرِ فِيْ كُلِّ مَسْئَلَةٍ بَلْ اِذَا عَرَضَ خَاطِرٌ فَاِنْ كَانَ لَا يَتَعَلَّقُ بِالْمَسْئَلَةِ تَعَلُّقًا قَوِيًّا اَوْ كَانَ دَقِيْقًا لَا يَتَحَمَّلُهُ فُهُوْمُ الْعَامَّةِ فَلْيَسْكُتْ عَنْهُ فِي الْمَجْلِسِ الْحَاضِرِ فَاِنْ شَاءَ سَاَلَهُ فِي الْخَلْوَةِ وَاِنْ كَانَ لَهُ تَعَلُّقٌ قَوِيٌّ كَتَفْصِيْلِ

ترہیب ہے اور مثال گذرانا کھلی مثالوں سے اور صحیح قصّے دل کے نرم کرنے والے اور نکات منفعت بخش سو یہ طریقہ ہے تذکیر اور شرح کا۔

اور جس مسئلے کو واعظ ذکر کرے چاہیے کہ وہ قسم حلال سے ہو یا حرام سے یا آداب صوفیہ سے یا دعوات کے باب سے یا عقائد اسلام سے پس ظاہر قول یہ ہے کہ بیان کرے واعظ وہ مسئلہ جس کو جانتا ہو اور اُس کے سکھانے کا طریق معلوم ہو۔

اور وعظ کی سماعت کرنے والوں کے آداب سو یہ ہیں کہ مذکر کے سامنے ہوں اور لہو ولعب نہ کریں اور شور نہ مچائیں اور آپس میں وعظ کے اندر باتیں نہ کریں اور ہر امر میں واعظ سے سوال نہ کریں بلکہ اگر سامع کو کوئی خطرہ عارض ہو تو اگر اُس کو مسئلہ مذکورہ کے ساتھ کوئی تعلق قوی نہ ہو یا تعلق ہو مگر مسئلہ دقیق ہو جس کو عوام کی فہم نہیں اٹھا سکتی تو اس سوال سے سکوت اختیار کرے حاضرین مجلس میں پھر اگر چاہے تو اُس کو خلوت میں پوچھ لے اور اگر اُس کو مسئلے کے ساتھ قوی تعلق ہو جیسے مفصل

اِجْمَالٍ وَشَرْحِ غَرِیْبٍ فَلْیَنْتَظِرْ حَتّٰی اِذَا انْقَضٰی کَلَامُہٗ سَاَلَہٗ۔ وَلْیُعِدِ الْمُذَکِّرُ کَلَامَہٗ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

کرنا مجمل کا اور مشکل لغت کا دریافت کرنا تو منتظر رہے تا اینکہ اُسکا کلام آخر ہو تو دریافت کرے۔ اور چاہیئے کہ وعظ کا کہنے والا اپنے کلام کو تین بار اعادہ کرے۔

ف۔ بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصّلوٰۃ و التسلیم جب کلام فرماتے تھے تو تین[۱] بار اعادہ فرماتے تھے تا خوب بوجھ میں آجاوے۔

فَاِنْ کَانَ ھُنَاکَ اَھْلُ لُغَاتٍ شَتّٰی وَالْمُذَکِّرُ یَقْدِرُ اَنْ یَّتَکَلَّمَ عَلٰی اَلْسِنَتِہِمْ فَلْیَفْعَلْ ذٰلِکَ وَلْیَجْتَنِبْ دِقَّۃَ الْکَلَامِ وَاِجْمَالَہٗ۔

سو اگر مجلس میں کئی قسم کی بولی والے لوگ ہوں اور واعظ اُنکی زبان پر قادر ہو تو اُسکو یہ کرنا چاہیئے یعنی ہر زبان میں کلام کرے اور پرہیز کرنا چاہیئے دقیق اور مجمل کلام سے یعنی اس واسطے کہ کلام باریک اور مجمل سے علی العموم فائدہ حاصل نہیں۔

وَاَمَّا الْاٰفَاتُ الَّتِیْ تَعْتَرِی الْوُعَّاظَ فِیْ زَمَانِنَا فِیْھَا عَدَمُ تَمْیِیْزِھِمْ بَیْنَ الْمَوْضُوْعَاتِ وَغَیْرِھَا بَلْ غَالِبُ کَلَامِھِمُ الْمَوْضُوْعَاتُ الْمُحَرَّفَاتُ وَذِکْرُھُمُ الصَّلَوَاتِ وَالدَّعَوَاتِ الَّتِیْ عَدَّھَا الْمُحَدِّثُوْنَ مِنَ الْمَوْضُوْعَاتِ۔

اور وہ آفتیں جو ہمارے زمانے کے واعظوں کو پیش آتی ہیں سو اُن میں سے ایک عدم تمیز ہے درمیان موضوعات اور غیر موضوعات کے بلکہ غالب کلام اُن کا موضوعات اور محرفات ہیں اور مذکور کرنا اُن کا ان نمازوں اور دعاؤں کو جن کو اہل حدیث نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔

ف سبب اسکا یہ ہے کہ علم حدیث اور آثار کو اہلِ حدیث سے سند نہیں کیا اور شوق ہوا وعظ گوئی کا جو روایت اور قصہ کسی کتاب میں عوام فریب پایا اُسکو بے تمیزی سے ذکر کر دیا حالانکہ حدیث صحیح میں ثابت ہے کہ جو عمداً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھے گا وہ جہنمی ہے۔

[۱] لیکن شارحین حدیث نے یہ لکھا ہے کہ یہ تکرار کلام مہتم الشان میں ہوتی تھی نہ ہر کلام میں ۱۲ نواب قطب الدین خان مرحوم۔

مترجم کہتا ہے کہ اہل ایمان پر واجب ہے کہ بلا تحقیق اور بلا سند حدیث کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت نہ کرے اور سوائے اہل حدیث کی کتابوں مشہور کے ہر کتاب سے حدیث نقل نہ کرے اسواسطے کہ خود جھوٹ باندھنا یا جھوٹی حدیث کو بے تحقیق نقل کرنا دونوں برابر ہیں عذاب میں۔

وَمِنْهَا مُبَالَغَتُهُمْ فِي شَيْءٍ مِّنَ التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ۔	اور ازاں جملہ بمبالغہ ذکر کرنا واعظوں کا کسی شے میں ترغیب اور ترہیب سے۔

ف۔ چنانچہ یوں کہنا کہ اگر دو رکعت فلانی فلانی سورۃ سے فلانے دن اور فلانی ساعت میں پڑھے تو تمام عمر کی قضائے نماز کا عذاب دور ہو جاتا ہے یا جو کوئی بھنگ پیے اُس نے گویا اپنی ماں سے کعبہ معظمہ میں فعل بد کیا حق تعالیٰ بے تمیزی اور بے احتیاطی اور افترا پردازی سے اپنی پناہ میں رکھے آمین۔

وَمِنْهَا قَصَصُهُمْ قِصَّةَ كَرْبَلَاءَ وَالْوَفَاةِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ وَخُطَبُهُمْ فِيهَا۔	اور ازاں جملہ قصہ کربلا اور وفات کی قصہ خوانی اور اُس کے سوائے اور موسموں میں قصہ گوئی اور اُن میں خطبہ گوئی کرنا۔

ف۔ اس واسطے کہ ایسے امور کا رواج قرون سابقہ میں نہ تھا اور روایاتِ موضوعہ اور ضعیفہ سے کمتر خالی ہے بلکہ ہر سال نئے مضمون کا مرثیہ تیار ہوتا ہے تا رقّت اور گریہ زیادہ ہو سبحان اللہ کیا اُلٹا زمانہ ہو گیا ہے کہ اگر نماز نہ پڑھے اور فرائض ایمانیہ کو نہ ادا کرے اور مساجد میں جمعہ اور جماعت کے واسطے نہ حاضر ہو کوئی اُس پر طعن اور تشنیع نہیں کرتا اور اگر کوئی محفل تعزیہ داری میں نہ جاوے اور ان کے بدعات میں نہ شریک ہو تو مطعون خلق ہوتا ہے بلکہ اُس کے ایمان میں حرف آتا ہے کہ فلانا شخص معاذ اللہ خارجی اور دشمن اہلبیت ہے۔ شعر

بریدہ ز اصل کار و پیوستہ بفرع
کم معتقد خدا و بسیار بشرع

گیارھویں فصل

سلسلۂ طریقت حضرتِ مصنّفؒ کا بیان

اس فصل میں مصنّف قدس سرہ نے اپنے سلاسل طریقت کو ذکر کیا ہے۔

صُحْبَتُنَا وَ تَعَلُّمُنَا لِاٰدَابِ الطَّرِيْقَةِ وَالسُّلُوْكِ مُتَّصِلَةٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بِالسَّنَدِ الصَّحِيْحِ الْمُسْتَفِيْضِ الْمُتَّصِلِ وَاِنْ لَّمْ يَثْبُتْ تَعَيُّنُ الْاٰدَابِ وَلَا تِلْكَ الْاَشْغَالِ۔

ہماری صحبت اور طریقت اور سلوک کے آداب کو سیکھنا متصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح مشہور اور متصل سند کیساتھ یعنی مصنّفؒ سے تا مبدءِ رسالت بیچ میں کوئی واسطہ منقطع نہیں اگرچہ تعین ان آداب کا اور تقرر ان اشغال کا ثابت نہیں۔

یعنی باعتبار آداب معینہ اور اشغال مخصوصہ کے اتصال تفصیلی نہیں بلکہ اجمالی ہے۔

فَالْعَبْدُ الضَّعِيْفُ وَلِيُّ اللّٰهِ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُ وَ اَلْحَقَهٗ بِسَلَفِهِ الصَّالِحِيْنَ صَحِبَ اَبَاهُ الشَّيْخَ الْاَجَلَّ عَبْدَ الرَّحِيْمِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ اَرْضَاهُ دَهْرًا طَوِيْلًا وَتَعَلَّمَ مِنْهُ الْعُلُوْمَ الظَّاهِرَةَ وَتَاَدَّبَ عَلَيْهِ بِاٰدَابِ الطَّرِيْقَةِ وَرَاٰى مِنْهُ الْكَرَامَاتِ وَسَاَلَهٗ عَنِ الْمُشْكِلَاتِ وَسَمِعَ مِنْهُ كَثِيْرًا مِّنْ فَوَائِدِ الطَّرِيْقَةِ وَالْحَقِيْقَةِ وَمَا جَرٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى شُيُوْخِهٖ مِنَ الْوَاقِعَاتِ وَالْاَحْوَالِ

تو بندۂ ضعیف ولی اللہ نے کہ حق تعالیٰ اُس سے عفو کرے اور اُس کو اس کے سلف صالحین کے ساتھ ملادے زمانہ دراز صحبت رکھی اپنے والد شیخ اجل عبدالرحیم کی خدا راضی ہو اُن سے اور اُن کو راضی کرے اور اُن ہی سے علوم ظاہرہ اور آداب طریقت کے سیکھے اور اُن سے کرامات دیکھے اور مشکلات پوچھے اور اُن سے اکثر فوائد طریقت اور حقیقت کے سُنے اور جو اُن پر اُن کے مرشدوں پر واقعات اور حالات اور کرامات گزرے اُن سے مسموع

وَالْكَرَامَاتِ جَزَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَنْهُ وَعَنْ سَائِرِ مُسْتَفِيْدِيْهِ خَيْرًا ۔ وَصَحِبَ هُوَ شُيُوْخًا كَثِيْرًا اَجَلُّهُمْ ثَلٰثَةٌ اَوَّلُهُمْ خُوَاجَه خُرْدُ صَحِبَ الشَّيْخَ اَحْمَدَ السَّرْهِنْدِيَّ وَالشَّيْخَ اِلٰهْدَادْ وَخُوَاجَه حُسَامَ الدِّيْنِ صَحِبُوْا خُوَاجَه مُحَمَّدْ بَاقِيْ وَثَانِيْهِمُ السَّيِّدُ عَبْدُ اللّٰهِ صَحِبَ الشَّيْخَ اٰدَمَ الْبَنُوْرِيَّ صَحِبَ الشَّيْخَ اَحْمَدَ السَّرْهِنْدِيَّ صَحِبَ خُوَاجَه مُحَمَّدْ بَاقِيْ وَثَالِثُهُمُ الْخَلِيْفَةُ اَبُو الْقَاسِمِ صَحِبَ مُلَّا وَلِيْ مُحَمَّدٍ صَحِبَ الْاَمِيْرَ اَبَا الْعُلَا ۔

ہوئے اللہ سبحانہ مؤلف اور باقی ان کے مستفیدوں کی طرف سے ان کو نیک بدلہ دے ۔

اور شیخ عبدالرحیم بہت مرشدوں کی صحبت میں رہے بزرگ تر اُن میں سے تین مرشد ہیں اوّل اُن میں خواجہ خرد ہیں جو شیخ احمد سرہندی اور شیخ الہداد اور خواجہ حسام الدین کی صحبت میں رہے اور تینوں خواجہ محمد باقی کی صحبت میں رہے اور دوسرے مرشد شیخ عبدالرحیم کے سید عبداللہ ہیں جو شیخ آدم بنوری کی صحبت میں رہے اور وہ شیخ احمد سرہندی کی صحبت میں رہے اور وہ خواجہ محمد باقی کی صحبت میں رہے اور تیسرے خلیفہ ابوالقاسم ہیں وہ ملا ولی محمد کی صحبت میں رہے ۔

ف ۔ سرہند شہر لاہور کے قریب اور بنور بروزن تنور قصبہ ہے سرہند کے توابع سے ۔

ثُمَّ الْخُوَاجَه مُحَمَّدْ بَاقِيْ صَحِبَ خُوَاجَه مُحَمَّدْ اَمْكَنْكِيْ صَحِبَ اَبَاهُ مَوْلٰنَا مُحَمَّدْ دَرْوِيْش صَحِبَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدْ زَاهِد صَحِبَ خُوَاجَه عُبَيْدَ اللّٰهِ الْاَحْرَارَ وَالْاَمِيْرَ اَبَا الْعُلَا صَحِبَ الْاَمِيْرَ عَبْدَ اللّٰهِ صَحِبَ الْاَمِيْرَ يَحْيٰى صَحِبَ خُوَاجَه عَبْدَ الْحَقِّ صَحِبَ خُوَاجَه عُبَيْدَ اللّٰهِ الْاَحْرَارَ الْمَذْكُوْرَ ۔

پھر خواجہ محمد باقی خواجہ محمد امکنکی کی صحبت میں رہے وہ اپنے باپ مولانا درویش محمد کی صحبت میں رہے وہ مولانا محمد زاہد کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبید اللہ احرار کی صحبت میں رہے اور امیر ابوالعلا امیر عبداللہ کی صحبت میں رہے وہ امیر یحییٰ کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبدالحق کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبید اللہ مذکور کی صحبت میں رہے ۔

وَالْخُوَاجَۃُ اَحْرَارُ صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ مِنْھُمْ مَوْلٰنَا یَعْقُوْبَ الْچَرْخِیَّ وَخَوَاجَۃُ عَلَاءُ الدِّیْنِ الْغِجْدَوَانِیَّ صَحِبَا خُوَاجَۃُ نَقْشْبَنْدُ بِلَا وَاسِطَۃٍ وَصَحِبَ الْاَوَّلُ اَیْضًا خُوَاجَۃُ عَلَاءُ الدِّیْنِ عَطَّارُ وَالثَّانِیُ خُوَاجَۃُ مُحَمَّدُ پَارْسَا وَھُمَا مِنْ کِبَارِ اَصْحَابِ خُوَاجَۃِ نَقْشْبَنْدُ۔

اور خواجہ احرار نے بہت شیوخ کی صحبت حاصل کی اُن میں سے مولانا یعقوب چرخیؒ اور خواجہ علاء الدین غجدوانیؒ ہیں وہ دونوں خواجہ نقشبند کی صحبت میں رہے بلا واسطہ اور مرشد اوّل یعنی مولانا یعقوب چرخیؒ خواجہ علاء الدین عطارؒ کی بھی صحبت میں رہے اور مرشد ثانی یعنی خواجہ علاء الدین خواجہ محمد پارساؒ کی صحبت میں رہے اور دونوں یعنی عطار اور پارسا خواجہ نقشبند کے عمدہ مُریدوں سے ہیں۔

ف۔ چرخ قریہ ہے غزنی کے توابع سے اور غجدوان بکسر غین معجمہ ایک موضع ہے بخارا کے توابع سے اور نقشبند کمخاب باف کو کہتے ہیں خواجہ نقشبند اور اُن کے والد یہی پیشہ کرتے تھے۔

وَالْخُوَاجَۃُ نَقْشْبَنْدُ صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ اَجَلُّھُمْ خُوَاجَۃُ مُحَمَّدُ بَابَا سَمَّاسِیَّ وَخَلِیْفَتُہٗ الْاَمِیْرُ سَیِّدُ کُلَالُ وَالْخُوَاجَۃُ مُحَمَّدُ صَحِبَ خُوَاجَۃُ عَلِیّ الرَّامِیْتَنِیَّ صَحِبَ خُوَاجَۃُ مَحْمُوْدُ اَبَا الْخَیْرِ الْفَغْنَوِیَّ صَحِبَ خُوَاجَۃُ عَارِفُ رِیُوْکَرِیُ صَحِبَ خُوَاجَۃُ عَبْدُ الْخَالِقِ الْغِجْدَوَانِیِّ صَحِبَ خُوَاجَۃُ یُوْسُفَ الْھَمْدَانِیَّ

اور خواجہ نقشبند بہت شیوخ کی صحبت میں رہے بزرگتر اُن میں خواجہ محمد بابا سماسی اور اُن کے خلیفہ امیر سیّد کلال اور خواجہ محمد بابا سماسی خواجہ علی رامیتنی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ محمود ابوالخیر فغنوی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عارف ریوگری کی صحبت میں رہے وہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ یوسف ہمدانی کی صحبت میں رہے وہ خواجہ علی فارمدی کی صحبت میں رہے۔

صَحِبَ عَلِیَّ نِ الْفَارْمِدِیَّ۔

ف۔ سماس بفتح سین وتشدید میم قریہ ہے طوس کے توابع سے اور رامتین قصبہ ہے بخارا کے توابع سے اور فغنہ بفتح فا وسکون غین معجمہ قریہ ہے بخارا کے توابع سے اور ریوگر بکسر رائے مہملہ قریہ ہے بخارا کے مضافات سے اور فارمد قریہ ہے طوس کے توابع سے۔

صَحِبَ شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ اَجَلُّهُمُ اثْنَانِ اَحَدُهُمَا الْاِمَامُ اَبُوالْقَاسِمِ الْقُشَیْرِیُّ صَحِبَ اَبَا عَلِیِ نِ الدَّقَّاقَ صَحِبَ اَبَا الْقَاسِمِ النَّصْرَ اٰبَادِیَّ وَاَبُوالْحُسَیْنِ الْحُضْرِمِیَّ صَحِبَ الشِّبْلِیَّ صَحِبَ سَیِّدَ الطَّائِفَۃِ الْجُنَیْدَ الْبَغْدَادِیَّ وَالثَّانِیْ خُوَاجَہ اَبُوالْقَاسِمِ الْکُرَّکَانِیُّ صَحِبَ اَبَا عُثْمَانَ الْمَغْرِبِیَّ صحب اَبَا عَلِیِ نِ الْکَاتِبَ صَحِبَ اَبَا عَلِیِ نِ الرُّوْدْبَارِیَّ صَحِبَ جُنَیْدَ نِ الْبَغْدَادِیَّ۔

علی فارمدی بہت مشائخ کی صحبت میں رہے بزرگتر اُن میں سے دو ہیں ایک امام ابوالقاسم قشیری وہ ابوعلی دقاق کی صحبت میں رہے وہ ابوالقاسم نصرآبادی اور ابوالحسین حضرمی کی صحبت میں اور دونوں یعنی نصرآبادی اور حضرمی شبلی کی صحبت میں رہے وہ سید الطائفہ جنید بغدادی کی صحبت میں رہے اور دوسرے مرشد علی فارمدی کے ابوالقاسم کرگانی ہیں جو ابوعثمان مغربی کی صحبت میں رہے وہ ابوعلی کاتب کی صحبت میں رہے وہ ابوعلی رودباری کی صحبت میں رہے وہ جنید بغدادی کی صحبت میں رہے۔

ف۔ ابوالقاسم قشیری رسالہ قشیریہ کے مصنف ہیں جو حقیقت ولایت اور اولیاء اللہ کے بیان میں نہایت عمدہ کتاب ہے قشیر قبیلہ ہے عرب کا اور دقاق بفتح دال وتشدید قاف ہے اور کرگان بضم کاف عربی وتشدید رائے مہملہ وکاف عجمی ایک گانوں کا نام ہے اور رودباری منسوب بناحیہ کہ اُن کے آبار کا منشا تھا۔

وَالْجُنَیْدُ الْبَغْدَادِیُّ صَحِبَ

اور جنید بغدادی اپنے ماموں سری[۱] سقطی

---

[۱] سری بفتح اول وکسر ثانی ویائے تحتانی مشدد بمعنی جوانمرد وسردار وسقطی یعنی پارچہ فروش کہ جس کو پراچہ کہتے ہیں ۱۲

خَالَہُ السَّرِیَّ السَّقَطِیَّ صَحِبَ
مَعْرُوْفَ الْکَرْخِیَّ صَحِبَ شُیُوْخًا
کَثِیْرِیْنَ اَجَلُّھُمْ اِثْنَانِ اَحَدُھُمَا
الْاِمَامُ عَلِیُّ بْنُ مُوْسَی الرِّضٰی صَحِبَ
اَبَاہُ الْاِمَامَ مُوْسَی الْکَاظِمَ
صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ جَعْفَرَ
نِ الصَّادِقَ صَحِبَ اَبَاہُ الْاِمَامَ
مُحَمَّدَ نِ الْبَاقِرَ صَحِبَ اَبَاہُ
الْاِمَامَ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ صَحِبَ
اَبَاہُ الْاِمَامَ حُسَیْنَ صَحِبَ اَبَاہُ
اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ
طَالِبٍ صَحِبَ سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ
ثَانِیْھِمَا دَاؤُدَ الطَّائِیَّ صَحِبَ
فُضَیْلًا وَّحَبِیْبَ نِ الْعَجَمِیَّ وَذَا النُّوْنِ
صَحِبُوْا شُیُوْخًا کَثِیْرِیْنَ مِنَ
التَّابِعِیْنَ وَتَبَعِھِمْ اَجَلُّھُمْ
الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ صَحِبَ ھٰؤُلَاءِ
اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ مِنْھُمْ اَنَسٌ خَادِمُ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَحَافِظُ سُنَّتِہٖ فَھٰذِہٖ سِلْسِلَۃُ
الصُّحْبَۃِ لَاشَکَّ فِیْ صِحَّتِھَا وَاتِّصَالِھَا۔

کی صحبت میں رہے وہ معروف کرخی کی صحبت میں رہے اور معروف کرخی بہت مرشدوں کی صحبت میں رہے بزرگ تر اُن میں دو مرشد ہیں ایک تو امام علیؑ بن موسیٰ رضا ہیں وہ اپنے والد امام موسیٰ کاظمؑ کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام جعفرؑ صادق کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام محمد باقرؑ کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام زین العابدینؑ کی صحبت میں رہے وہ اپنے والد امام حسینؑ کی صحبت میں رہے۔ وہ اپنے والد امیر المومنین علی بن ابی طالب کی صحبت میں رہے وہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہے اور معروف کرخی کے دوسرے مرشد داود طائی ہیں جو فضیل عیاض اور حبیب عجمی اور ذوالنون مصری کی صحبت میں رہے اور تینوں حضرات تابعین اور تبع تابعین میں سے بہت بزرگوں کی صحبت میں رہے بزرگ تر اُن میں سے حسن بصری ہیں اور یہ تابعین اصحاب کبار کی صحبت میں رہے اُن میں سے انسؓ بن مالک ہیں جو خادم تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اُن کے احادیث کے حافظ تو یہ سلسلہ ہے صحبت کا اسکی صحت اور اتصال میں کچھ شک نہیں۔

ف - مولانا نے فرمایا کہ میں نے حضرت ولی نعمت یعنی مصنف سے پوچھا کہ شیخ ابوعلی فارمدی کو کہ ابوالحسن خرقانی کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں اس رسالے میں کیوں نہ ذکر کیا فرمایا کہ یہ نسبت اویسیت کی ہے یعنی روحی فیض ہے اور اس رسالے میں غرض یہ ہے کہ نسبت صحبت کی من وعن عالم شہادت میں جو ثابت ہے مذکور ہو ولیکن اویسیت کی نسبت قوی اور صحیح ہے شیخ ابوعلی فارمدی کو ابوالحسن خرقانی سے روحی فیض ہے اُن کو بایزید بسطامی کی روحانیت سے اور اُن کو امام جعفر صادقؑ کی روحانیت سے تربیت ہے چنانچہ رسالۂ قدسیہ میں خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمۃ نے مذکور کیا۔

وَلِلْاِمَامِ جَعْفَرِنِ الصَّادِقِؑ اَيْضًا انْتِسَابٌ اِلٰى جَدِّهٖ اَبِىْ اُمِّهِ الْقَاسِمِ بْنِ اَبِىْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ عَنْ اَبِىْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔

وَمِنْهَا سَلَاسِلُ اُخْرٰى الْاِتِّصَالُ فِىْ طَرَفٍ مِّنْهَا بِالصُّحْبَةِ وَفِىْ طَرَفٍ بِالْبَيْعَةِ اَوِ الْخِرْقَةِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ فَالْعَبْدُ الضَّعِيْفُ وَلِيُّ اللّٰهِ اَخَذَ الطَّرِيْقَةَ عَنْ اَبِيْهِ الشَّيْخِ عَبْدِ الرَّحِيْمِ عَنِ السَّيِّدِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الشَّيْخِ اٰدَمَ عَنِ الشَّيْخِ اَحْمَدَ السَّرْهِنْدِيِّ عَنْ اَبِيْهِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْاَحَدِ عَنْ شَاهْ كَمَالٍ۔

اور امام جعفر صادقؑ کو انتساب ہے اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیقؓ کی طرف بھی اور قاسم بن محمد کو انتساب ہے سلمان فارسی سے اُن کو ابی بکر صدیقؓ سے اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

اور ہمارے اور بھی سلاسل ہیں جن کے بعض میں بنا بر صحبت کے اتصال ہے اور بعض میں بنا بر بیعت یا خرقہ پوشی کے تو بندۂ ضعیف ولی اللہ نے طریقہ لیا اپنے والد شیخ عبدالرحیم سے انھوں نے سیّد عبداللہ سے انھوں نے شیخ آدم بنوری سے انھوں نے شیخ احمد سرہندی سے انھوں نے اپنے والد شیخ عبدالاحد سے انھوں نے شاہ کمال سے۔

سند سلسلہ قادریہ | وَاَیْضًا عَنْ شَیْخٍ سِکَنْدَرِ عَنْ جَدِّہٖ شَیْخٍ کَمَالِ نِ الْمَذْکُوْرِ عَنِ السَّیِّدِ فُضَیْلٍ عَنِ السَّیِّدِ گَدَا رَحْمٰنَ عَنِ السَّیِّدِ شَمْسِ الدِّیْنِ عَارِفٍ عَنِ السَّیِّدِ گَدَا رَحْمٰنَ بْنِ اَبِی الْحَسَنِ عَنْ شَمْسِ الدِّیْنِ الصَّحْرَائِیِّ عَنِ السَّیِّدِ عَقِیْلٍ عَنِ السَّیِّدِ بَهَاءِ الدِّیْنِ عَنِ السَّیِّدِ عَبْدِ الْوَهَّابِ عَنِ السَّیِّدِ شَرَفِ الدِّیْنِ قَتَّالٍ عَنِ السَّیِّدِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ اَبِیْہِ اِمَامِ الطَّرِیْقِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیِّ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ نِ الْمَخْرَمِیِّ عَنْ اَبِی الْحَسَنِ الْقَرْشِیِّ عَنْ اَبِی الْفَرَجِ الطَّرْطُوْسِیِّ عَنْ اَبِی الْفَضْلِ عَبْدِ الْوَاحِدِ التَّمِیْمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ التَّمِیْمِیِّ عَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الشِّبْلِیِّ بِسَنَدِہِ الْمَذْکُوْرِ۔

اور شیخ احمد سرہندی کو شیخ سکندر سے بھی طریقہ ملا اور اُن کو اپنے دادا شیخ کمال مذکور سے اُن کو سیّد فضیل سے اُن کو سیّد گدا رحمٰن سے اُن کو سیّد شمس الدین عارف سے اُن کو سیّد گدا رحمٰن بن ابوالحسن سے اُن کو شمس الدین صحرائی سے اُن کو سیّد عقیل سے اُن کو سیّد بہاء الدین سے اُن کو سیّد عبدالوہاب سے اُن کو سیّد شرف الدین قتال سے اُن کو سیّد عبدالرزاق سے اُن کو اپنے والد امام طریقت ابو محمد عبدالقادر جیلانی رح سے ان کو ابو سعید مخرمی سے اُن کو ابوالحسن قرشی سے اُن کو ابوالفرح طرسوسی سے اُن کو ابوالفضل عبدالواحد تمیمی سے اُن کو اپنے باپ شیخ عبدالعزیز تمیمی سے اُن کو ابو بکر شبلی سے اُن کو اُس سند سے جو قبل اس کے مذکور ہو چکی یعنی جنید بغدادی رح سے تا شاہ ولایت علی مرتضیٰ رض۔

ف۔ اور شرف الدین کا لقب قتال ہوا بسبب نفس کشی کی ریاضت کے مخرم بضم میم و تشدید رائے مہملہ مشددہ مفتوحہ بغداد کا ایک کوچہ ہے۔

وَاَیْضًا تَاَدَّبَ شَیْخُنَا عَبْدُ الرَّحِیْمِ عَلٰی رُوْحِ جَدِّہٖ لِاُمِّہٖ

اور بھی ہمارے مرشد شاہ عبدالرحیم ادب آموز ہوئے اپنے نانا شیخ رفیع الدین محمد

الشَّیْخِ رَفِیْعِ الدِّیْنِ مُحَمَّدٍ وَّ اَجَازَ لَہٗ قَبْلَ اَنْ یُّوْلَدَ بِسِنِیْنَ بِطَرِیْقِ خَرْقِ الْعَادَۃِ عَنْ اَبِیْہِ قُطْبِ الْعَالَمِ عَنْ نَجْمِ الْحَقِّ چَائِیْلَدَّہٗ عَنِ الشَّیْخِ عَبْدِالْعَزِیْزِ

کی روح سے اور انھوں نے اُن کو اجازت طریقت دی اُن کے پیدا ہونے سے چند سال کے پہلے بطریق کرامت کے اور شیخ رفیع الدین محمد کو اپنے والد قطب عالم سے اور اُن کو نجم الحق چائیلدہ سے اُن کو شیخ عبدالعزیز سے۔

جو رسالۂ عزیزیہ کے مصنّف ہیں۔

وَلَہٗ طُرُقٌ اُخْرٰی اَجَازَ لَہٗ السَّیِّدُ عَظَمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْبَرْاٰبَادِیُّ عَنْ اٰبَائِہٖ عَنِ الشَّیْخِ عَبْدِالْعَزِیْزِ عَنْ قَاضِیْ خَانْ یُوْسُفَ النَّاصِحِیِّ عَنْ حَسَنِ بْنِ طَاھِرٍ عَنْ سَیِّدْ رَاجِیْ حَامِدْ شَاہْ عَنِ الشَّیْخِ حُسَامِ الدِّیْنِ الْمَانِکْ پُوْرِیِّ عَنْ خُوَاجَہْ نُوْرِ قُطْبِ الْعَالَمِ عَنْ اَبِیْہِ عَلَاءِ الْحَقِّ بْنِ اَسْعَدَ اللَّاھُوْرِیِّ الْبَنْگَالِیِّ عَنْ اَخِیْ سِرَاجِ عُثْمَانَ الْاَوْدِیِّ عَنِ الشَّیْخِ نِظَامِ الدِّیْنِ اَوْلِیَا عَنِ الشَّیْخِ فَرِیْدِ الدِّیْنِ گَنْجِ شَکَرْ عَنْ خُوَاجَہْ قُطْبُ الدِّیْنِ بَخْتِیَارِ کَاکِیْ عَنْ خُوَاجَہْ مُعِیْنِ الدِّیْنِ السَّنْجَرِیْ عَنْ خُوَاجَہْ عُثْمَانَ ھَارُوْنِیْ

اور شیخ عبدالرحیم کے اور بھی طرق ہیں ان کو اجازت دی سیّد عظمت اللہ اکبرآبادی نے ان کو سند حاصل ہے اپنے باپ دادوں سے اُن کو شیخ عبدالعزیز سے اُن کو قاضی خان یوسف ناصحی سے اُن کو حسن بن طاہر سے اُن کو سیّد راجی حامد شاہ سے اُن کو شیخ حسام الدین مانک پوری سے اُن کو خواجہ نور قطب عالم سے اُن کو اپنے والد علاء الحق بن اسعد سے جو اصل میں لاہوری ہیں اور مسکن میں بنگالی اُن کو اخی سراج عثمان اودھی سے اُن کو سلطان المشائخ نظام الدینؒ اولیا سے اُن کو شیخ فریدالدین گنج شکر سے اُن کو خواجہ قطب الدینؒ بختیار کاکی سے اُن کو خواجہ معین الدینؒ سنجری یعنی سیستانی سے اُن کو خواجہ عثمانؒ ہارونی سے اُن کو

عَنْ حَاجِیْ شَرِیْفِ الزَّنْدَنِیِّ عَنْ خُوَاجَہ مَوْدُوْدْ چِشْتِیْ عَنْ اَبِیْہِ خُوَاجَہ یُوْسُفَ بْنَ مُحَمَّدِ بن سِمْعَانَ چِشْتِیْ عَنْ خَالِہٖ خُوَاجَہ مُحَمَّدْ چِشْتِیْ عَنْ اَبِیْہِ خُوَاجَہ اَبِیْ اَحْمَدْ چِشْتِیْ عن خُوَاجَہ اَبِیْ اِسْحٰقِ الشَّامِیْ عَنْ مُمْشَادْ عِلْوِ الدِّیْنَوْرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُبَیْرَۃَ الْبَصْرِیِّ عَنْ حُذَیْفَۃَ الْمُرْعَشِیِّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ اَدْهَمْ عَنْ فُضَیْلِ بْنِ عِیَاضٍ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زَیْدٍ عَنْ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

حاجی شریف زندنی سے اُن کو خواجہ مودود چشتی سے اُن کو اپنے والد خواجہ محمد بن سمعان چشتی سے اُن کو اپنے ماموں خواجہ محمد چشتی سے اُن کو اپنے والد خواجہ ابو احمد چشتی سے اُن کو خواجہ ابو اسحٰق شامی سے اُن کو ممشاد علوؒ دینوری سے اُن کو ابو ہبیرہ بصری سے اُن کو حذیفہ مرعشی سے اُن کو ابراہیم بن ادھم سے اُن کو فضیل بن عیاض سے اُن کو عبدالواحد بن زید سے اُن کو حسن بصری سے ان کو امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اُن کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

ف۔ مولاناؒ نے فرمایا مانک پور پورب میں ایک قصبہ ہے الہ آباد کے قریب اور اودھ ایک شہر ہے پورب میں جس کو اب فیض آباد کہتے ہیں اور سنجری بکسر سین مہملہ وسکون جیم وزائے معجمہ منسوب ہے سجستان کی طرف جو معرّب ہے سیستان کا اور ہر چند اولیا جمع ہے ولی کی لیکن حضرت نظام الدینؒ کا اس واسطے لقب ہوا گویا کہ ایک ولی اولیائے کثیر کے مانند ہے چنانچہ قرآن مجید میں ابراہیم علیہ السّلام کو اُمّت فرمایا اور اُس کی مثالیں بہت ہیں جیسے عبیداللہ کا لقب احرار ہے اور کعب کا احبار اور زندنہ ایک پرگنہ ہے بخارا کے ساتؔ پرگنوں میں سے اور

ہارون قریہ ہے زندنہ سے ادھ کوس پر اور چشت شہر ہے درۂ کوہ میں واقع ہے دو منزل ہرات سے اور اب اُس کو شافلان کہتے ہیں اور مرعش ایک شہر ہے شام کے توابع سے۔

وَنَاوَبَ سَيِّدِي الْوَالِدُ اَيْضًا بِحَسْبِ الْبَاطِنِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ اَنَّهٗ رَاٰهُ فِيْ مُبَشِّرَةٍ فَبَايَعَهٗ وَعَلَّمَهُ النَّفْيَ وَالْاِثْبَاتَ وَاَيْضًا مِنْ زَكَرِيَّا النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَاِنَّهٗ عَلَّمَهٗ اِسْمَ الذَّاتِ۔

وَاَيْضًا مِنْ رُّوْحِ الْاَئِمَّةِ الشَّيْخِ اَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيِّ وَالْخَوَاجَهْ بَهَاءِ الدِّيْنِ مُحَمَّدْ نَقْشْبَنْدْ وَالْخَوَاجَهْ مُعِيْنِ الدِّيْنِ بْنِ الْحَسَنِ الْجِشْتِيِّ وَاِنَّهٗ رَاٰهُمْ وَاَخَذَ مِنْهُمُ الْاِجَازَةَ وَعَرَفَ نِسْبَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلٰى حِدَتِهَا مِمَّا فَاضَ مِنْهُمْ عَلٰى قَلْبِهٖ وَكَانَ يَحْكِيْ لَنَا حِكَايَتَهَا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَعَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ

اور میرے والد مرشد ادب آموز طریقت کے ہوئے بحسب باطن کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی باین طریق کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا سو ان سے بیعت کی اور آپ نے اُن کو نفی و اثبات کی تعلیم فرمائی اور حضرت زکریا ؑ پیغمبر سے بھی علیہ الصلوٰۃ والسلام ادب آموز ہوئے کہ اسم ذات کی انھوں نے تعلیم فرمائی۔

اور بھی والد مرشد نے فیض پایا ائمہ طریقت کی ارواح سے یعنی شیخ ابو محمد عبد القادر جیلانی اور خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند اور خواجہ معین الدینؒ بن حسن چشتی کی روح سے اور اُن کو خواب میں دیکھا اور اُن سے اجازت لی اور ہر بزرگ کی نسبت اُن سے علیحدہ علیحدہ دریافت کی جس کا فیض ہوا اُن حضرات کی طرف سے اُن کے دل پر اور حضرت والد ہم سے اُس کی حکایت بیان فرماتے تھے حق تعالیٰ اُن سے اور اُن حضرات سب سے راضی ہو۔

وَاَمَّا الْعُلُوْمُ الظَّاهِرَةُ مِنَ التَّفْسِيْرِ وَالْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ وَالْعَقَائِدِ وَالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ وَالْكَلَامِ وَالْاُصُوْلِ وَالْمَنْطِقِ فَقَدْ تَعَلَّمْنَا مِنْ سَيِّدِي الْوَالِدِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ قَرَأَ صِغَارَ الْكُتُبِ عَلٰى اَخِيْهِ اَبِي الرِّضٰى مُحَمَّدٍ وَالْكِبَارَ مِنْهَا عَلٰى اَمِيْرِ زَاهِدِ الْهَرَوِيِّ صَاحِبِ الْحَوَاشِي الْمَشْهُوْرَةِ عَنْ مِيْرِزَا فَاضِلٍ عَنْ مُلَّا يُوْسُفَ الْكَوْسَجِ عَنْ مِيْرِزَا جَانٍ وَغَيْرِهٖ عَنِ الْمُحَقِّقِ مُلَّا جَلَالِ الدَّوَّانِي عَنْ اَبِيْهِ اَسْعَدَ وَغَيْرِهٖ عَنْ تَلَامِذَةِ الْعَلَّامَةِ التَّفْتَازَانِي وَالْعَلَّامَةِ الشَّرِيْفِ الْجُرْجَانِي رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔

اور علوم ظاہرہ منجملہ تفسیر اور حدیث اور فقہ اور عقائد اور نحو اور صرف اور کلام اور اصول اور منطق کے سو اُن کو ہم نے پڑھا اپنے مرشد والد سے رضی اللہ عنہ اور والد نے چھوٹی کتابیں اپنے بھائی ابوالرضا محمدؒ سے پڑھیں اور بڑی کتابیں امیر زاہد ہرویؒ سے پڑھیں جو مصنّف ہیں حواشی مشہور درسیہ کے اور امیر زاہد نے میرزا فاضل سے انھوں نے ملّا یوسف کوسج سے انھوں نے میرزا جان وغیرہ سے انھوں نے محقق ملّاؒ جلال دوانی سے انھوں نے اپنے باپ اسعد وغیرہ تلامذۂ علامہ تفتازانی اور علامۂ میر سیّد شریف جرجانی سے رضی اللہ عنہم۔

ف۔ علامۂ تفتازانی اور علامۂ سیّد شریف جرجانی کی سند علما میں مشہور اور معلوم ہے لہٰذا مصنّفؒ نے اُس کو نہ ذکر فرمایا۔

وَاَجَازَنِيْ مِشْكٰوةَ الْمَصَابِيْحِ وَصَحِيْحَ الْبُخَارِيِّ وَغَيْرَهٗ مِنَ الصِّحَاحِ السِّتِّ الثِّقَةُ الثَّبْتُ حَاجِيْ مُحَمَّدْ اَفْضَلُ عَنِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْاَحَدِ عَنْ اَبِيْهِ الشَّيْخِ مُحَمَّدْ سَعِيْدْ عَنْ

اور مجھکو اجازت دی مشکوٰۃ المصابیح اور صحیح بخاری وغیرہ صحاح ستہ کی معتمد ثابت القول حاجی محمد افضل نے شیخ عبدالاحد سے انھوں نے اپنے والد شیخ محمد سعید سے انھوں نے اپنے دادا شیخ

جَدِّہٖ شَیْخِ الطَّرِیْقَۃِ الشَّیْخِ اَحْمَدَ السَّرْھِنْدِیِّ بِسَنَدِہِ الطَّوِیْلِ الْمَذْکُوْرِ فِیْ مَقَامَاتِہٖ وَھٰذَا اٰخِرُ مَا اَرَدْنَا اِیْرَادَہٗ فِیْ ھٰذِہِ الرِّسَالَۃِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّ اٰخِرًا وَّظَاھِرًا وَّبَاطِنًا ۔

طریقت شیخ احمدؒ سرہندی سے اُن کی سند طویل مذکور ہے اُن کے مقامات اور تصانیف میں اور یہ تمامی ہے اُس مضمون کی جس کے لانے کا ہم نے اس رسالے میں ارادہ کیا تھا اور شکر ہے حق تعالیٰ کا ابتدا میں بھی اور انتہا میں بھی اور ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی ۔

مترجم کہتا ہے الحمد للہ کہ اُس کے حسن توفیق سے ترجمہ **قول الجمیل** کا چوبیسویں ربیع الآخر ۱۲۶۰ھ ہجری (بارہ سو ساٹھ ہجری) میں پورا ہوگیا۔ حق تعالیٰ میری بھول چوک اور کج فہمی کو برکت ارواح طیبہ اولیائے کرام رضی اللہ عنہم کے معاف کرے اور اُن حضراتؒ کے نور باطن سے میرے ظلمت کدۂ دل کو نورانی فرماوے آمین اور اہل اسلام کو اس ترجمے سے فائدہ بخشے اور کج فہمی سے پناہ میں رکھے آمین ثم آمین۔

67
153

خاتمۃ الطبع

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی نَوَالِہٖ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ **امّا بعد** یہ کتاب فیض انتساب **قول الجمیل** تصنیف لطیف عارف کامل عالم فاضل مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مع ترجمہ موسومہ بہ **شفاء العلیل** مترجمہ مولوی خرم علی صاحب بلہوری مرحوم و فوائد مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی و حواشی مولانا نواب قطب الدین خاں صاحب دہلوی۔

ایجوکیشنل پریس کراچی میں ۱۳۹۰ھ میں طبع ہوئی۔

(کتبہ مرتضیٰ حسین)

قرآن پاک مترجم

انوار القلوب

مولانا شاہ رفیع الدین صاحب اور حکیم الامت مولانا شاہ
اشرف علی تھانوی کے شستہ اور پاکیزہ ترجموں نے
فہم قرآن کو اس قدر آسان بنا دیا ہے کہ پڑھنے سے
روحانی سرور حاصل ہوتا ہے

ہدیہ: [illegible] روپے، مجلد [illegible]

مجلد [illegible] روپے

رشید کمپنی

[illegible] ادب منزل پاکستان چوک کراچی

۲۳۰